حقیقتِ محمدیہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مجموعۂ تقاریر
علامہ غضنفر عباس ہاشمی
مرتب
پروفیسر شاہد عباس

حقیقتِ محمدیہ

مجموعہ تقاریر

علامہ غضنفر عباس ہاشمی

مرتب

پروفیسر شاہد عباس

پبلشر

موجِ ادراک

چونگی نمبر 14 بلال نگر ملتان، پاکستان 0300-7373514

بسمہ تعالیٰ

کتابخانہ مرتضوی

حضرت آیت اللہ مولانا سید منظور حسین نقوی قدس سرہ الشریف

التماس دعا

ہماری کتابیں..............
خوبصورت اور معیاری
تزئین واہتمام واشاعت
شاہد عباس

موجِ ادراک

ضابطہ

مرتب: شاہد عباس
مصور: راشد سیال
کمپوزنگ: یاسر عباس، مزمل حسین
تعداد: گیارہ سو
اشاعت اول: 2008
قیمت: -/150روپے

تقسیم کار

☆محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ، کراچی
☆مکتبہ الرضا، اردو بازار لاہور
☆کریم پبلی کیشنز 38۔اردو بازار، لاہور
☆شاہ شمسؒ لائبریری، ملتان
☆علی بک سنٹر دربار شاہ شمسؒ، ملتان
☆افتخار بک ڈپو، لاہور
☆رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر، کراچی
☆عباس بک ایجنسی (لکھنؤ) انڈیا
☆مکتبۃ الحسینؑ، نواں شہر ملتان
☆اسد بک ڈپو قدم گاہ مولا علیؑ (حیدرآباد)

ترتیب

☆ انتساب، 4
☆ شذرہ، شاہد عباس 5
☆ حقیقت محمدیہؐ (نظم) سید محسن نقوی 7
☆ مجلس نمبر 1، 12
☆ مجلس نمبر 2، 26
☆ مجلس نمبر 3، 41
☆ مجلس نمبر 4، 63
☆ مجلس نمبر 5، 81
☆ مجلس نمبر 6، 95
☆ مجلس نمبر 7، 110
☆ مجلس نمبر 8، 121
☆ مجلس نمبر 9، 134
☆ مجلس نمبر 10، 145

خالق نے اِس طرح سے اُتارے ہیں محمدؐ
ہر دَور میں، ہر شخص کو پیارے ہیں محمدؐ
اکثر درِ زہراؑ پہ یہ جبریلؑ نے سوچا
پیغام کسے دُوں، یہ تو سارے ہیں محمدؐ

سید محسن نقوی

شذرہ.................!

تمام حمد و ثنا اُس ذاتِ اقدس کے لیے کہ جو رات کی سیاہی سے دن کا اُجالا اور دن کے اُجالے سے رات کی سیاہی تخلیق کرتا ہے، جسے درختوں کی سرسراہٹ، پانی کی کُلکلاہٹ اور پرندوں کی چہچاہٹ سجدہ کرتی ہے۔ درود و سلام محمدؐ و آلِ محمدؐ کے لیے۔

قارئین محترم--- آپ نے جس طرح راقم کی کتابوں کو پزیرائی بخشی اُس کے لیے بارگاہِ رب العزت میں شکرگزار ہُوں کہ جس نے احقر کی کاوش کو قبولیت کے ساتھ ساتھ مقبولیت کی بھی سند عطا فرمائی۔ جن علاقوں کے ناموں سے بھی واقفیت نہیں رکھتا الحمدللہ اُن جگہوں پہ بھی یہ کتابیں (کربِ ناتمام۔ خطیب شام غریباں۔ مجالس شام غریباں۔ الکوثر) بصد شوق پڑھی جارہی ہیں۔

یہ سب تمہارا کرم ہے.....................آقا

اپنے تو اپنے اغیار تک نے بھی اب یہ تسلیم کرلیا ہے کہ رسالت مآبؐ کی ذاتِ گرامی مقصود و محورِ کائنات ہے۔ خالقِ کائنات نے انہیں مقامِ محمود پر فائز کیا ہے اور رہتی دنیا تک اُن کے ذکر کو بلند فرمایا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ اُنؐ کی نسبت کے بغیر تمام اقوال و افعال، سوچیں، کاوشیں محض اور محض واہمہ ہیں۔ وہ تمام اکابرین جو کسی بھی صورت میں معلوم و معروف ہیں اگر اُنؐ کی طرف سے نسبت سے محروم ہیں تو اُن کا وجود بھی ایک واہمے کے سوا کچھ نہیں۔

''حقیقت محمدیہؐ '' کے عنوان سے علامہ غضنفر عباس تونسوی صاحب قبلہ نے 2007ء اور 2008ء میں ملک غلام عباس کی دعوت پر لاہور میں دس مجالس سے خطاب فرمایا۔

علامہ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں ۔ مضامین کی ندرت ، خیالات کی رفعت، روانی و سلاست، فصاحت و بلاغت اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اِن مجالس کے پہلے لفظ سے لے کر آخری لفظ تک بکھرے ہوئے بیش بہا جواہر علمیہ کو ایک لڑی میں پرونے کی سعادت راقم السطور کے حصے میں آئی ہے۔

اِس کتاب کا مطالعہ یقیناً اہلِ ایمان کو معرفتِ ختمی مرتبتؐ کے ایسے بے شمار گوشوں سے رُوشناس کرائے گا۔ جن تک رسائی ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔

احسان ناشناسی ہوگی اگر اظہار تشکر کرتے ہوئے

علامہ احمد نواز شاکر، مولانا عابد حسین، قاضی ناصر حسین اور برادرم راشد سیال، کے ناموں سے صرف نظر کیا جائے۔ جن کی معاونت کے بغیر تالیف کا یہ عمل سہل نہ تھا۔

ذکرِ رسالت مآبؐ کے ساتھ ساتھ مصائب اہل بیتؑ پڑھتے ہوئے ناممکن ہے کہ آنکھوں میں نمی نہ آئے۔ یہی وہ مرحلہء قبولیت ہے۔ جس وقت خاکسار کو آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

احقر العباد

شاہد عباس

Shahid

حقیقتِ محمدیہؐ

اُس رحمتِ عالم کا قصیدہ کہوں کیسے ؟
جو مہرِ عنایات بھی ہو، ابرِ کرم بھی
کیا اُس کے لیے نذر کروں جس کی ثنا میں
سجدے میں ہوں الفاظ بھی ، سطریں بھی قلم بھی !

چہرہ ہے کہ انوارِ دوعالم کا صحیفہ
آنکھیں ہیں کہ بحرینِ تقدس کے نگیں ہیں
ماتھا ہے ، کہ وحدت کی تجلی کا ورق ہے
عارض ہیں کہ " والفجر" کی آیت کے اَمیں ہیں

گیسو ہیں کہ " واللیل " کے بکھرے ہوئے سائے
اَبرو ہیں کہ قوسینِ شبِ قدر کھلے ہیں
گردن ہے کہ بر فرقِ زمیں اَوجِ ثریا
لب ، صورتِ یاقوت شعاعوں میں ڈھلے ہیں

قد ہے کہ نبوت کے خدوخال کا معیار
بازو ہیں کہ توحید کی عظمت کے علم ہیں
سینہ ہے کہ رمزِ دلِ ہستی کا خزینہ
پلکیں ہیں کہ الفاظِ رُخِ لوح و قلم ہیں

باتیں ہیں کہ طوبیٰ کی چٹکتی ہوئی کلیاں
لہجہ ہے کہ یزداں کی زباں بول رہی ہے
خطبے ہیں کہ ساون کے اُمنڈتے ہوئے دریا
قرأت ہے کہ اسرارِ جہاں کھول رہی ہے

یہ دانت، یہ شیرازۂ شبنم کے تراشے
یاقوت کی وادی میں دمکتے ہوئے ہیرے
شرمندۂ تابِ لب و دندانِ پیمبرؐ
حرفے بہ ثنا خوانی و خامہ بہ صریرے

رفتار میں افلاک کی گردش کا تصور
کردار میں شامل بنی ہاشم کی انا ہے
گفتار میں قرآں کی صداقت کا تیقّن
معیار میں گردوں کی بلندی کفِ پا ہے

وہ فکر کہ خود عقلِ بشر سر بگریباں
وہ فقر کہ ٹھوکر میں ہے دنیا کی بلندی
وہ شکر کہ خالق بھی ترے شکر کا ممنون
وہ حُسن کہ یوسفؑ بھی کرے آئینہ بندی

وہ علم کہ قرآں تری عترت کا قصیدہ
وہ حِلم کہ دشمن کو بھی اُمیدِ کرم ہے
وہ صبر کہ شبیرؑ تری شاخِ ثمردار
وہ ضبط کہ جس ضبط میں عرفانِ اُمم ہے

Presented by: https://jafrilibrary

دنیا کے سلاطیں ، ترے جاروب کشوں میں
عالم کے سکندر ، تری چوکھٹ کے بھکاری
گردوں کی بلندی ، تری پاپوش کی پستی
جبریل ؑ کے شہپر ترے بچوں کی سواری

ظاہر ہو تو ہر برگِ گلِ تر تری خوشبو
غائب ہو تو دنیا کو سراپا نہیں ملتا
وہ اِسم ، کہ جس اِسم کو لب چوم لیں ہر بار
وہ جسم کہ سورج کو بھی سایہ نہیں ملتا

کیا ذہن میں آئے کہ تو اُترا تھا کہاں سے ؟
کیا کوئی بتائے تری سرحد ہے کہاں تک ؟
پہنچی ہے جہاں پر تری نعلین کی مٹی
خاکسترِ جبریلؑ بھی پہنچے نہ وہاں تک

کہنے کو تو ملبوسِ بشر اوڑھ کے آیا
لیکن ترے احکام فلک پر بھی چلے ہیں
اُنگلی کا اشارہ تھا کہ تقدیر کی ضربت
مہتاب کے ٹکڑے تری جھولی میں گرے ہیں

حیدر ؑ تری ہیبت ہے تو حسنینؑ ترا حُسن
اصحابؓ وفادار تو نائب ترے معصوم
سلمٰی ؑ تری عصمت ہے ، خدیجہ ؑ تری توقیر
زہراؑ تری قسمت ہے تو زینبؑ ترا مقسوم

سوچیں تو خدائی تری مرہونِ تصور
دیکھیں تو خدائی سے ہر انداز جدا ہے
یہ کام بشر کا ہے نہ جبریلؑ کے بس میں
تُو خود ہی بتا اے میرے مولاؐ کہ تو کیا ہے؟

سید محسن نقوی

مجلس 1

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلوٰۃ باآواز بلند..........

سورہ نساء سے ایک آیت پیش نظر ہے میرے...... درحقیقت ان مجالس کا جو موضوع ہے اس میں میری منشاء شامل نہیں...... بانی مجالس نے اپنی طرف سے لکھ دیا...... مَیں نے اس سے کہا کہ حقیقتِ محمدیہؐ تم نے لکھ تو دیا، شانِ نبوت نہیں...... شانِ رسالت نہیں...... حتی کہ فضیلت محمدیہؐ بھی نہیں، حقیقتِ محمدیہؐ.......... پہلی بات تو یہ ہے کہ کائنات میں اُسے جانتا کون ہے؟ اور جہاں تک مَیں بھی اپنے ناقص علم کے تحت اُس کو جانتا ہوں، مجھے نہیں معلوم کہ اُس کے بھی خریدار کتنے موجود ہیں؟

بہرکیف مَیں اپنی سی کوشش کرتا ہوں، کچھ نچلی سطح سے بات شروع کرنے کی......

قَدۡ جَآءَكُمۡ بُرۡهَانٌ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكُمۡ نُوۡرًا مُّبِيۡنًا

فرمایا اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے (دلیل نہیں) برہان چل کے آیا ہے اور ہم نے تمہاری طرف نور مبین نازل کیا ہے۔

کم ازکم آیت کے آدھے حصے تک تہتر (۷۳) فرق اسلامیہ کے مفسرین متفق ہیں کہ یہ تمہارے رسولؐ کے حق میں ہے۔ اللہ نے رسولؐ کو برہانِ ربوبیت کہا ہے...... ایک دلیل ہوتی ہے...... ایک برہان...... دلیل لفظوں کے لباس میں ہوتی ہے۔ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سارے نبیؑ اللہ پر دلیل لائے...... میرا رسولؐ دلیل نہیں برہان بن

کے آیا.......... (نعرے)

یعنی ہر حجت نے یہی کہا...... خدا ہے...... کونسا؟ جسے میں جھک رہا ہوں...... جس نے سورج بنا دیا، جس نے چاند بنا دیا، جس نے زمین و آسمان خلق کیے۔ بس اتنا فرق ہے...... باقی حجتیں یہ دلیلیں دیتی رہیں...... میرے رسولؐ نے کہا...... خدا کیسے ہے؟ دلیل...... مَیں ہوں۔ (نعرے)

آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک ہر نبیؑ کا معجزہ اس کی ذات سے الگ ہے۔ یعنی حجت کی ذات اور ہے اس کا معجزہ اور ہے...... موسیٰؑ اور ہے اس کا عصا اور ہے...... لے دے کے ایک مغالطہ ہوسکتا ہے صاحبانِ علم کو کہ موسیٰؑ کی ذات میں برہان تھا، ید بیضاء......!!

اس کے بارے میں قرآن کہتا ہے چالیس برس کے بعد بھی اللہ موسیٰؑ سے کہہ رہا ہے: (طٰہٰ:۲۲)

وَاضۡمُمۡ يَدَكَ اِلٰى جَنَاحِكَ تَخۡرُجۡ بَيۡضَآءَ

اپنا ہاتھ اپنی بغل میں ڈال، اور پھر نکال، چمکیلا ہوگا۔

جب تک اللہ نے یہ نہیں کہا تب تک ہاتھ ید بیضاء نہیں تھا اور یہ کہنے کے بعد بھی ہروقت چمکتا نہیں رہتا تھا۔ اِس کے برعکس میرے نبی کی ذات برہان ہے......!! (نعرے)

جیسے اللہ کی صفتیں ذات میں ہیں...... ہر موصوف کی صفت ذات سے الگ ہوتی ہے لیکن اللہ کی صفات ذات سے الگ نہیں عینِ ذات ہیں...... اسی طرح میرے رسولؐ کے معجزے اس کی ذات سے الگ نہیں بلکہ اس کی ذات میں ہیں..........

عیسیٰؑ مٹی اکٹھی کرے گا، پانی لائے گا، پرندہ بنائے گا، ٹھوکر مار کے مردہ

جلائے گا......عیسیٰؑ اور ہے معجزہ اور ہے......یعنی عیسیٰؑ کا معجزہ ذات سے الگ......

ابراہیمؑ نے پرندے ذبح کئے، قیمہ کر کے ملا دیئے، پھر بلایا......ابراہیمؑ اور ہے، معجزہ اور ہے............آگ گلزار کر دی، ابراہیمؑ اور ہے، معجزہ اور ہے......

لیکن میرا رسولؐ جس دن سے دنیا میں آیا اور جب تک رہا، بدن کا سایہ نہیں تھا......(داد و تحسین)

بزمِ کائنات میں پہلی اور آخری ذات ہے جس کی ذات معجزہ......جس کا ظاہر معجزہ......جس کا سر سے پاؤں تک انگ انگ معجزہ............(نعرے)

بال معجزہ......چال معجزہ......حال معجزہ............!

بال معجزہ نہیں ہیں میرے رسولؐ کے......؟!

مامون الرشید کے سامنے آٹھ بال آئے......سلطان المشہد امام رضا علیہ السلام کو بلایا گیا کہ دیکھئے......رسولؐ کے بال ہیں تو مَیں اسے انعام دوں ورنہ جھوٹ بولنے پر قتل کروا دوں......مولاؑ نے تین بال الگ کر دیئے، پانچ علیحدہ......یہ تین میرے ناناؐ کے ہیں۔

حیران ہو کے مامون کہتا ہے آپ کو کیسے خبر؟

دیکھنے میں تو ایک جیسے ہیں ....(جی جی جی ......اسی مغالطے سے تو نکالنا ہے کہ دیکھنے میں ایک جیسا ہونا حقیقت میں ایک جیسا نہیں ہوتا)

مولاؑ نے فرمایا کسی معیار پر پرکھنے کی ضرورت کیسی......؟

جو حقیقت اِن بالوں کی ہے وہی میری اپنی ہے ......اور تیری تسلی کے لئے چاہتا ہوں کہ آگ منگواؤ......آٹھوں کے آٹھوں بال مولاؑ نے آگ میں ڈال دیئے ......پانچ جاتے ہی جل گئے اور دوسرے جونہی آگ میں گئے آگ بجھ گئی......!

اَب بتاؤ......بال معجزہ ہیں کہ نہیں......حالانکہ یہ تو فاضل اشیاء میں سے ہیں۔ کاٹ کے پھینک دیئے جاتے ہیں، بے جان ہیں۔

ہندی طبیب نے میرے مولا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا تھا کہ ناخن میں جان کیوں نہیں؟ بالوں میں جان کیوں نہیں؟

فرمایا حکیمِ مطلق کی حکمت کو نہیں سمجھ سکا؟ ناخن بھی کاٹنا ہوتے ہیں، بال بھی کاٹنا ہوتے ہیں ......اگر اللہ اِن میں جان رکھتا تو ایذاء کون برداشت کرتا............؟ یہ تو وہ چیزیں ہیں رسولؐ کی جو بے جان ہیں......یہ ہیں بے جان......!

رسولؐ کی وہ چیز کیا ہوگی جس میں جان ہے اور وہ کیا ہوں گی جس میں رسولؐ کی جان ہے..............(نعرے)

رسولِ خداؐ نے بال کٹوائے......ایک صحابی اُٹھا کے گھر لے گیا۔ کچھ دنوں کے بعد آیا کہا یا رسول اللہؐ! عجیب بات ہے جس الماری میں مَیں نے آپؐ کے بال رکھے ہیں، ساری رات وہاں تلاوتِ قرآن کی آواز آتی ہے............(نعرے)

جب رسولؐ کے بال تلاوت کر سکتے ہیں تو کبھی رسولؐ کا لہو نیزے پہ تلاوت کرے............!(نعرے)

ناخن کٹوائے......جنابِ خدیجہؑ سے کہا......کہیں پھینکوا دیں......بی بی نے ایک ریشمی رومال میں باندھ کے رکھ دیئے......کچھ دن گزرے، کسی کام سے الماری کے قریب گئیں، کھولی، نظر پڑی پوٹلی پہ، سرکار گھر نہیں تھے، یاد آئی رسالت کی، چلو ناخن کی زیارت کر کے یادِ محمدیؐ کو تازہ کر لوں......کھول کے دیکھا ناخن نہیں تھے......سارے کے سارے دُرّ بن چکے تھے............!

تو یہ فاضل چیزیں ہیں...... اسی لئے مَیں نے کہا ہے اس کی ایک ایک شئے معجزہ ہے...... بدن سایہ نہیں رکھتا......

علماء نے دفتر کے دفتر سیاہ کر ڈالے کہ کیوں نہیں تھا سایہ؟

علامہ زرقانی مشہور عالم ہیں اہلسنت کے ،انہوں نے ایک جملہ لکھا ہے

...... پیارا سا کہ کیوں نہیں تھا رسولؐ کا سایہ......؟

لِاَنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کَانَ ظِلَّ اللّٰہِ وَ اَنَّ ظِلًّا لَایَکُوْنُ لَہٗ ظِلٌّ

وہ فرماتے ہیں چونکہ رسولؐ، اللہ کا سایہ تھے، اور سائے کا سایہ نہیں ہوتا۔

اب اس منبر کی قسم! حقیقت اس سے کہیں آگے ہے............

ایک دلیل دے کے آگے گزر جانا چاہتا ہوں...... چلیں جی خود اللہ کا سایہ تھے، خود نورِ الٰہی تھے اس لئے سایہ نہیں تھا۔

کپڑوں کا تو ہونا چاہیے تھا؟............... (نعرے)

اُس کی ذات معجزہ، اُس کی صفات معجزہ، اُس کے افعال معجزہ، اُس کے جواہر معجزہ، اُس کے عوارض معجزہ، اُس کی طبیعت معجزہ، اُس کی طینت معجزہ، اُس کی جبلت معجزہ، اُس کا ظاہر معجزہ، اُس کا باطن معجزہ، اُس کا کُل معجزہ، اُس کا جُز معجزہ...... ایک ایک عضو معجزہ .... کیونکہ یہ ذات خود برہانِ الٰہی ہے...... ......

کتنی کراہت آمیز اور توہین آمیز حقیقت ہے کسی پر تھوک پھینک دینا...... زمین پہ بیٹھ کے کہہ دینا آسان ہے مَیں رسولؐ جیسا...... رسولؐ مجھ جیسا...... اس کا تھوک معجزہ ہے۔

مَیں صرف لعابِ رسالت کے کرشمے بتانے لگ جاؤں، رات ختم ہو جائے گی۔

جابرؓ کہتا ہے یارسول اللہؐ! ہمارے کنویں کا پانی اتنا کڑوا ہے کہ اتنا تُمہ بھی تلخ

نہیں ہوتا...... فرمایا ایک گلاس پانی لے آؤ...... وہ لائے...... تھوڑا سا لعابِ دہن اس میں ڈالا...... کہا کنویں میں ڈال دو...... شہد اتنا میٹھا نہیں ہوتا جتنا وہ پانی میٹھا ہو گیا۔ (نعرے)

تھا تلخ، ہو گیا شہد سے بھی زیادہ میٹھا...... طینت بدل گئی............

پانی کی صورت نہیں، سیرت بدلی......

پانی کا ظاہر نہیں، حقیقت بدلی...... جبلت بدلی......

سوچنا ضرور جس کا لعاب جبلت بدل سکتا ہے ، اس کا خون کیا کیا بدل سکتا ہوگا.........؟! (نعرے)

حقیقتِ محمدیہؐ کائنات میں جاننے والے صرف دو ہیں:

اللہ......... اور......... علیؑ.........

مَیں پوری کائنات میں پھرا، (عالم معنیٰ میں، عالم جسمانی میں نہیں)

مَیں انسانوں کے پاس گیا...... کیسا ہے میرا رسولؐ...... ہم جیسا ہے......!!

پھر مَیں نے دیکھا انسانوں میں اکثر جاہل.......... کسی کو کلمہ سیدھا نہیں آتا...... کسی کی قرأت درست نہیں...... کوئی علم سے دُور...... کوئی عقل کا بیری...... اور اگر کوئی پڑھا لکھا.......... یہ تو دستورِ فطرت ہے کہ ہم میں سے ہر شخص وہاں تک کا عالم ہے جہاں تک جانتا ہے۔ جہاں سے ہمارے نہ جاننے کی حد شروع ہوتی ہے ہم بھی جاہل ہو جاتے ہیں.......... اِسی لئے قرآن کہہ رہا ہے سورہ یوسف میں (آیت:۷۶)

وَفَوْقَ كُلِّ ذِىْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ۝

ہر صاحبِ علم کے اوپر ایک علیم ہوتا ہے۔

مَیں نے دیکھا جو بشریت ہے جاہل، وہ حقیقتِ محمدیہؐ کو کیا پہچانے......؟!

مَیں نے سوچا انسانوں سے پوچھنا ہی نہیں چاہیے............

اور یہ بھی طے کہ رسولؐ نے اپنا آپ کبھی بتایا ہی نہیں کہ مَیں کیا ہوں؟

بتاتے تو کس کو؟

جب ہم اپنے نفس کو نہیں پہچانتے تو جو نفس سے عاری ہے اُسے کیا پہچانتے ....!!

میرا رسولؐ نفس سے عاری ہے............

پھر مَیں فرشتوں میں چلا گیا......فرشتوں میں مَیں نے دیکھا کہ کوئی چھوٹے ہیں اور کوئی بڑے......پھر مَیں نے دیکھا کہ اُن میں چار بڑے ہیں......پھر چار میں سے دیکھا، ایک سید الملائکہ ہے............

اب جب مَیں نے اُسے دیکھا یَجْلِسُ قَعْدَةَ الْعَبْدِ

جب بھی یہ سید الملائکہ تیرے رسولؐ کی بارگاہ میں آیا......ایسے زانو سمیٹ کے بیٹھا جیسے پست ترین غلام بادشاہ کے سامنے بیٹھتا ہے......

مَیں نے دیکھا......یہ تو غلاموں کی طرح بیٹھتا ہے......غلام کیا بتائے گا آقا کیا ہے......؟

بلکہ مَیں نے اُس سید الملائکہ کو اس گھر کی نوکرانیوں سے جھڑکیاں کھاتے سنا ....(داد و تحسین)

میرے رسولؐ کی رسائی جہاں تک ہے وہاں تک اُس سید الملائکہ کی سوچ نہیں ......جہاں تک میرے رسولؐ کی جوتی جاتی ہے وہاں جبریلؑ کی عقل نہیں جاتی............

شبِ معراج جہاں رسولؐ کی جوتیاں پہنچیں، جبریلؑ کی سوچ نہیں پہنچی......

تو پھر فقرہ سنبھال......جس سید الملائکہ کی عقل رسولؐ کی جوتی کی برابری نہیں کرتی، تیرا جسم محمدؐ کی برابری کیسے کرے گا............؟؟؟

مَیں نے جبریلؑ کے بدن کی بات نہیں کی، مَیں نے اُس کے نفس کی بات نہیں کی ،جبریلؑ کی عقل............میرے رسولؐ کی جوتی کی برابری نہیں کرتی ....!!
تیری جسامت اُس کی برابری کرے گی............؟!

مَیں نے فرشتوں کی صف بھی چھوڑ دی......مَیں نے کہا یہ مجھے کیا بتائیں گے کہ حقیقتِ محمدیہؐ کیا ہے......؟

پھر مَیں انبیاء میں گیا کہ میرا رسولؐ بھی نبی ہے اور یہ بھی انبیاء کرام ہیں ......ان کو پتا ہو گا......یہ جانتے ہوں گے کہ حقیقتِ محمدیہؐ کیا ہے............؟

اچانک عالمِ معانی میں......مَیں نے میدانِ قیامت کو دیکھا......آواز آ رہی تھی ......نَفْسِیْ نَفْسِیْ............مَیں نے دیکھا تو آدمؑ......اِدھر سے آواز آئی نَفْسِیْ نَفْسِیْ ......دیکھا تو نوحؑ......اُدھر سے آواز آئی......نَفْسِیْ نَفْسِیْ......دیکھا تو ابراہیمؑ......پھر آواز آئی......نَفْسِیْ نَفْسِیْ......موسیٰ علیہ السلام......عیسیٰ علیہ السلام......

آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سارے نبی کہہ رہے تھے......نَفْسِیْ نَفْسِیْ میرا رسولؐ عرش کے سائے تلے مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا......اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ......(داد و تحسین)

سارے نبی کہہ رہے ہیں میرا نفس بچا......میری جان بچا......میرا نبیؐ کہہ رہا تھا......اُمتی......میری اُمت کو بچا............

ابھی جو مَیں دعویٰ کر کے گزرا تھا......اُس کی دلیل ملی......مَیں نے ابھی کہا......رسولؐ میں نفس نہیں......

جس میں نفس تھا وہ کہہ رہے ہیں...... نَفْسِیْ...... اور جس میں نفس نہیں ہے وہ فرما رہا ہے...... اُمَّتِیْ......

ایک اور دلیل دیتا چلوں......

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى

یہ نطق نہیں کرتا خواہش سے......

مَا یَقُوْلُ نہیں کہ خواہش سے نہیں کہتا......

مَا یَتَکَلَّمُ نہیں کہ خواہش سے کلام نہیں کرتا......

مَا یَنْطِقُ .... نطق نہیں کرتا......

قول اور ہے...... کلام اور ہے...... نطق اور ہے......

قول، ایک آدھ جملہ ہوتا ہے مثلاً یہ فلاں کا قول ہے۔

اگر اللہ کہتا مَا یَقُوْلُ تو ہم سمجھتے اس کا ایک جملہ وحی ہے، باقی خواہش ہے......

جتنی دیر مَیں آپ کے سامنے منبر پہ ہوں، یہ کلام ہے۔ اُتر جاؤں گا کلام نہیں رہے گا...... اگر مَا یَتَکَلَّمُ کہتا تو ہم سمجھتے جب تک تبلیغ کرتا ہے...... وحی ہوتی ہے.........

نہ یَقُوْلُ نہ یَتَکَلَّمُ ...... مَا یَنْطِقُ .... نُطق کیا ہے؟

بچے کے پہلے دن سے آؤں، غاؤں کرنے سے لے کر آخری ہچکی تک جو بندہ بولتا ہے وہ نطق ہے۔

اللہ نے کہا میرے رسولؐ کا قول وحی نہیں، کلام وحی نہیں، نطق وحی ہے......... بچپن میں ماں کو ماں بھی کہا ہوگا تو وحی سے......

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى

اللہ فرماتا ہے یہ وحی ہے۔ جس کا رسولؐ انتظار نہیں کرتا...... یُوْحٰى کر دی گئی ہے...... وہ وحی ہو چکی ہے...... وہ اُس کی طینت میں ہے...... وہ اس کی فطرت میں ہے...... وہ اُس کی جبلت میں ہے......

مَیں کیا کروں جب آپ کی سماعت کا معیار یہاں تک ہے؟!

فرشتہ آتا ہے...... وہ بتاتا ہے، پھر نبیؐ کہتا ہے...... بس اِسی وحی کو پہچانتے ہو؟!

پڑھ سورہ انفال......

اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ

میرے رسولؐ! یاد کر جب تیرے ربّ نے فرشتوں کو وحی کی تھی۔

اب نبیؐ کے پاس تو بقول تیرے فرشتہ وحی لایا...... ملائکہ کو جو وحی کی...... یہ کس کے ذریعہ کی......؟

اسی حقیقت کے ذریعہ جسے وحی ہو چکی..........!!

شب معراج اللہ نے عملاً فعلاً بھی بتا دیا، وحی لانے والا سدرہ پہ کپکپی کا شکار ہو کے لرزے میں ہے...... میرا رسولؐ اَوْ اَدْنٰى پہ بیٹھا ہوا ہے، میرا اللہ کہتا ہے سورہ النجم میں:

فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى

یہاں مَیں نے اپنے عبد کو وحی کی جو بھی کی.......... (داد و تحسین)

وحی لانے والا تو سدرہ پہ ہے، وحی سننے والا اَوْ اَدْنٰى پہ ہے...... کون لایا یہ وحی؟

جو بھی بولتا ہے یہ، وحی ہے...... خواہش سے نہیں بولتا..........

اورسورہ النازعات کو پڑھنا......

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى

جواپنے ربّ کے مقام سے ڈرتا رہا،اور جس نے اپنے نفس کو ہویٰ سے خواہش سے روکا۔

فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى

اس کاٹھکانہ جنت ہے۔

وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى

اس آیت نے فیصلہ کردیا کہ خواہش کا تعلق نفس سے ہے۔

قرآن پڑھ رہا ہوں،روایت نہیں......

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى

جس نے نفس کو ھَویٰ سے روکا،ھَویٰ ہے نفس سے......

میرا رسولؐ ھَویٰ سے نہیں بولتا،نفس ہو تو خواہش ہو............

اس لئے جو نفس والے تھے وہ کہہ رہے تھے...... نَفْسِيْ نَفْسِيْ ....

جو نفس سے بے نیاز تھا وہ کہہ رہا تھا...... اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ ....

مَیں نے دیکھا،آدمؑ سے لیکر عیسیٰؑ تک کو میرے رسولؐ نے اپنی اُمت کے برابر سمجھا یہ تو اُمت کے گروہ میں ہیں،جب اُمت نہیں جانتی حقیقتِ محمدیہؐ کیا ہے؟ یہ کیا جانیں گے..........؟!

مَیں تو انہیں رسولؐ جیسا سمجھ کے آیا تھا،یہ تو اُمت نکلے............!!

آج دیباچہ ہے،تمہید ہے،کل پہلے زینے کی طرف سفر کروں گا......

کہاں سے ڈھونڈوں رسولؐ جیسا......؟ کہاں سے لاؤں رسولؐ جیسا ....؟(بلند ترین نعرے)

میری روح نے پرواز شروع کی،اور عالم پرواز میں مَیں گزرا مسجد نبویؐ کی فضائے بسیط سے،ایک آواز نے مجھے روکا(اب یہ ذہن میں رہے جو بولتا ہے وہ وحی ہے) وحی والی زبان کہہ رہی تھی......

اَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ نُوْرٍ وَاحِدٍ. (حدیث)

دل میں اُتر گئی یہ بات......آخر مَیں مولوی بھی تو تھا ناں............

مَیں نے کہا نور ایک ہے ناں ہر شئے تو ایک نہیں ہے............

اب اللہ جانے،رسولؐ غیب جانتے تھے کہ نہیں............؟

اچانک انہوں نے علیؑ کی طرف دیکھا،فرمایا:

دَمُكَ دَمِيْ ، لَحْمُكَ لَحْمِيْ ، قَلْبُكَ قَلْبِيْ ،

نَفْسُكَ نَفْسِيْ ، رُوْحُكَ رُوْحِيْ

اے علی! تیرا گوشت میرا گوشت،تیرا خون میرا خون،تیرا بدن میرا بدن،تیری روح میری روح۔

جس کا نور رسولؐ والا،جس کا گوشت رسولؐ والا،جس کا لہو رسولؐ والا،جس کی روح اور بدن رسولؐ والا

یہ تو دوسرا احمدؐ ہے............!

علیؑ سے پوچھوں گا بتائیں حقیقتِ محمدیہؐ کیا ہے......؟(نعرے)

سوائے اللہ اور علیؑ کے کوئی نہیں جانتا حقیقتِ محمدیہؐ کیا ہے؟

لَایَعْرِفُنِیْ اِلَّا اللّٰہُ وَعَلِیٌّ.

مَایَنْطِقُ کی زبان کہہ رہی ہے کوئی نہیں جانتا مجھے سوائے اللہ اور علیؑ کے...... جلی تک ہماری پہنچ نہیں...... تو علیؑ سے کیوں نہ پوچھیں......؟

میرے مولا! آپ احسان کریں ہم پر، آپ بتائیں حقیقتِ محمدیہؐ کیا ہے؟

مَایَنْطِقُ نے دروازہ دکھایا علیؑ کا...... اور علیؑ ہے لسان اللہ...... اور کل پہلے جملے سے ہی مَیں نے اللہ کی زبان کے ذریعے بتاتا ہے کہ حقیقتِ محمدیہؐ کیا ہے............؟

(درود پڑھ لو مل کر باآواز بلند)

تاریخ آدمؑ و عالم میں مثال نہیں ہے کسی گداگر کا بھی جنازہ کیوں نہ ہو......!

قبرستان جا کے گھر واپس کبھی نہیں آیا...... اللہ جانے اولادِ بتولؑ سے رنج کیا تھا اُمت کو............؟

جنازہ گیا...... علیؑ کی بیٹی...... بیٹھی رو رہی تھی......

اچانک زمین ہلنے لگی...... (حضرت عباسؑ کی خاصیت لکھی ہے علمائے مقاتل نے) کہ عباسؑ اگر کبھی عالمِ جلال میں، تیز تیز چلتے تو زمین کروٹیں لیتی............

بی بی چونک گئی...... اماں فضہ! یہ تو میرے غازی کی علامت ہے، خیریت تو ہے؟

کہا بی بی مجھے اور کوئی پتا نہیں، جلدی سے دوڑا دوڑا آیا...... گھر سے تلوار لے کر پھر واپس دوڑا............

بڑی تیزی کی عباسؑ نے، جب پہنچا...... حسنؑ کا جنازہ، حسینؑ نے زمین پہ رکھا ہوا ہے...... ستر (۷۰) تیر جنازے میں پیوست ہو چکے ہیں...... حسینؑ نے رو کر کہا ...... عباس! اب تلوار کی ضرورت نہیں............ جنازہ واپس گھر لے چلو...... پہلے تیر کھینچے جائیں گے پھر جنازہ آئے گا............

جب بہن نے جنازے کو دیکھا ہوگا تو کلیجے پہ کیا قیامت گزری ہوگی............؟!

کیا کیا ماتم نہیں کئے ہوں گے علیؑ کی بیٹی نے............؟!

حسینؑ نے کہا...... بی بی اپنے آپ کو سنبھالو......

شریکۃ الحسینؑ ہیں نہ آپ...... آدھے تیر مَیں نکالتا ہوں، آدھے آپ نکالیں۔

ایک تیر حسینؑ نکالتے ہیں...... ایک بی بی زینبؑ......

ایک بھائی...... ایک بہن......

ایک کربلا والا...... ایک شام والی......

چونتیس، چونتیس تیر نکل گئے، حسینؑ نے پینتیسواں تیر نکال لیا............

بہن نکل گیا تیر...... بھیا......! ایک رہتا ہے ابھی............

کچھ انتظار کیا حسینؑ نے...... اب بہن! نکل گیا......؟

بھیا......! ابھی کچھ دیر ہے...... پھر انتظار کیا...... بہن! تیر نکل گیا......؟

بھیا......! ابھی کچھ دیر ہے......

کیوں دیر ہو رہی تھی ؟ بس مَیں اشارہ کر سکتا ہوں......

یہ تیر حسنؑ کو وہیں لگا تھا...... جہاں کربلا میں اصغرؑ کو لگا تھا......

بی بی زینبؑ کہتی ہیں...... حسنؑ کے گلے سے تیر نکالوں کیسے............؟؟

حسنؑ کی رگیں ساتھ آ رہی ہیں..............

وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۝

مجلس 2

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

صلواۃ باآواز بلند..................

اتنی سانسیں بھی نہیں جتنے حقیقتِ محمدیہؐ کے پہلو ہیں......

اب ذہن میں رہے وہ اللہ جو اپنے آپ کو بار بار عظیم کہتا ہے......وہ سورہ القلم میں، میرے رسولؐ سے کہہ رہا ہے:

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴿۴﴾

اس آیت کا ترجمہ یہی کیا جاتا ہے کہ

آپ کے اَخلاق عظیم ہیں۔

اور ہم جیسے کم علموں کے تصور کدے میں یہ تصویر آتی ہے کہ ہر ایک کو کھلے ماتھے سے ملنا، مسکرا کے استقبال کرنا، مہمان نوازی کرنا، کسی کا شکوہ نہ کرنا یہی اخلاق ہے......!!

اور مَیں آغاز ہی سے کہنے لگا ہوں کہ سرے سے یہ ترجمہ ہی غلط ہے......اِن اَخلاق کی بات ہی نہیں......خُلق کا ذکر کہاں سے آیا..........؟

لفظ آیت میں ہیں کہ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴿۴﴾

خُلق نہیں خُلُق، یہ

خِلقَۃ کی جمع ہے..........(داد و تحسین)

خِلقَۃ کی جمع ہے خُلُق......

اب ذرا اس آیت پر غور کریں

اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴿۴﴾

اے رسولؐ! تیری جتنی بھی خِلقتیں ہیں، ساری عظیم ہیں......

تو علم الٰہی کی گہرائی میں تھا، جب عظیم تھا......تو عالمِ ذات میں آیا، جب عظیم تھا

تو ہاہوت میں تھا، پھر عظیم تھا......

تو لاہوت میں آیا، پھر عظیم تھا......

جبروت میں عظیم تھا......

رحموت میں عظیم تھا......

ملکوت میں عظیم تھا......

صلبوں میں عظیم تھا......

شکموں میں عظیم تھا......

بچہ عظیم تھا......

لڑکا عظیم تھا......

جوان عظیم تھا......

بوڑھا عظیم تھا..................(داد و تحسین)

ذہن میں رکھ لیں سارے کے سارے......میرے رسولؐ کی شان نبوت نہیں، نبوت کی شان میرا رسولؐ ہے..........

میرے رسولؐ کی پہچان رسالت نہیں، رسالت کی عزت یہ ہے کہ اس نے

اِسے قبول کرلیا ہے.......... کیوں؟

نبوت اور رسالت کی زندگی کو ابھی دس ہزار سال نہیں ہوئے......

ابھی ازلیت لباسِ عدم میں تھی، میرا محمدؐ تھا.......... (نعرے)

لفظ کہنے لگا ہوں حقیقتِ محمدیہؐ سے خیرات مانگ کے......

نبوت و رسالت اس کی پہچان نہیں..... جس طرح حرفوں میں آنا قرآن کی پہچان نہیں..... جو قرآن کی حقیقت ہے..... سورہ ہود میں ارشاد ہوا:

الٓرٰ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۙ

قرآن اللہ کے لَدُنْ سے آیا ہے اور لدنِ الٰہی میں حرف تو کیا جسم بھی نہیں ہے

میرا چیلنج ہے کائناتِ عالم کے ہر عالم کو کہ لدنِ الٰہی میں جسم ثابت کریں۔

عالمِ جسم تو بڑی پستی کی منزل ہے، لدن اس سے کہیں آگے..... تو لدنِ الٰہی میں نہ قرآن کی آیتیں ہیں اِس طرح، نہ جملے ہیں، نہ لفظ ہیں، نہ حرف ہیں..... بس وہ حقیقتِ قرآنی ہے..........!! یعنی دوسرے لفظوں میں قرآن پست ہوتا ہوتا ہوتا ہوتا جب آخری حدِ تنزل پہ آتا ہے تو یہ بن جاتا ہے جسے تم پڑھ رہے ہو..............!!

اور اِسی طرح میرا رسولؐ بھی چھوٹا ہوتے ہوتے ہوتے ہوتے جب وہاں تک چھوٹا ہوتا ہے کہ آگے گنجائش نہیں ہوتی تو اُسے تم دیکھتے ہو..........!! (نعرے)

پھر مجبوری سے آنا پڑتا ہے.......... اِس سطح پر.......... سامعین ایک مثال دے رہا ہوں..... کبھی چرواہا دیکھا ہے.....؟

بکریاں چرانے والا..... دیکھتے نہیں ہو وہ ویسی ہی آوازیں نکالتا ہے جیسی جانوروں کی..........!

کیا اُس چرواہے کی حقیقت ہے یہ ؟

نہیں.......... اگر وہ اپنی زبان میں ان سے کہے کہ پانی پی لو..... تو انہیں پتا ہی نہیں چلے گا کہہ کیا رہا ہے..... لہٰذا وہ صوتی تصور دیتا ہے ان کی بولی میں..... تا کہ جانور سمجھیں کہ مَیں کیا کہہ رہا ہوں..... تو جو کچھ محمدؐ کائنات سے بولتا ہے وہ ویسے ہی ہے جیسے چرواہا بکریوں سے بول رہا ہے.....

رسولؐ ہم سے جو بولتا ہے وہ ایسے ہی ہے جیسے انسان کا حیوان سے اُسی کی بولی میں بولنا..........!!

اب اگر چرواہا بھینس یا گائے سے پانی کے چشمے پہ جا کے کہے "چھی" اور وہ جانور کہے یہ مجھ جیسا ہے..............!! (داد و تحسین)

کیونکہ وہی بات ہے ناں..... اَلنَّاسُ اَعْدَاءٌ مَا جَهِلُوْا

میرا خیبر شکن فرما رہا ہے کہ

لوگ جس چیز سے جاہل ہوتے ہیں اس چیز کے دشمن بن جاتے ہیں۔

اور سورہ یونس میں اللہ بھی کہہ رہا ہے:

كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ ﴿یونس﴾

جو چیز اُن کے احاطہ علم میں نہیں آتی اُسے جھٹلا دیتے ہیں۔

اور پھر علم اپنی سرحد پہ کھڑا ہو کے اُس بے علمی پہ ہنستا رہتا ہے..... تو بھائی اِسی طرح ہی ہے۔

یہ مَیں اور آپ تو خیر ہیں ہی کیا، ملکوتیوں کے لئے بھی یہی معاملہ ہے آدمؑ سے عیسیٰؑ تک کے انبیاء کے لئے بھی یہی معاملہ ہے...... کوئی نہیں جانتا حقیقتِ محمدیہؐ کو!!

مَیں نے پستی کی مثال دی تھی ناں............!

سامعین! ایسا ہے ناں بڑے گھر کی کوئی خاتون (حسّیات پہ آئے بغیر گزارا نہیں ہوتا) بات سمجھ میں نہیں آتی......!

بڑے گھر کی کوئی خاتون اپنے بچے کو نہلا دُھلا کے اچھا لباس پہنا کے...... جب وہ باہر جانے لگتا ہے...... مُنّے، محلے والے لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلنا............ اُن کے ساتھ نہیں اُٹھنا، بیٹھنا...... ورنہ اُن ہی جیسے ہو جاؤ گے............!

اب یہ کیا ہے؟ یعنی وہ محلے کے اُن بچوں کو اپنے بچے کے معیار کا نہیں سمجھتی...... یعنی اُن جیسا ہو جانا اُس کے بچے کی پستی ہے......

اب اللہ جانے! کتنے خریدار ہیں میرے سامنے......؟

حقیقتِ محمدیہؐ سنتے ہو...... تو پھر سنبھالو............

(ہم تو علیؑ کو کثرت سے بیان ہی اِس لئے کرتے ہیں کہ محمدؐ کو سمجھے کون؟)

ہم کہتے ہیں پہلے اُس کی عبدیت کو سمجھو......!

جو کہتا ہے اَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِيدِ مُحَمَّدٍ

مَیں محمدؐ کے غلاموں میں سے ایک غلام ہوں۔

سامعین! مَیں قرآن پڑھ رہا تھا...... دو آیتوں نے میرے چودہ طبق روشن کر دیئے...... آج کی بات نہیں...... بڑا عرصہ پہلے کی بات کر رہا ہوں

نوحؑ نے اپنے بیٹے کی سفارش کی، تو اللہ نے کیا کہا؟ سورہ ھود میں ارشاد ہوا:

إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ ۝

مَیں نصیحت کرتا ہوں اے نوحؑ تمہیں، جاہلین جیسا نہ بننا۔

خبردار! جاہلین جیسا نہ بننا، تو نبی ہے، جاہلین جیسا ہونا تیری پستی ہے، اپنے معیار پہ کھڑا رہ......

اگر نوحؑ جاہلین میں بیٹھے تو پست ہو جاتا ہے...... سر اُٹھا...... میرے رسولؐ سے اللہ کہہ رہا ہے: سورہ القلم میں ارشاد ہوا:

لَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ ۝

اے محمدؐ! مچھلی والے نبیؑ جیسا نہ بننا۔

نوحؑ جاہلین جیسا بنے تو پستی...... محمدؐ نبیوں جیسا بنے تو پستی۔ (داد و تحسین)

جس کے شہپر مودّت میں ہے قوتِ پرواز وہ پھیلا کے رکھے مَیں جانے لگا ہوں سر اُٹھانا......

یونسؑ جیسا بنے تو پستی ہے میرے نبیؐ کی، تو پھر یہ کس جیسا ہے بھی سہی؟!

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ آل عمران: ۱۶۴

میرا مومنین پر احسان ہے کہ مَیں نے ان میں سے انہیں جیسا رسولؐ......

اِس کا مطلب ہے بعثت سے پہلے مومنین تھے......!! (نعرے)

دکھاؤ، نہیں دکھا سکتے۔ میرے دیکھے ہوئے لے لو، جب اور چن لو گے، چھوڑ دوں گا، ثابت کرنا پڑیں گے کہ ابھی اعلانِ نبوت نہ ہوا ہو، اور کوئی مومن ہو...... بعثت سے دس سال پہلے ابو طالبؑ کے حرم (حضرت فاطمہؑ بنت اسدؑ) کے جلیے تو ملیں گے

رَبِّ اِنِّیْ مُؤْمِنَۃٌ بِکَ وَ مُؤْمِنَۃٌ بِرَسُوْلِکَ

تجھ پر بھی ایمان ہے میرا، تیرے رسولؐ پر بھی ایمان ہے میرا

کیا کہہ رہی ہیں...... ؟ مَیں مومنہ ہوں......

امیر کائناتؑ اپنے خط میں لکھ رہے ہیں:

مُقِرٌّ بِنُبُوَّۃٍ بِبَطْنِ اُمِّیْ

ابھی مَیں شکمِ مادر میں تھا، اُس وقت اقرارِ نبوت کرتا تھا.................. (نعرے)

مَیں پوری جائیداد لکھ دوں گا، مجھے کسی کتاب میں دکھا کہ رسولؐ نے کبھی علیؑ کو دعوتِ اسلام دی ہو......؟ کہیں نہیں ہے......نہیں دی...... دعوت اسے دی جاتی ہے جو پہلے ایسا نہ ہو..............

کہیں دکھاؤ......فاطمہؑ بنتِ اسدؑ کو دعوت دی ہو......کہیں دکھاؤ...... جناب خدیجۃ الکبریٰؑ کو دعوت دی ہو......

جناب فاطمہؑ بنتِ اسدؑ، جناب خدیجۃ الکبریٰؑ، جناب امیر المومنینؑ کو دعوت نہیں دی..............

لیکن سامعین! آیت میں لفظ ہے......مومنین......

دو پردہ دار ہیں، ایک مرد ہے، جمع کا صیغہ پورا نہیں ہوا......یا ایک مرد اور لاؤ، یا دو عورتیں اور لاؤ......

اب ششدر کھڑی ہوئی ہے قرآن کی تفسیر......

نہیں آیت بچی ہوتی...... اُس وقت تک...... جب تک اِس میں ابوطالبؑ کو ضم نہ کر دیا جائے......

اب یہ مل گئے، ابوطالبؑ، ابوطالبؑ کا بیٹا، ابوطالبؑ کی بہو، ابوطالبؑ کی زوجہ

اس سے زیادہ کیا شان ہوگی...... ؟!

قرآن کہتا ہے:

تم میں سے محمدؐ کسی کا باپ نہیں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ الاحزاب:۴۰

پھر ابوطالبؑ اسے اِبْنِیْ کیوں کہتا ہے؟ اے بیٹے، جو کسی کا باپ نہیں وہ کسی کا بیٹا ہے...........!!

یہ ہیں......اللہ کہہ رہا ہے......مَیں نے تم میں رسول بھیجا، تم جیسا......

یعنی علیؑ کو حق تھا کہ وہ کہتے......مجھ جیسا......

ابوطالبؑ کو حق تھا کہ وہ کہتے......مجھ جیسا......

جناب خدیجہؑ کو حق تھا کہ وہ کہتیں......مجھ جیسا......

بنتِ اسد کو حق تھا کہ وہ فرماتیں......مجھ جیسا......

کیونکہ قرآن کہہ چکا ہے......اللہ نے اجازت دے دی ہے......

لیکن مَیں ان کے دروازے پہ جاتا ہوں

علیؑ کہتے ہیں...... اَنَا عَبْدُ مُحَمَّدٍ

جسے اللہ اجازت دیتا ہے مجھ جیسا کہنے کی...... وہ کہتا ہے مَیں عبدِ محمدؐ ہوں

ابوطالبؑ سے اللہ کہہ رہا ہے......تم جیسا......

وہ کیا کہتے ہیں؟ پڑھو کتابیں......دعوتِ ذوالعشیرہ میں...... پہلے دن آئے،

کھایا، پیا، رسولؐ آمادہ ہوئے کچھ کہنے کے لئے......

ابولہب نے کہا کہ اب تیری تقریر سنیں، کھانے کی قیمت لے گا......؟

یہ جا، وہ جا......رسولؐ نے کہا یا علی! مقصدِ توحید تو پورا نہیں ہوا، کل پھر انتظام کر

......پھر انتظام ہوا...... جناب ابوطالبؑ نے پوچھا کہنا کیا ہے؟ اللہ کا پیغام دینا ہے......

مجھے پہلے ہدایت کی ہوتی...... مَیں دیکھتا...... جاتا کون ہے؟

چلو ٹھیک ہے، اب کل آئے گی ناں............

کھایا، پیا...... جناب ابوطالبؑ، ابولہب کے پیچھے کھڑے ہو گئے......

رسولؐ آمادہ ہوئے کہنے پہ......اُٹھنے لگا ابولہب...... بلاتشبیہ...... ہتھیلی کندھے پہ آئی، فرمایا:

اِجْلِسْ یَا ابق الرِّجَالِ، اِسْمَعْ مَا یَقُوْلُ لَکَ مَوْلَایَ

اے کمینے! بیٹھ، سن، میرا مولا کہتا کیا ہے؟ (علیؑ حق، علیؑ حق، علیؑ حق) (نعرے)

ان ہستیوں کو اللہ نے اجازت دی کہ یہ کہہ سکتے ہیں......ہم جیسا...... مگر انہوں نے کہا نہیں......یعنی جنہیں یہ حق تھا انہوں نے نہیں کہا......

تجھے تو حق نہیں تھا...... پھر کیوں کہا......؟

اِس سے بڑی ناقدری اور کیا ہوگی؟

آیت تو پہلے بھی تھی...... لیکن جو پہلی دفعہ توجہ مبذول کرائے......صدر المتألہین ملاں صدرا اعلی اللہ مقامہ...... انہوں نے سب سے پہلے ایک آیت کی طرف (حالانکہ گزر ہم جاتے تھے) لیکن غور نہیں کرتے تھے۔ پہلی بار اُن کی کتاب میں مَیں نے حقیقی تناظر میں اِس آیت کو دیکھا......

قرآن پڑھ......سورہ فرقان:

مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَأْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ ۝

اللہ کہہ رہا ہے اے رسولؐ! یہ کافر کہہ رہے ہیں، یہ کیسا رسولؐ ہے، ہماری طرح کھاتا ہے، بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔

اے رسولؐ! دیکھ......

اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا ۝

انہوں نے تیرے لئے کیسی مثالیں بیان کیں؟!

بیان کر کے ہوا کیا؟ فَضَلُّوْا گمراہ ہو گئے......

اب ان کی سزا سُن...... ﴿ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝ ﴾

مَیں انہیں سبیل تک جانے کی توفیق نہیں دوں گا............ (نعرے)

کچھ لوگوں کے ماتھے پہ سوالیہ ہے؟ آپ کی حیرت بھی دُور کر دیتا ہوں......

اَمَّا السَّبِیْلُ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ

سبیل قرآن میں لقب ہے خیبر شکن (علیؑ) کا......شوہر بتولؑ کا......

اللہ قرآن میں کہہ رہا ہے...... میرے رسولؐ! جو تجھے اپنے جیسا کہے گا مَیں اُسے علیؑ تک نہیں جانے دوں گا............ (نعرے)

اور جب علیؑ تک نہیں جائے گا، پروانہ کیسے لے گا؟ کوثر کیسے پئے گا؟ پُل سے کیسے گزرے گا؟

یہ ہے رسولؐ کو اپنے جیسا کہنے کی سزا............!

اب چونکہ اللہ نے کہا تھا علیؑ کے لئے کہ یہ رسولؐ جیسا ہے...... بڑی کوشش کی مَیں

نے ...... پہلو بچا کے نکلنے کی ...... مگر علیؑ وہ جبرِ مشیّت ہے کہ جس سے دامن بچایا جا سکتا ہی نہیں ......

اس نے کہا ہے کہ یہ اس جیسا ہے۔ اور پھر اس جبرِ مشیّت کو اس نے بشریت سے بھی منوایا ...... تم دیکھ لو ...... مومنین کی بات نہیں کر رہا ...... کفار کی بات کر رہا ہوں ...... ساری رات کافر بستر کو دیکھ کر کہتے نہیں رہے ...... محمدؐ سویا ہوا ہے .... (دادو تحسین)

چلیں ...... باقیوں کو چھوڑ دیں ...... ابولہب تو چچا تھا ...... مشرک تھا، کافر تھا، پہلا اور آخری بندہ ہے جس کا نام لے کے اللہ نے اُس کی مذمت بیان فرمائی ہے قرآن میں لیکن ہم وہ احسان مند قوم ہیں کہ ہلکا سا احسان مشرک کا بھی ہو تو ہمیں بھولتا نہیں ......

اِسی شبِ ہجرت اس نے تاریخ اسلام پر ایک احسان کیا ہے ...... کونسا احسان؟

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝

تین سو ساٹھ (۳۶۰) ننگی تلواریں ہیں ...... ابھی رسولؐ باہر آئے ...... حملہ کریں ...... رات دبے پاؤں گزرتی رہی ...... لمحے بیتتے رہے ...... پہر ڈھلتے رہے ...... باہر آنے کا نام ہی نہیں لے رہا ...... ایک کافر نے دوسرے کافر سے کہا، اچھا ایسا کرو، تم جھکو، مَیں دیوار پہ چڑھ کے ذرا جھانک کے دیکھتا ہوں کہ سو رہا ہے یا جاگ رہا ہے ......؟

ابولہب ننگی تلوار لے کر سامنے آ گیا ...... کہا، تیری جرأت ...... ہٹ پیچھے، ورنہ ابھی شہ رگ کاٹ دوں گا ...... کہا، ہیں ہیں تجھے کیا ہو گیا؟ تو ہی تو ہمیں ورغلا کے لایا تھا کہ مارو میرے بھتیجے کو ...... کہا، ہاں ہاں ...... مَیں لایا ہوں، باہر نکلا، پہلا حملہ مَیں کروں گا لیکن

میری زندگی میں تو کسی ہاشمی کے گھر جھانک کیسے سکتا ہے ......؟

چچا تھا دونوں کا ...... محمدؐ کا بھی ...... علیؑ کا بھی ...... اب سامعین! چچا تھا اور بھتیجے کی قد و قامت، جسامت اُس کو بھولی ہوئی ہوتی ہے ......؟ دیوار سے خود جھانک کے دیکھا ...... کہا، محمدؐ ابھی سو رہا ہے ...... اسی لئے تو سلایا اے میرے حبیبؐ ...... بس ایک ہی ہے کہ جو تجھ جیسا ہے ...... (دادو تحسین)

میرے حبیبؐ! علیؑ میں یہی تو صفت رکھی ہے مَیں نے ...... یہ جو چاہے وہ بن جاتا ہے، تیرے بستر پہ آئے تجھ جیسا، میرے پردے میں آئے مجھ جیسا ......!! (نعرے)

آج بھی مَیں نہیں بتا پایا کہ علیؑ حقیقتِ محمدیہؐ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

آج توقع ہو گئی ہے مجھے کہ زیادہ نہ سہی کچھ نہ کچھ ضرور سمجھو گے، بس اتنا سمجھ لینا کہ تمہیں بھی کسی سے محبت ہو ناں، تو پھر اپنی اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ کرتے ہو۔

مَیں نے اللہ سے پوچھا تھا کہ میرے مالک تو محبت تو میرے نبیؐ سے کرتا ہے انعامات کی ساری بارش علیؑ پہ کرتا ہے ...... اللہ نے کہا کیا مطلب؟ ذرا کھل کے بتا؟!

مَیں نے کہا تیرا محبوب تو میرا رسولؐ ہے ...... کعبہ میں تم نے علیؑ کو اُتارا ...... محبوب تیرا، میرا نبیؐ، وجہ اللہ علیؑ کو کہتا ہے ...... محبت میرے رسولؐ سے کرتا ہے، عین اللہ اس کو کہتا ہے ...... تیرے دل میں رہتا میرا نبیؐ ہے، اُذن اللہ کہتا علیؑ کو ہے؟ محبت کے دعوے میرے رسولؐ سے یداللہ کا Title علیؑ کو دیتا ہے ......! یہ کیا چکر ہے ......؟!

آوازِ قدرت آئی، آئے گا وقت تجھے سمجھا دوں گا کہ مَیں اپنے حبیبؐ سے محبت کیسے کرتا ہوں؟

آ گئی شبِ ہجرت ...... جب علیؑ چادر تان کے سوئے، بسترِ نبیؐ پہ آوازِ قدرت آئی

......سمجھ میں آگیا، کہ میں نے علیؑ کو اپنی کبریائی کا بدن کیسے بنایا؟ آج میرے محبوب کے لئے مصیبت کی رات ہے.... علیؑ اُس کا صدقہ بن کے سو گیا ہے..........!!

آج تصور کرنا علیؑ کا بدن جس کا صدقہ ہو.... علیؑ کا ظاہر جس کا صدقہ ہو...... وہ حقیقت کیا ہوگی؟ یہاں کوئی اور خطیب ہوتا تو کہتا وہ نبوت کیا ہوگی؟ وہ رسالت کیا ہوگی؟ نہیں...... علیؑ نبوت کا صدقہ نہیں ہے...... علیؑ رسالت کا صدقہ نہیں ہے...... بلکہ آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سب نبیوں کو نبوت اس کے صدقے میں ملی ہے...... علیؑ نبوت کا صدقہ نہیں، علیؑ محمدؐ کا صدقہ ہے..........

اور ایسی کروڑوں نبوتیں مل کر بھی حقیقتِ محمدیہؐ کا عکس بھی نہیں بن سکتیں۔ بس حقیقتِ محمدیہؐ وہ ہے کہ جب ذات واجب نے زمان و مکان سے پہلے، وجود وابدان سے پہلے، احساس وادراک سے پہلے، شعور وتصور سے پہلے، شئے ولاشئے سے پہلے اپنی کبریائی کی تنہائی میں، اپنی وحدت کی خلوت میں، اپنی ذات سے ایک حقیقت کو، جدا کر کے اپنے سامنے رکھا...... ایسی بے عیب حقیقت تھی دل نہ رکھنے کے باوجود عاشق ہو گیا..........

دل والا کسی شئے پہ فریفتہ ہو تو بات دوسری ہے...... بے دل ہو کر...... مَیں نے پوچھا تھا ناں...... عالم معنی میں اللہ سے پالنے والے یوسفؑ زیادہ حسین ہے یا میرا نبیؐ ......آواز آئی جاہل نہ بن، یوسفؑ کو کافر عورتیں دیکھیں، مومن بھی نہیں...... تو انگلیاں کاٹیں...... اسے بے دل دیکھے تو دل میں ہلچل ہو جائے.......... (نعرے)

اس وقت جو حقیقت ذاتِ واجب نے اپنی ذات سے صادر کی اُس کا نام ہے حقیقتِ محمدیہؐ..........

اور وہ کل پھر مولا علیؑ سے پوچھیں گے کہ وہ کیا ہے......؟

(درود پڑھا مل کر باآواز بلند)

مولاؑ آپ کی عبادت قبول فرمائے! زیادہ پڑھا یا تھوڑا، اور پڑھتے ... سوچ کے دو کے دو فقرے سُن لینا کہ کل وہی رونے گا جو ... آج ... کا ہے جو ہے..........!!

ان آنسوؤں کے پیچھے جو علت چھپی ہوئی ہے اُس میں حسینؑ کے تین بہت بڑے عزاداروں کی حسرت پوشیدہ ہے لہو رونے والے کی (سید سجادؑ) شہزادی مخدومہ کی (بی بی زینبؑ) اور اصغرؑ کی اماں کی (بی بی ربابؑ)

کتابیں پڑھ کے دیکھنا...... امام سجادؑ رہا ہو کے جب آئے تو پرسے داروں کو مدینے پہنچایا...... پھر خود تیرا امام مدینے نہیں رہا کئی سال...... مدینے سے کئی میل باہر...... خیمہ لگایا تیرے مولاؑ نے...... اور جب بھی میرے آقا باقرؑ آتے ......بابا اس ویرانے میں کیوں رو رہے ہو؟...... گھر واپس چلو...... رو کے یہ کہتے ہیں ......اکبرؑ کی مسند پہ اکبر آ گیا ہے..........!؟

کیا میرے بابا کی کرسی خالی نہیں رہی؟ کیا میرے عونؑ کی مسند پہ عونؑ موجود ہے......؟ (اللہ اکبر)

رو کے کہتے بیٹا جب دیکھتا ہوں...... مجھے اکبرؑ زین سے اترتے نظر آتے ہے ......مجھے عباسؑ کے بازو کٹے نظر آتے ہیں...... مجھے بابا کے گلے پہ خنجر دکھائی دیتا ہے......

ذاتِ واجب کی قسم! جناب باقرؑ نے وہ چیزیں ہٹادیں......

دادا کی مسند ہٹادی......اکبرؑ کا بستر ہٹادیا......عباسؑ کی مسند دُور کردی............

پھر آئے، کہا بابا جو چیزیں آپ کو خون رُلاتی تھیں وہ مَیں نے ہٹادیں......اب تو

گھر چلے چلئے............

اُٹھ کے منہ پہ ماتم کیا سجادؑ نے............کہا، باقر تو نے وہ چیزیں تو ہٹادیں لیکن

جب مَیں اپنی پھوپھی اماں کے سر پہ نظر ڈالوں گا مجھے نیزے سے اُترتی چادر یاد آئے گی

مجھے علیؑ کی بیٹی کی کلائیوں میں رسیاں یاد آئیں گی...... مجھے شرابی کے دربار کی پیشی

یاد آئے گی............!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ۝

مجلس 3

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صلواۃ باآواز بلند..............

سورہ کہف کی آخری آیت پیش نظر ہے میرے......

بانیان نے بتایا کہ کچھ برادرانِ اہلسنت کی طرف سے یہ کہا گیا ہے کہ تمام گوشوں سے مطمئن ہوگئے ہیں ہم، لیکن ایک آیت پر تھوڑی سے گفتگو چاہ رہے ہیں...... یہ بڑی شہرہ آفاق آیت ہے اور صدیوں سے ہی علماء کے درمیان وجہِ تخاصم ہے وہ آیت......لیکن اس آیت کو سمجھے وہی نہیں جو لہجہ مصحف سے شناسائی نہیں رکھتے......

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ؕ الکھف ۝

کہہ دیجئے سوائے اِس کے کچھ نہیں کہ مَیں مثل بشر ہوں۔

اور پیرائے سوال ہی یہی ہے کہ قرآن نے اُسے بشر کہا ہے تو ہم اُسے فوق البشر کیوں کہتے ہیں؟

کہہ دیجئے کہ مَیں مثلِ بشر ہوں، مجھے وحی کی گئی ہے، تمہارا اللہ وہی ہے جو واحد ہے۔

اب اس آیت کو دلیل لایا جاتا ہے رسولؐ کی بشریت پر......اور خود اِسی آیت میں چار دلیلیں موجود ہیں کہ وہ بشر نہیں............(نعرے)

لفظ قُلْ دلیل ہے کہ وہ بشر نہیں......

لفظ اِنَّمَا دلیل ہے کہ وہ بشر نہیں......لفظ مِثْلُكُمْ دلیل ہے کہ وہ بشر نہیں......

اور پوری آیت کا اگلا حصہ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ دلیل ہے کہ وہ بشر نہیں......

پہلے تو یہ کہ اللہ کو ضرورت کیوں پیش آئی ہے کہ کہہ دو، رسولؐ نے خود کیوں نہیں کہا؟

رسولؐ کو خود کہنا چاہیے تھا مَیں بشر ہوں۔ رسولؐ نے نہیں کہا، اس نے کہا قُلْ کہہ دو۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کی کسی حاجت کے پیش نظر کہا ہے رسولؐ نے......اور یہ بھی نہیں ہے اَنَا بَشَرٌ مَیں بشر ہوں۔ نہیں...... پہلے اِنَّمَا ...... پھر مِثْلُكُمْ ......صرف ہوتا ناں قُلْ اَنَا بَشَرٌ کہہ دو مَیں بشر ہوں......پھر بھی مَیں تمہاری بات مان لیتا......اِنَّمَا کلمہ حصر ہے اور اِنَّمَا جہاں بولا جاتا ہے اس کا مقصد ہی یہ ہے کہا اِنَّمَا کے بعد جس چیز کا بیان ہے اُس جیسی چیز کوئی نہیں......

اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ

مَیں دو تین مثالیں پیش کردوں، سورہ المائدہ پڑھے گا......

سوائے اِس کے نہیں شراب، جوا، بُت، پانسے رِجس ہیں۔

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رٰكِعُوْنَ ﴿۵۵﴾ المائدۃ

اب اِنَّمَا نے بتایا کہ رجس تو اور بھی ہیں مگر اِن جیسا رِجس کوئی نہیں......

اِنَّمَا کے بعد اللہ ولی، رسولؐ ولی، حالتِ رکوع میں زکوٰۃ دینے والا ولی......

اِنَّمَا نے بتایا ولی اور بھی ہیں لیکن جیسے یہ تین ہیں ویسا کوئی نہیں......

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾ الاحزاب

اِنَّمَا نے بتایا طاہر تو اور بھی ہیں مگر جیسے یہ ہیں.......... (نعرے)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ﴿۱۰﴾ الحجرات

سوائے اِس کے نہیں کہ مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

اِنَّمَا نے بتایا کہ بھائی تو اور بھی ہوتے ہیں لیکن جیسے مومن بھائی ہوتے ہیں ویسا بھائی نہیں ہوسکتا......

اب غور کرو

اِنَّمَا نے بتایا مثلِ بشر تو اور بھی ہیں مگر جیسا محمدؐ ہے ویسا کوئی نہیں......

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ﴿۱۱۰﴾ الکھف

(نعرے)

قُلْ نے دعوتِ فکر دی کہ کوئی اُس کی ضرورت ہے......ایسا کہلوانا اِنَّمَا نے بتایا، تو اسے مثل میں لا رہا تھا اِنَّمَا نے اسے بے مثل کر دیا......

اور پھر بشر اور ہوتا ہے، مثلِ بشر اور ہوتا ہے..........

اور پھر یہ کیا ضرورت ہے؟ بتانی اپنی بشریت ہے اور بات ختم کر رہا ہے

اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ﴿۱۱۰﴾ الکھف

تمہارا اللہ وہ ہے جو واحد ہے۔

نہیں نہیں نہیں......اب جیسا کہ مَیں منبر سے کہوں......مَیں عالم ہوں، مجتہد فلاں ہے......عقل کا بیری بھی سمجھ لے گا کسی نے مجھے مجتہد کہا ہے مَیں اُس کی تردید کر رہا ہوں..........!

یہ آیت سوچنے پر مجبور کر رہی ہے کہ کسی نے میرے نبیؐ کو اللہ سوچا ہے............

اللہ اکبر.......... (نعرے)

کسی نے اللہ سوچا ہے..... قرآن مولوی سے نہیں، مولا سے پوچھا جاتا ہے، جن کی زبان بولتا ہے قرآن، وہ جانتے ہیں۔

تحقیق تو کرو..... کب آئی ہے یہ آیت......؟

یہ آیت اُس وقت آئی جب معجزہ شق القمر ہوا............ (نعرے)

اور پھر مَیں ساری رات دلیلیں دیتا رہوں ناں ..... ختم نہیں ہونگی کہ لفظِ مثل جہاں آجائے (اسی جگہ پھر واپس آتا ہوں) مثلیت، عینیت کی دلیل ہوتی ہی نہیں..... یعنی جب لفظ مثل آئے وہاں نہ جنس ایک ہوتی ہے، نہ نوع ایک ہوتی ہے......

چند آیتیں پڑھ دوں......

قابیل نے ہابیل کو قتل کیا..... سورہ المائدہ پڑھنا......

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ ۝

قتل وہ کر بیٹھا، چونکہ پہلا قتل تھا، پتا ہی نہیں تھا کہ لاشیں کیسے چھپائی جاتی ہیں؟!

اللہ نے ایک کوّا بھیجا، دوسرا کوّا آیا..... اس سے لڑنے لگا..... ایک کو مار دیا۔ دیکھ رہا ہے قابیل ساری کاروائی..... اُس نے پنجوں سے گڑھا بنایا مردہ کوّے کو اس میں رکھا..... پنجوں سے مٹی ڈالی..... قابیل یہ منظر دیکھنے کے بعد..... پڑھ قرآن......

اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ ۝

کیا مَیں عاجز ہوں کہ اس کوّے کی مثل ہو جاؤں۔

اب قابیل کو قرآن نے کوّے کی مثل کہا..... وہ پرندہ ہے یہ انسان ہے......

پڑھ قرآن ...... بلعم باعور..... اُمتِ موسیٰؑ میں بہت بڑا عالم، بہت بڑا عامل ......اُس کے بارے میں قرآن کہہ رہا ہے: الاعراف میں ارشاد ہوا:

فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۝

فرمایا بلعم باعور کتے کی مثل ہے۔

کسی نے لکھا کہ بلعم باعور کی دُم تھی، کچا گوشت کھاتا تھا، وہ بھونکتا تھا، لفظ مثل بھی ہے جنس کا فرق بھی ہے......

مَثَلُ الَّذِيْنَ حُمِّلُوا التَّوْرٰىةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۝

سورہ جمعہ میں ہر جمعہ کو پیش نمازوں سے نہیں سنتے ہو؟

فرمایا علمائے تورات گدھے کی مثل ہیں۔

عام لوگ بھی نہیں، علماء ہیں، مثل گدھے کے ہیں......

اگر مَیں کسی عالم سے کہہ دوں آیئے گدھا صاحب! گولی مارے بغیر نہیں رہے گا..... ہَیں! انسان کو گدھا بنا رہے ہو؟ بھئی قرآن میں تم سے بڑے عالموں کو اللہ گدھا کہہ رہا ہے............

لفظ مثل بھی ہے، جنسوں میں فرق بھی ہے......

جاہل نہ بن............ جس طرح مثل کے باوجود بلعم باعور کتا نہیں بنا..... علمائے تورات گدھے نہیں بنے ..... لفظ مثل کے باوجود محمدؐ اور تم میں اتنا فرق ہے جتنا انسان اور حیوان میں ہوتا ہے............ (نعرے)

ایک اور آیت پڑھ دوں...... سورہ انعام میں ہے

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ إِلَّآ أُمَمٌ أَمْثَالُكُمْ ۝

اللہ فرماتا ہے زمین پر چلنے والا ہر جاندار اور ہر پرندہ جو اُڑ رہا ہے، وہ تمہاری مثل اُمت ہی تو ہے۔

اب اللہ نے ہر جاندار کو ہماری مثل کہا، ہر پرندے کو ہماری مثل کہا لیکن جنس نہیں ملی۔
بشر کے لفظی معنی صاف صاف کہنا چاہیے تھا انما انا انسان یہ بشر کیوں کہا؟
اچھا اچھا ٹھہریئے...... ایک لفظ ہے اکثریت اسے جانتی ہوگی...... بُشریٰ
حلیہ، فلاں بندے کا حلیہ بُشریٰ، ایسا ہے، بولتے ہوناں............؟
بشریٰ کہتے ہی اسی چیز کو ہیں یعنی بشر کھلی کھال والا...... ایسا جسم والا جو نظر آئے...... جو جو چیز نظر آئے وہ بشر ہے......

بس کائنات میں ایک ہی ہے جو نظر نہیں آتا، باقی ہر کوئی، فرشتہ بھی اگر نظر آنے لگے تو اُس وقت فرشتہ نہیں ہوتا......

پڑھ سورہ مریم......

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ مَرْيَمَ ۘ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝ فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۪ فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ۝

اے رسولؐ! یاد کیجئے، جب مریمؑ چشمۂ شرق پہ غسل کرنے گئی، بات ہے رسولؐ سے صدیوں پہلے کی، اور اللہ کہہ رہا ہے، یاد کیجئے، بھئی جو آج کی مجلس میں نہیں ہے اُسے کہو گے کہ یاد کرو......؟!

یاد تو اُسے کراؤ گے جو ہے یا تو اللہ پہ بھی مبالغے کا فتویٰ دو، ورنہ ماننا پڑے گا جب مریمؑ، حجاب بنا رہی تھی میرا رسولؐ دیکھ رہا تھا......

فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوْحَنَا

ہم نے روح الامین کو بھیج دیا............ کیسے؟

فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

مکمل مثلِ بشر بن کے گیا......

نگاہ پڑی............ قَالَتْ کہنے لگی......

قَالَتْ إِنِّيٓ أَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا ۝

اگر تو متقی ہے تو میں رحمٰن کے نام پر تجھ سے پناہ چاہتی ہوں۔

اب میرا سوال ہے ہر سننے والے سے، کہ مریمؑ کا یہ کہنا کہ اگر تو متقی ہے؟ دلیل نہیں ہے کہ مریمؑ نے جبریلؑ کو پہچانا نہیں ہے......

پہچانا کیوں نہیں ہے؟ مثلِ بشر بن کے آیا......

جو روح اللہ کی ماں ہے...... جو کلمۃ اللہ کی ماں ہے...... جو خود معصومہؑ ہے...... جو خود بتولؑ ہے...... جو خود آیۃ اللہ ہے...... اگر محمدؐ کا نوکر مثلِ بشر بن کر آئے تو مریمؑ نہیں پہچانتی...... محمدؐ مثلِ بشر بن کے آئے تو...... تُو کیسے پہچان لے گا............؟ (نعرے)

ہوسکتا ہے کوئی کہے مریمؑ کوئی نبی تھا؟...... مریمؑ کوئی رسول تھی...... غیر نبی سے بھول ہوسکتی ہے...... پہچان میں غلطی ہوسکتی ہے......

آؤ......سورہ الزاریات پڑھ......

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ اِبْرٰهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿الذٰریٰت﴾

اے رسولؐ! آپ تک ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی کہانی پہنچی؟

کون تھے؟ جبریلؑ تھا، چند فرشتے اور تھے......آئے......سلام دعا ہوئی......

فَرَاغَ اِلٰٓى اَهْلِهٖ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِيْنٍ

آنکھ بچا کے گیا، ایک موٹا تازہ بچھڑا اپنے اصطبل سے الگ کیا، جلدی جلدی اُس کی ران بھون کے آگے رکھ دی۔ دیکھا کہ مہمانوں کے ہاتھ تو کھانے کی طرف بڑھ ہی نہیں رہے......کیا کھانا پسند نہیں؟ میری میزبانی میں نقص ہے؟ اس وقت جبریلؑ نے مسکرا کے کہا...... ہم کھایا نہیں کرتے......

جبریلؑ مثلِ بشر ہے، ابراہیمؑ پہچان نہیں رہے......

میرے نبیؐ کا نوکر لباسِ بشر میں ہے شجرۃ الانبیاء کی پہچان سے دُور......اور میرا رسولؐ اگر لباسِ بشر میں ہو......تو کوئی پہچانے گا کیسے............؟

جس چیز کو تم نقص سمجھ رہے ہو میرے رسولؐ کا، وہ کمال ہے......بلکہ انتہائے کمال ہے......

یاد ہے؟ مَیں نے کیا کہا تھا، کب آئی تھی یہ آیت، جب چاند دو ٹکڑے ہوا......دو ٹکڑے کیسے ہوا؟

اس واقعے کا اشارہ قرآن میں موجود ہے......خود سورہ القمر......

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ﴿۱﴾ وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ ﴿۲﴾

فرمایا، قریب آ گئی قیامت، اور شق ہو گیا چاند، اور یہ لوگ کھلا معجزہ دیکھ کر منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو ہمیشگی کا جادو ہے۔

اب میرا سوال یہ ہے کہ ہوا چاند شق ہے، قیامت قریب کیوں آئی؟ قیامت تو یہی ہے ناں...... جب حیات فنا میں ڈھل جائے...... جب ستارے ایک دوسرے سے ٹکرانے لگیں، جب کھوپڑیاں ایک دوسرے سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جائیں، بندے مر جائیں......بقا، فنا میں ڈھل جائے......یہی ہے ناں قیامت..........!

کیوں کہہ رہا ہے قرآن، جب چاند شق ہوا قیامت قریب آ گئی؟ جب پہلے پہل چاند پہ گیا تھا انسان، بڑے بڑے کہہ رہے تھے کیسے جا سکتا ہے اُس وقت بھی مَیں نے کہہ دیا تھا، گئے ہیں.......... کیسے؟ مَیں نے کہا دو دلیلیں ہیں میرے پاس قرآنی، ایک تو سورہ انشقاق میں اللہ کہہ رہا ہے

وَالْقَمَرِ اِذَا اتَّسَقَ ﴿۱۸﴾ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ ﴿۱۹﴾

قسم ہے چاند کی جب وہ پورا ہو جائے، تم ایک طبقے سے دوسرے طبقے کا سفر ضرور کرو گے۔

آپ کو یاد ہو گا کہ وہاں سے مسٹر نیل پتھر لایا تھا، کچھ مٹی لایا تھا اور کچھ تصویریں لایا تھا کہ اُجاڑ ہے......بنجر ہے، عقلِ انسانیت اگر سوچے تو بنجر دلیل ہوتی ہے اِس امر کی کہ کبھی یہاں آبادی تھی بعد میں بنجر ہوا..........

کب ہوا ؟ اب فرق سمجھ لینا، تمہاری زمین سے کئی گنا بڑا سیارہ ہے چاند، بس رہا تھا، مامور تھا حیات سے، بھرپور تھا زندگی سے، جہالت کا بابا (ابوجہل) تیرے رسولؐ کے پاس آیا...... تو نبی ہے؟ چاند دو ٹکڑے کر...... تیری بغلوں سے گزر جائے ایک ٹکڑا ادھر سے، ایک اُدھر سے...... پھر ایک بامِ کعبہ پہ گرے۔ ایک ابوقبیس پہاڑ کی چوٹی پہ گرے...... پھر ایک جائے پھر دوسرا جائے...... پھر جڑ جائے، مان جاؤں گا، رُکا تیرا رسولؐ...... کیوں؟ کہ یہ ابوجہل ہے میں تو محمدؐ ہوں...... میں تو جانتا ہوں وہاں کھربوں زندگیاں ہیں............

اگر میں نے اشارہ کر دیا...... چاند نے پھٹ جانا ہے...... زندگی نے ختم ہو جانا ہے...... میں رحمۃ للعالمین ہوں، میری رحمت کا تقاضا موت تو نہیں...... میں تو حیات دینے آیا ہوں...... مارنے تو نہیں آیا............

رسولؐ اس لئے رُکے...... ابوجہل نے تالی پیٹنا شروع کی...... جناب خدیجہؑ نے گھر میں اس کی ہنسی اور پھبول کی آواز سنی، جناب خدیجہؑ کے منہ سے نکلا ہائے رُسوائی...... ! محمدؐ کو جھٹلا رہے ہیں............ وہ تو صادق ہے وہ تو امین ہے......

ماں کی دُرجِ عصمت میں تھی اس وقت بتولؑ...... شکمِ اطہر سے آواز آئی

اماں! گھبرا کیوں رہی ہو، میرا اللہ میرے بابا کے ساتھ ہے۔ (نعرے)

رسولؐ سوچ میں............ ابوجہل نے زور سے تالی پیٹنا شروع کی...... دیکھا ناں...... زمین پہ جادو چلتا رہا اس کا...... آسمان پہ جادو بے اثر ہو گیا...... وہ جو بے دل ہو کے بھی اپنے دل میں میرے نبیؐ کا پیار بسائے رہتا ہے، بس مچل گیا اُس کا دل...... جبریلؑ جلدی کر، جا کے کہہ میرے حبیبؐ سے...... ہو کیا گیا تو زندگی کو سوچ رہا ہے......

میں نے تجھے اپنے لئے بنایا، کائنات تیرے لئے بنائی

علیؑ تیرا صدقہ بن کے سو سکتا ہے چاند کی زندگی کیا ہے؟ اُٹھا دے اُنگلی

(یا علیؑ، یا علیؑ، یا علیؑ) نعرے

میں ایسی سینکڑوں کائناتیں تیرا صدقہ کر کے پھینک سکتا ہوں۔ دو کے کا اوباش تیرا انداق اُڑائے...... فنا ہوتی ہے زندگی ہونے دے...... اُٹھا دے اُنگلی

وہ اُنگلی اُٹھائی...... آواز آئی:

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ (قمر)

قریب آ گئی قیامت، شق ہو گیا قمر...... (آیت)

توجہ! وہ چاند بغلوں سے گزرا، آدھا کعبہ کی چھت پہ، آدھا کوہِ ابوقبیس کی چوٹی پہ...... اب ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں ہر حجت کے زمانہ میں...... عیسیٰؑ کی ماں کے کردار پہ جہاں اُنگلی اُٹھانے والے تھے وہاں کچھ ایسے تھے جنہوں نے عیسیٰؑ کو اللہ کہہ دیا...... اب سارے وہاں ابوجہل مزاج تو تھے نہیں...... اوئے زمین سے کتنا بڑا ہے...... اتنا سمٹ گیا بغلوں سے گزر گیا...... جو زمین سے ہزاروں گنا بڑی چیز کو اپنی بغلوں میں لے لیتا ہے...... یہ یہ یہ ہم جیسا نہیں ہے...... یہ اللہ ہے...... بس لوگوں کا دل میں اللہ سوچنا تھا آیت آ گئی......

قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰۤى اِلَيَّ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۝ (کہف)

(داد و تحسین، فلک شگاف نعرے)

اس وقت آئی یہ آیت

کہہ دو میں مثلِ بشر ہوں......

اللہ تو وہ ہو جو واحد ہے......جی جی جی......تیرے نبیؐ نے توحید بچائی......تو نے اپنے جیسا سمجھا..................(نعرے)

دیکھو......مَیں چھوٹی سی ایک مثال دیتا ہوں اور خصوصاً وہ لوگ جو کالجوں ، یونیورسٹیوں میں پڑھے ہیں اور جو کیمسٹری میں ، طبیعات میں کچھ سوجھ بوجھ رکھتے ہیں ......وہ جلدی سمجھ جائیں گے......باقی پھر ان سے سمجھ لینا......اب کیا کہہ رہا ہے میرا رسولؐ ؟ مَیں مثلِ بشر ہوں ، میری طرف وحی ہوتی ہے ۔ اب اسی یُوحٰی اِلَیَّ کو اگر سمجھو تو ذرے سے عرش کا فرق نظر آتا ہے......مثال یہ ایسے ہی ہے جیسے اگر شیشہ پتھروں سے کہے کہ مَیں بھی تم جیسا پتھر ہوں (سمجھ گئے ہوناں......) شیشہ پتھر ہی کی کان سے نکلتا ہے ، پیچھے سے جنس بھی ایک ہے......اگر وہ یہ کہے کہ مَیں بھی تم جیسا پتھر ہوں مجھے سورج کی شعاعوں کی وحی ہوتی ہے......یعنی کیا مطلب یعنی باقی پتھر کو دو پہر میں بھی سورج کے سامنے کر کے کھڑے رہو تو ویسے کا ویسا میلا ہوگا اور اگر شیشے کو سورج کے سامنے کر دو اس میں پورا سورج نظر آئے گا............(نعرے)

پورا سورج جو نظر آرہا ہے اب شیشہ کہہ رہا ہے مَیں بھی مثلِ حجر ہوں مَیں مثلِ سنگ ہوں مجھے سورج کی وحی ہو رہی ہے یعنی مجھ میں سورج نظر آتا ہے......رسول کہہ رہا ہے جاہلو! مَیں دیکھنے میں مثلِ بشر ہوں مجھے توحید کی وحی ہو رہی ہے......تم میں آدمؑ بھی نظر نہیں آتا ، مجھ میں اللہ نظر آتا ہے............(دادوتحسین)

مجمع میں سے ایک مومن کھڑا ہو کے یہ قطعہ پڑھتا ہے

خالق کی طرح نور تھا مخفی تھا ، صمد تھا
یہ نور نبیؐ تھا تا بہ ابد تا بہ ابد تھا

خود ذاتِ احد نے ہی بنایا اسے احمد
گر میم نہ ہوتی تو احمد بھی احد تھا

یہ بالکل صحیح بات ہے اور یہ میم جو ہے ناں احمد میں......جانتے ہو یہ کس چیز کی میم ہے؟ یہ امکان کی میم ہے......یہ امکان ......

اِنَّ اللّٰہَ اَبْرَزَ الْحَقِیْقَۃَ الْاَحْمَدِیَّۃَ مِنْ کُمُوْنِ خفرۃ الْاَحدیۃ
وَ مَیَّزَ بِہٖ مِنْ مِیمِ الْاِمْکَانِ

اللہ نے حقیقتِ احمدیہؐ کو احدیت کی کان سے ظاہر کیا......

کوئلے کی کان سے کوئلہ ، تانبے کی کان سے تانبا ، چاندی کی کان سے چاندی ، سونے کی کان سے سونا......کبھی سونے کی کان سے لوہا نہیں نکلتا......کبھی تانبے کی کان سے کوئلہ نہیں نکلا ......کبھی چاندی کی کان سے پیتل نہیں نکلا......جس کی کان وہی شئے ......یہ نکلا ہے احدیت کی کان سے تو یہ بھی اَحَد تھا............

اللہ نے اسے امکان کی میم دے کر کہا میرے حبیبؐ ! تو میری توحید بچانے جا رہا ہے اللہ بننے تو جا ہی نہیں رہا ......تو میم لیکر احمد ہو جا مجھے احد رہنے دے ......(نعرے)

اب دیکھیں (بھائی میرے! بشریت کی ابتداء تیرے باپ آدمؑ سے ہوئی ہے)

سورہ صٓ میں ارشاد ہوا

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ﴿٧١﴾

قرآن کہہ رہا ہے

مَیں مٹی سے بشر بنانے لگا ہوں۔

تو پہلا بشر آدمؑ ہے..... اب جو آدمؑ کے بعد ہے اُسے شوق سے بشر کہہ..... مَیں تجھے نہیں روکوں گا..... اور جو یہ کہتا نظر آئے

کُنْتُ نَبِیّاً وَ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْن

کہ ابھی آدمؑ آب و گل کے درمیان تھا، مَیں اُس وقت بھی نبی تھا۔ اسے بشر کہنے کی اجازت تجھے کون دے گا؟ اور تو تو پھر آدمؑ کا بیٹا ہے..... (یا علیؑ یا علیؑ یا علیؑ)(نعرے)

آدمؑ کے بدن میں اللہ نے جب روح پھونکی پہلے پہل آنکھوں میں آئی ..... دیکھا کچھ نور نظر آئے..... کچھ پیکر نظر آئے..... آدمؑ نے سوال کر دیا..... ابوالبشر نے، مسجودِ ملائک نے.....

رَبِّ هَلْ خَلَقْتَ مِنْ طِیْنٍ بَشَراً مِّنْ قَبْلِیْ ؟

پالنے والے کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی مٹی سے کچھ بشر بنا رکھے ہیں؟

قَالَ : لَا

اللہ نے کہا، نہیں.....

وَمَنْ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ عَلٰی صُوْرَتِیْ ؟

تو پھر کون ہیں جو میری صورت پہ ہیں؟

اللہ نے کہا، آدم! جلدی توبہ کر، یہ تیری صورت پہ کہاں، تُو اِن کی صورت پہ ہے ....(دادو تحسین)

بلکہ صحیح کہوں..... تُو اس کے نام کی صورت پہ ہے

اور بعض علماء نے اس قول کو خیبر شکن سے منسوب کیا ہے کہ مولاؑ نے فرمایا ہے

خَلَقَ اللّٰهُ الْاِنْسَانَ عَلٰی اسْمِ مُحَمَّدٍ امر بعبادۃِ

عَلٰی صُوْرَةِ اسْمِ مُحَمَّدٍ

اللہ نے انسان کا بدن بنایا ہے اسم محمدؐ کی صورت پر اور عبادت کا حکم دیا ہے اسم احمد کی صورت پر

اَلرَّأْسُ مُدَوَّرٌ كَالْمِیْمِ — انسان کا سر ''م'' کی صورت

وَیَدُهٗ كَالْحَاءِ — اور یہ دونوں بازو عربی کی ''ح'' ہیں.....

وَ بَطْنٌ كَالْمِیْمِ — اور پھر شکم ''م'' ہے.....

وَ رِجْلَانِ كَالدَّالِ — اور دونوں ٹانگیں پھر ''د'' کی شکل پر ہیں.....

یعنی اللہ نے اپنے محبوب کے نام کی صورت پہ ہمیں بنایا تو ہم انسان بن گئے ..... اور جس کے نام کی بھیک نہ ہوتی تو ہم کتے، سؤر، خنزیر ہوتے ..... وہی ہم جیسا ہے .....؟! (فلک شگاف نعرے)

اسم محمدؐ کا فیض ہے کہ تو اشرف الخلق ہے.....

اَمَرَ الْعِبَادَةَ بِصُوْرَةِ اَحْمَدَ

اور لفظ احمد کی شکل پر اس نے عبادت کا حکم دیا

اَلْقِیَامُ كَالْاَلِفِ — قیام ہے الف کی طرح ..... اور یہ اختیار بھی مَیں نے تمہیں خود دیا ہے کہ الف لکھو..... قیام الف کی طرح

وَالرُّکُوْعُ کَالْحَاءِ اور بندہ جب رکوع میں ہوتا ہے جیسے عربی کی ''ح'' لکھی ہو......

وَالسُّجُوْدُ کَالْمِیْمِ جب بندہ سجدے میں پڑا ہو تو جیسے عربی کی ''م'' لکھی جاتی ہے......

وَالْقُعُوْدُ کَالدَّالِ اور تشہد ایسے ہے جیسے ''د'' ہو.......... (داد و تحسین)

اللہ نے کہا، اے آدم! یہ تیری صورت پہ کہاں؟ تُو اِن کے اسم کی صورت پہ ہے اور اگر یہ نہ ہوتے تو تُو کہاں ہوتا؟ تُو بنا ہی اِن کے صدقے ہے، تُو بنا ہی اِن کے طفیل ہے۔

(اور آؤ......بس سمیٹوں......) تیری میری مثل......ہم حلال زادے ہیں، ہم اپنے ابا کی مثل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتے.......... (داد و تحسین) ٹھیک ہے ناں بھئی......باپ قبلہ ہوتا ہے......کعبہ ہوتا ہے جی......جائے تقدس واحترام ہوتا ہے......ہم اپنے ابا جیسے نہیں ہیں......بڑے ابا کے ابا جیسے کیسے؟ جی جی تیرا رسولؐ خود فرما رہا ہے

اِنَّ آدَمَ اَبُوالْاَجْسَامِ وَ اَنَا اَبُوالْاَرْوَاحِ

فرمایا، آدمؑ تو جسموں کا باپ ہے، مَیں روحوں کا باپ ہوں۔

روح نہ ہو تو آدمؑ کہاں ہو؟ روح نہ ہو تو آدمؑ کو سجدہ کہاں ہو؟ تو تیری میری مثل یہ نہیں ہے......تو پھر کیا ہے؟

(بس سمٹ گئی بات) پیغام لے جاؤ......

اور بتا مَیں آج بھی نہیں سکا کہ علیؑ بادشاہ کیا فرماتے ہیں؟

یہ تین مجالس بس ایسے ہی گزر گئیں......پر مولاؑ نے چاہا تو کل ضرور بتاؤں گا......

بھئی یہ ہمارے اختیار میں ہوتا ہی نہیں......جس وقت جو وہ چاہتے ہیں......

ہر امر اپنے وقت کا مرہونِ منت ہے......ہاں ان شاء اللہ کل......جب اللہ نے تیرے رسولؐ کو بنایا......مَیں ہوں تھوڑا اپڑھا ہوا، مدد کر دینا میری کوئی چیز رسولؐ سے پہلے (نہیں) جی میرے دوستو! کوئی شئے؟......نہیں، زمین......نہیں، آسمان......نہیں، عرش......نہیں، کرسی......نہیں، لوح و قلم......نہیں، کچھ نہیں......کچھ بھی نہیں......بالکل ٹھیک ہے......تو پھر یہ تھا اوّل.............. (داد و تحسین)

ھُوَ الْاَوَّلُ کہنے والو! میرا رسولؐ تھا اوّل......جب شئے ہی نہیں ہے تو عناصر ہی نہیں ہوں گے......جواہر بھی نہیں ہوں گے......نہ جوہر، نہ عرض، نہ عنصر......(ٹھیک ہے ناں......) تو پھر جب عناصر ہی نہیں تو پھر یہ مرکب نہیں، ترکیب سے نہیں بنا......یعنی اوّل بھی ہے اور مرکب بھی نہیں (غیر مرکب) اچھا جب میرے رسولؐ کو اللہ نے بنایا کوئی جگہ چھوٹی سی رسولؐ سے پہلے ہو چھوٹی سی......؟ آخر وہاں رسولؐ کو بٹھانا بھی تو ہے......کوئی نہیں جسے عربی میں مکان کہتے ہیں، ہم جگہ کہہ رہے ہیں، عربی اُسے مکان کہتی ہے......تو رسولؐ سے پہلے کوئی دو چار فٹ کا مکان......نہیں، کوئی نہیں......اسی کو تو کہتے ہیں لامکاں..............!

اچھا اُس وقت، کوئی وقت نہیں..........چلو، سال نہیں......کوئی مہینا شہینا نہیں......کوئی ہفتہ شفتہ نہیں......کوئی گھڑی نہیں......اسی کو عربی میں کہتے ہیں زمان..........تو وقت نہیں ہے تو پھر لازمان..........!

جب یہ بنا کوئی اس جیسا تھا..........؟ نہیں......تو پھر بے مثال..........!

(داد و تحسین)

ہاں، سُن...... اس حقیقتِ محمدیہؐ کو پہچان.......... دل بڑا کر...... تو پھر جب اس جیسا کوئی نہیں تو پھر بے مثال..........!

کوئی اس کے ساتھ بنا ہو......؟ نہیں...... بولو...... نہیں...... تو پھر لاشریک ....!

تو وہ اوّل، غیر مرکب، لامکان، لازمان، لاشریک اور بے مثال.......... ہم دو ٹکے کے بندے...... ہمیں اس میں یہ صفتیں نظر آتی ہیں.......... جس نے بنایا اسے نظر نہیں آئی ہوں گی..........؟!

اُس نے دیکھا کہ مَیں نے تو اِسے زمین پر بندوں میں بھیجنا ہے کہ اسے اوّل مانو، لوگ دیکھا ہوا چاند مانتے ہیں مجھے کس نے ماننا ہے، اسی کو مانیں گے.......... یہ کہے گا لامکان، لازمان...... اسی کو مانیں گے...... یہ کہے گا لامکان...... اسی کو مانیں گے...... یہ کہے گا لاشریک...... اسی کو مانیں گے...... یہ کہے گا بے مثال...... اسی کو مانیں گے...... پھر جو مجبور ہو جائے، وہ کم از کم اللہ نہیں ہوتا.......... (داد و تحسین)

جو مجبور ہو جائے وہ خدا نہیں ہوتا.......... پہلے تو بے دل نے اپنے دل میں لُطف لیا...... اچھا میرے حبیبؐ! اوّل ہے تُو...... لامکان ہے تُو...... لاشریک ہے تُو...... بے مثال ہے تُو...... دیکھ میری قدرت..........

قَسَّمَ اللّٰهُ ضَوْءَ كَ النُّوْرَ بِنِصْفِ

اللہ نے اِسی نور کے دو حصے کر کے دوسرے میں سے علیؑ بنا کر کہا...... تیرا شریک پیدا ہو گیا.......... (فلک شگاف نعرے)

اُس وقت آوازِ قدرت آئی...... لے میرے حبیبؐ! تیرا شریک پیدا ہو گیا

...... مَیں اب بھی لاشریک ہوں...... میرے حبیبؐ! تیری مثال پیدا ہو گئی...... مَیں اب بھی بے مثال ہوں...... نبیؐ کی مثل ہو سکتا ہے تو علیؑ...... نہ تُو، نہ مَیں ....

جو مثل ہے اس کی، وہ کہتا ہے مَیں عبد ہوں...... (داد و تحسین)

کیوں یا علیؑ؟ تُو عبد کیوں ہے؟ اللہ تو تجھے اس کی مثل، اس کا شریک، اسی جیسا کہتا ہے..........؟

کہا ایک لمحہ تھا جب یہ اکیلا تھا مَیں بھی نہیں تھا.......... لہٰذا مَیں عبد۔ (نعرے)

ایک وقت تھا علیؑ فرماتے ہیں کہ وہ اکیلا تھا مَیں ظاہر نہیں ہوا تھا...... لہٰذا مَیں عبد لہٰذا ایک وقت تھا جب میرا نبیؐ بھی نہیں تھا بس وہ تھا...... اسی لئے تو ہمیں کہنا پڑتا ہے

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

مَیں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ اُس کے عبد اور رسولؐ...... عبد پہلے رسولؐ بعد میں۔ بڑا عہدہ پہلے گِنا جاتا ہے...... جس کی اپنی رسالت...... (بس آخری بات ہے) دُہراؤں گا بھی نہیں.......... شرح بھی نہیں کروں گا...... بس جس کا جو نصیب ہے خود سنبھال لے...... جس کی اپنی رسالت، اُس کی عبدیت کی برابری نہیں کرتی...... بشریت اُس کی حقیقت کی برابری کیسے کرے گی..........؟! (نعرے)

اور یقین مانیے، منبر کی قسم! جس رسولؐ کو مَیں جانتا ہوں اس کا سوواں حصّہ بھی مَیں نے تمہیں نہیں بتایا...... جی ابھی سوواں حصّہ بھی نہیں ہے...... ہاں اور اب اس کو اگر ننانوے (۹۹) گنا کر لیجئے، پھر کیا بنے گا..........؟! اور پھر بھی یہ وہ حقیقت ہو گی جو مَیں جانتا ہوں...... اس طرح پھر سوچتے سوچتے...... پھر سوچنا کہ وہ کیا ہو گی حقیقت جسے علیؑ

جانتا ہے..........؟!!

ہیرا کیا ہے ہیرا.....؟ الماس کیا ہے؟ یہ پکھراج جانتا ہے.....مروارید کیا ہے؟ یہ صدف جانتا ہے، جس دریا، سمندر میں یہ رہتا ہے وہ بھی نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے..........؟! ظرف کو پتا ہوتا ہے بھائی.....اسی لئے آسان ترین نسخہ بتایا کرتا ہوں.....کہ آسان نسخہ یہی ہے کہ ایسوں کو سوچا نہ کرو.....بس مان لیا کرو.....(دادو تحسین)

اب دیکھ لو.....بس آخری بات ہے میری.....کہیں دنیا مجھے ضعیف سے ضعیف روایت میں دِکھادے کہ سلمانؑ نے رسولؐ سے کہا ہو کہ تم نبیؐ ہو معجزہ دکھاؤ..........بڑے بڑوں نے معجزے مانگے رسولؐ سے..........سلمانؓ نے مانا..........

مانا.....مِنّا ہوگیا..............!

ہاں، ذرا بے شک ہو کے مان کے تو دیکھو..........شک کئے بغیر مان کے دیکھو ہوتا کیا ہے؟ یہ اصول بھی ہے کسی بندے سے مَیں پیار کرتا ہوں کوئی اگر جوں جوں اس کی زیادہ عزت کرے گا، میرے دل میں جگہ بناتا چلا جائے گا.....میرے پیارے سے پیار کرتا ہے.....چونکہ یہ دل کو پیارا ہے جوں جوں اسے بے شک ہو کے مانتے جاؤ.....بے دل کے دل میں جگہ بنتی جاتی ہے..........(دادو تحسین)

اور پھر ایک وقت آتا ہے کہ اُس کو ماننے والا بے مثال ہو جاتا ہے..........

درود پڑھ لو مِل کے بآوازِ بلند.....(صلواۃ.....)

لطف آیا.....یا وقت گیا.....؟ (سبحان اللہ!)

خوش رہو، آباد رہو، مولا تمہاری عبادت قبول فرمائے!

بے شک مَیں تھک گیا ہوں.....تھک جانا بشریت ہے.....اور پھر مجھے تو پتا نہیں

کتنی حقیقتیں ہیں جو اندر سے توڑ پھوڑ دیتی ہیں؟ بشریت اُبال میں آتی ہے کہ سب کہہ دے مصلحت زبان پکڑ لیتی ہے..........تو پھر وہ جو اپنے وجود میں ضم کرنا پڑتا ہے وہ میرے ریشے ریشے کو توڑ پھوڑ دیتا ہے.....ہاں، تو بس ایک کا ایک فقرہ کہہ رہا ہوں.....اِسی پہ راضی رہنا.....اور بس اپنے تصور کدہ کو سامنے رکھ لو.....کیونکہ میرا فقط ایمان نہیں تحقیق بھی ہے آنسوؤں کیلئے مومن کو نہ لمبے چوڑے مضمون کی ضرورت ہے نہ اُسے عوارض کی ضرورت نہ مواد کی ضرورت.....کیونکہ رونا ہی ہے ناں حسینؑ کو..........مَیں نے رات بھی تم سے کہا تھا کہ جو چالیس برس لہو رویا ہے.....کتنے ذاکر سنتا تھا سید سجادؑ..........؟

اُس نے تو عذر ڈھونڈے ہیں رونے کے..............

بازار سے گزرا تو شام یاد آگئی.....کسی جوان کو دیکھا تو اکبرؑ یاد آگیا.....

قصاب کی دکان سے گزرا، طشت میں کپڑے کے نیچے کوئی چیز رکھی نظر آئی، رونے کا پروگرام بن گیا.....پوچھا، قصاب یہ کپڑے کے نیچے کیا ہے؟

مولا! بکرے کا سر رکھا ہوا ہے.....فرمایا، جانور کا سر اتنی عزت سے رکھا ہوا ہے؟!

مَیں نے جو کہنا تھا وہ مَیں کہہ چکا ہوں..........(اللہ اکبر)

کہا، حیوان کے سر کی اتنی عزت.....طشت میں سرپوش سے ڈھانپا ہوا..........

کہا، مولا! حلال جانور کا سر جو ہے..........! منہ کربلا کی جانب مڑ گیا.....

ہائے میرا مظلوم بابا..............!!

لوگ تو حیوان کے سر کو عزت سے رکھتے ہیں..........!! (اللہ اکبر، العظمۃ للہ)

کہا، مولا! تھوڑا رو دیا کیجئے.....رو کے کہتے تھے، یعقوبؑ کا بس ایک یوسفؑ چند منازل کے فاصلے پر زندہ تھا.....یعقوبؑ کو پتا تھا زندہ ہے.....اتنا رو دیا.....بینائی دے

بیٹھا............کمر جھک گئی......میرے اٹھارہ فخرِ یوسفؑ میرے سامنے خاک وخون میں مل گئے اور مجھے پتا ہے واپس بھی نہیں آئیں گے............اور پھر اے بندہ خدا! تُو مجھے کہتا ہے کہ کم رویا کر......ذرا سوچ کے مجھے بتا............

مولا! کیا............؟ فرمایا، کوئی غیرت مند بیٹا دیکھ رہا ہو اور کوئی بے حیا اُس کی ماں کے سر سے چادر اُتارے تو اُس غیور بیٹے کو کیا کرنا چاہیے؟

کہا، مولا! اُسے مرجانا چاہیے............

فرمایا، مجھ سے پوچھتے کیوں نہیں؟ مَیں شام سے زندہ کیسے واپس آگیا؟!

میرا حق تھا، مَیں شام میں مرگیا ہوتا............!

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ ﴿۲۲۷﴾

مجلس 4

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

صلوٰۃ باآواز بلند............

سورۂ احزاب سے ایک شہرۂ آفاق آیت پیش نظر ہے میرے، قرآن میں بہت سی آیتیں ایسی ہیں جو دو مرتبہ نازل ہوئیں۔ خود سورۂ فاتحہ دو دفعہ نازل ہوا ہے، مکہ میں الگ، مدینہ میں علیحدہ............

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ ﴿۳﴾ المآئدۃ آخری آیت ہے، اس کے بعد نئی آیت کوئی نہیں آئی۔ لیکن آیتیں آئیں ....تنزیل مکرّر کے طور پر جو پہلے آچکیں تھیں وہی آتی رہیں......اور جو آیت میں پڑھنے لگا ہوں اس آیت کا شرف یہ ہے کہ یہ نزولِ قرآن سے ۵۴ برس پہلے نازل ہوئی............(نعرے)

کب نازل ہوئی؟ جب تمہارا رسولؐ دنیا میں آیا............

چالیس سال بعد اعلان نبوت کیا، تیرہ (۱۳) برس مکے میں گزارے، پھر مدینے گئے تو ایک سال کے بعد وہ سورہ نازل ہوا جس میں یہ آیت موجود ہے۔

۱۷ ربیع الاول کو رسولؐ دنیا میں آئے۔ ۱۸ کو مکے والوں نے آنکھیں ملتے ہوئے جب کعبے کی طرف نگاہ کی............تو کعبے کے غلاف پہ قلمِ قدرت سے لکھا ہوا تھا

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيرًا ﴿۴۵﴾ الاحزاب

جب رسولؐ دنیا میں آئے ہیں ناں......عالمِ خلق میں تغیر، عالمِ امر میں تغیر، عالمِ مشیت میں تغیر، پتانہیں کہاں کہاں تغیر پیدا ہوئے؟! آپ کو صرف اتنا بتادیا جاتا ہے ناں

کہ آتش کدۂ فارس کی آگ جو ہزاروں سالوں سے جل رہی تھی ، رسول آئے آگ بجھ گئی، آگ سے بچانے والا آ گیا تو آگ کو تو بجھنا ہی تھا..........!!

جس رات رسول ؐ آئے سارے بت سجدے میں گرے.....قصرِ نوشیرواں کے کنگرے گرے.....بچپن سے میرے اندر ایک کھلبلی سی مچی ہوئی تھی کہ یہ تو ہر ایک نے لکھ دیا کنگرے گرے، کنگرے گرے، مجھے بتولؑ کی چادر کی قسم! جب مَیں نے تحقیق کی تو پتہ ہے کتنے کنگرے گرے؟ چودہ (۱۴) کنگرے گرے..............!!

شیاطین کا آسمان پہ جانا بند..... جب عالمِ امر وخلق، معنیٰ وملکوت میں تلاطم پیدا ہوا..... جنت نے پوچھا پالنے والے! یہ کیا ہو گیا ہے؟ تیری مخلوق میں بھونچال کیوں ہے؟ اضطراب کیوں ہے؟ آواز آئی جنت! تجھے خبر نہیں

قَدْ وُلِدَ نَبِیُّ اَوْلِیَآئِک

جو تجھ میں رہنے آ رہے ہیں اُن کا نبیؐ دنیا میں آیا ہے۔

اور مجھے عزتِ حیدر کی قسم! یہی لفظ مَیں نے کتابوں میں پڑھے ہیں..........

قَدْ ضَحِکَتْ وَ ضَحِکَتْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

اُسی دن سے جنت نے ہنسنا شروع کیا اور قیامت تک ہنستی رہے گی (نعرے)

۵۴ برس پہلے اللہ نے غلافِ کعبہ پہ لکھوا دیا۔

اے نبیؐ! ہم نے آپ کو بھیجا، (اور یہاں ترجمہ کرتے ہیں) شاہد بنا کر، یہ بنا کر کس لفظ کا ترجمہ ہے، بنایا اسے جاتا ہے جو ویسا پہلے نہ ہو، یہ ذوالحال یعنی نحو کی ابتدائی کتاب نحو میر پڑھنے والے طالبعلم بھی سمجھتے ہیں کہ ذوالحال کیا ہوتا ہے جَاءَ نِیْ زَیْدٌ رَاکِباً میرے پاس آیا زید سوار ہو کر۔ یہ سوار پہلے سے تھا میں نے دیکھا تو سوار تھا تو

وہی بات اِس آیت میں ہے اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاهِدًا

ہم نے بھیجا تم کو اس حالت میں کہ آپ گواہ تھے۔

مخلوق کے اعمال پر گواہ تھے۔ میرا رسول گواہ ہے اعمال پر۔ واقعہ لاہور میں ہو جائے، مَیں بہاولپور کا رہنے والا عدالت میں پہنچ جاؤں گواہی دینے۔ اور جج مجھ سے پوچھ لے کہ جب واقع ہو رہا تھا تم تھے؟ جی نہیں میں تو بہاولپور رہتا ہوں تو توہین عدالت میں اندر ہو جاؤں گا۔ او جب دنیاوی عدالت سنی سنائی نہیں مانتی، آنکھوں دیکھی مانتی ہے ....دیکھئے جب اللہ نے رسول ؐ کو گواہ بنا کر بھیجا تو پھر ماننا پڑے گا جہاں جہاں عمل کرنے والا ہے وہاں وہاں میرا رسولؐ ہے.....اور عمل کہاں کہاں ہے؟ سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا:

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ ﴿۴۴﴾

ہر شئے میری تسبیح کرتی ہے، وہ ذرّہ ہو یا عرش، وہ پتھر ہو یا جبریلؑ۔

تو پھر جہاں جہاں تسبیح ہے وہاں وہاں میرا رسولؐ ہے..........

اور عمل کی گواہی ایسے نہیں کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہے تو رسولؐ نے کہہ دیا اللہ یہ نمازی ہے

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ. (حدیث)

وہ نیتیں پڑھتا ہے جو نیت کا عالم ہو، اُس کے لئے غائب کیا ہوتا ہے؟

ہم نے آپ کو بھیجا اسی حالت میں کہ آپ شاہد تھے وَمُبَشِّراً اور بشارت دینے والے..........(نعرے)

ایک بشارت سُنا دوں، سورہ حجر ہے:

نَبِّئْ عِبَادِیْٓ اَنِّیْٓ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۹﴾

خبر دیجئے میرے بندوں کو مَیں غفور بھی ہوں اور رحیم بھی ۔مَیں کسی مولوی کی زبان سے اِس کی تفسیر نہیں کر رہا۔ مولائے کُل کی زبانی ۔امیرؑ فرما رہے ہیں۔

میرا مولاؑ فرما رہا ہے قرآن کے حرف تین لاکھ پچیس ہزار اور اٹھتر ہیں۔ (نعرے)

کیا کہہ رہا ہے خیبر شکن ....؟!

قرآن کے حرف تین لاکھ پچیس ہزار اور اٹھتر ہیں۔فرمایا اگر اُمتِ محمدؐ کو قرآن نے کوئی خوشخبری نہ دی ہوتی سوائے اس ایک حرف کے جو عبادی کی ''ی'' ہے تو ان کے لئے کافی تھی۔ عَبْد کی جمع عِبَاد...... 'عبدٗ بندہ' 'بہت سے بندے' اور اللہ کہ رہا ہے ''عبادی'' میرے بندے تو علیؑ فرما رہا ہے یہی ''عبادی'' کی ''ی'' کافی تھی لوگوں کیلئے۔

فرماتے ہیں جیسے '' عِبَادِیْ '' کی ''د'' اور ''ی'' میں کوئی پردہ نہیں ویسے گنہگار مومن اور اللہ کے درمیان کو بھی کوئی پردہ نہیں ۔مَیں نے یہی عکس دینا ہے تمہیں حقیقتِ محمدیہؐ کا......اور اسی کے تناظر میں آگے سفر کرنا ہے..........

اور جس کے آئینہ ضمیر میں جیسی شکل آئے گی ویسا ہی پھل ملے گا اُسے ....امیرِ کائناتؑ فرما رہے ہیں:

فَذَکَرَ الرَّسُوْلَ اَوَّلاً وَالْمُسِیْئِیْنَ ثَانِیاً فَذَکَرَ نَفْسَهٗ ثَالِثاً .

فرمایا اللہ نے آیت میں پہلے رسولؐ کا ذکر کیا، پھر گناہگاروں کا، پھر اپنا ذکر کیا۔

(دادو تحسین)

پھر آیت پہ غور کریں نَبِّیْٔ اے رسولؐ! خبر دے، رسولؐ کا ذکر...... عِبَادِیْ میرے گناہگار بندوں کو...... پھر بندوں کا ذکر اَنِّیْ اَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ مَیں غفور بھی ہوں رحیم بھی.........پھر اپنا ذکر......اب جاگنا! میرا خیبر شکن فرما رہا ہے کَاَنَّهٗ یَقُوْلُ

اللہ یہ کہنا چاہتا ہے:

شِفَاعَتُکَ قَدمَ الْمُذْنِبِیْنَ وَ رَحْمَتِیْ خَلْفَھُمْ وَھُمْ بَیْنَ

شِفَاعَةٍ وَّ رَحْمَةٍ فَکَیْفَ اَنْ یُّضِیْعُوْا

اے محمدؐ! تیری شفاعت گناہگاروں کے آگے آگے ہے ، میری رحمت گناہگاروں کے پیچھے پیچھے ہے......(نعرے)

تیری شفاعت گناہگاروں کے آگے آگے ،میری رحمت اُن کے پیچھے پیچھے ،جو تیری شفاعت اور میری رحمت کے درمیان ہوں وہ ضائع ہو سکتے ہیں؟(دادو تحسین)

مجمع میں سے ایک مومن یہ شعر پڑھتا ہے

اعمال کم ہوئے تو یہ کہہ دوں گا حشر میں

یا ربّ علیؑ کے ذکر سے فرصت نہیں مِلی

نہیں......نہیں..........کون کہتا ہے کہ جو علیؑ کا ذکر کرتا رہے اور اللہ کہے تیرے اعمال کم ہیں..........(فلک شگاف نعرے)

میرا یہ موضوع نہیں مگر ایک جملہ کہنے پر مجبور ہو گیا ہوں ....سر اُٹھاؤ......جو بندہ اللہ اللہ کر رہا ہے وہ صرف اللہ اللہ کر رہا ہے،اس میں علیؑ کا ذکر نہیں ،لیکن جو علیؑ علیؑ کر رہا ہے وہ اللہ اللہ بھی کر رہا ہے..........(نعرے......علیؑ حق ،علیؑ حق)اور یہ مَیں نے اپنی طرف سے نہیں کہا......یہ حدیثِ رسالت ہے ذِکْرُ عَلِیٍّ عِبَادَةٌ .

فرمایا علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔کیوں یا رسول اللہ؟ فرمایا اِس لئے کہ اُس کا ذکر اللہ کا ذکر ہے۔ (نعرے)

تیری شفاعت آگے آگے میری رحمت پیچھے پیچھے، درمیان میں گناہگار مومن ۔

اب بس یہی اشارہ ہے صاحبانِ اشارت کیلئے......میں اُس رسولؐ کے کیا فضائل پڑھوں جہاں اللہ خود کو پیچھے کر لے......اس کو آگے کر دے..........(پُر جوش نعرے)

اور یہی مذہبِ محبت میں دستور ہے......محبت قربانی مانگتی ہے..........

میری کوئی اٹھارہ یا اُنیس سال عمر ہوگی اُس وقت......کہ اِک دن مجھے بس ایسے ہی بیٹھے بیٹھے (بعض اوقات بڑے کرشمے ہوجاتے ہیں ناں) میرے ذہن میں خیال آیا جس کتاب کو بھی ہاتھ لگاتا ہوں حُسن یوسفؑ ......حُسن یوسفؑ......محبوبِ خدا میرا نبیؐ ہے، ان کے حُسن کے چرچے کیوں نہیں لکھے لکھاریوں نے ؟ (یقین مانیں منبر سے کہہ رہا ہوں) خیال آیا......ایسا لگا جیسے کسی طاقت نے کہا ہو اُٹھ ! اُٹھا ایسے ہی بے خیالی میں الماری کے پاس آیا......بے خیالی میں ہی کتاب نکالی.....کھولی، حدیث سامنے آگئی

كَانَ عَلٰى وَجْهِ يُوْسُفَ حِجَاباً وَاحِداً فَكَشَفَ وَعَلٰى وَجْهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حِجَاباً

فرمایا اللہ نے یوسفؑ کے حُسن پر ایک پردہ تھا وہ بھی اُٹھا دیا، ایک ایک حجاب ......اُٹھ گیا...... سورہ یوسف میں ارشاد ہوا:

فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ وَاَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً وَّاٰتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ ۚ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗۤ اَكْبَرْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا ۭ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۝

ایک پردہ تھا یوسفؑ کے چہرے پر وہ بھی اُٹھ گیا......اور میرے نبیؐ کے چہرے پر اللہ نے ستر (۷۰) ہزار پردے ڈالے......یوسفؑ کے چہرے پر ایک پردہ تھا وہ بھی اُٹھ

گیا......میرے نبیؐ کے چہرے پر ستر ہزار پردے اللہ نے ڈالے..........جس کا ایک پردہ اُٹھا بے پردہ عورتوں نے اُنگلیاں کاٹیں..........ایک پردے والے کا پردہ اُٹھا بے پردہ عورتوں نے ہاتھ کاٹے......ستر ہزار پردے والے کو پردے والے نے دیکھا تو دل ہار گیا ....(فلک شگاف نعرے)

پردے والا دل ہار گیا.......... (اور جن کو ادب سے لگاؤ ہے ان کیلئے کہنے لگا ہوں) شرح نہیں مانگنا..........پردے والا دل ہار گیا..........آج پتا چلا کہ اللہ کو بے دل کیوں کہتے ہیں......؟ (نعرے)

حضورؐ اپنے حُبداروں کے گناہوں پر کُڑھتے تھے......بڑے گناہگار ہیں ہمارے حُبدار......کیا کیا جائے اِن کی بخشش کے بارے میں..........؟

فَلَمَّا اَسْرَى بِهٖ اِلَى السَّمَآءِ وَ سر مِنْ رَبِّهٖ فَقَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى

جب شبِ معراج منزل اَوْ اَدْنٰى پہ پہنچے رسولؐ......

رَفَعَ اللّٰهُ مِنْ وَّجْهِهٖ حِجَاباً وَّاحِداً

اللہ نے ایک پردہ ستر (۷۰) ہزار پردوں میں سے اُٹھا دیا...... پتا ہے کیا ہوا ؟

لَمْ يَبْقَ لِلْعَرْشِ وَالْكُرْسِيِّ وَالْحِجَابِ وَالشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَالنُّجُوْمِ نُوْرٌ

بس ایک پردہ..........اُنہتر (۶۹) ہزار نو (۹) سو ننانوے (۹۹) ابھی باقی تھے۔

ایک پردہ ہٹنے کی دیر تھی، عرش بے نور ہو گیا، کرسی بے نور ہو گئی، حجابات دھندلا گئے، سورج اندھا ہو گیا، چاند کی بینائی چھن گئی، ستارے ٹامک ٹوئیاں مارنے لگے، آوازِ قدرت آئی

مَتٰى هَمُّكَ بِاُمَّتِكَ الْمُذْنِبَةِ يَا حَبِيْبِيْ ؟

اے میرے حبیبؐ! کب تک اپنی گناہگار اُمت کی فکر کرے گا؟ آج ہم نے

ایک پردہ ہٹایا ہر شئے بے نور ہوگئی...... جب ہم نے قیامت میں سارے ہٹادیئے تو تیرے حُبداروں کے گناہ کہاں رہیں گے؟ (نعرے)

اب ایک راز کھولتا چلوں...... ایک حدیث ہے تمہارے رسولؐ کی

ثَوَابُ لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلنَّظَرُ اِلٰى وَجهِ اللّٰهِ .

فرمایا جس نے خلوصِ دل سے لا اله الا اللّٰه کہہ دیا اُس کا ثواب یہ ہے کہ وہ اللہ کا چہرہ دیکھے گا.......... (پرجوش نعرے)

وہ اللہ کا چہرہ دیکھے گا...... اگر کسی کو پتا ہے تو ہے...... نہیں تو قرآن میں کہیں وجہ اللہ کا ذکر ہے اور کہیں وجہ رب کا ذکر ہے...... سورہ الرحمٰن میں ارشاد ہوا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ۝ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

ہر شئے زمین پر رہنے والی فنا ہو جائے گی سوائے تیرے ربّ کے چہرے کے۔

(نعرے)

سورہ الدہر میں ارشاد ہوا:

اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝

فضہؑ کا قول ہے جبرئیلؑ سے جو کہا تیرا شکریہ نہیں چاہیے روٹیاں ''وَجهُ اللّٰه'' کے صدقے میں ہیں...... جی، کہیں ''وَجهُ اللّٰه'' کہیں ''وَجهُ رَبّ'' اور ''وَجهُ رَبّ'' بھی کیسا ہے؟ یہ ذُو الْجَلالِ وَالْاِکْرَام ربّ کو نہیں کہا گیا ہے.......... وَجهُ کو کہا گیا ہے.......... مَیں خدا کی قسم! ڈنکے کی چوٹ پہ منبر پر کہہ رہا ہوں عالمانہ ضمانت سے کہہ رہا ہوں کیونکہ اگر اللہ نے اپنے آپ کو یہاں ذُو الْجَلال کہا ہوتا تو پھر یہ آیت یوں ہوتی

.... رَبِّکَ ذِی الْجَلالِ

جیسا کہ اسی سورہ الرحمٰن کی آخری آیت میں کہا

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِی الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

جو اعراب وَجه کے ہیں وہی ذوالجلال کے۔ یعنی آخری آیت میں اپنے آپ کو ذوالجلال کہا، اس آیت میں چہرے کو ذوالجلال کہا...... اب ذہن میں رکھنا ہے، بس مَیں اشارہ دے کے آگے گزر رہا ہوں جو لا اله الا الله کہے میدانِ قیامت میں اللہ کا چہرہ دیکھے گا۔

صادقِ آلِ محمدؑ سے کہا گیا مولاؑ! کیا اللہ نظر آتا ہے؟ فرمایا نہیں۔ پھر یہ حدیث کیا ہے؟ کہ اللہ کا چہرہ.......... فرمایا ہاں، کیا تم نے قرآن میں پڑھا نہیں؟ ہر شئے فنا ہو جائے گی سوائے ''وَجهُ اللّٰه'' کے، ''وَجهُ اللّٰه'' لقب ہے میرے دادا علیؑ کا۔ اللہ علیؑ سے کہے گا یا علیؑ مَیں نے تیرے چہرے پر جتنے پردے ڈالے ہیں آج ہٹا کے انہیں حقیقی چہرہ دکھا پتا تو چلے لوگوں کو کہ میرا چہرہ کیا ہے.......... (فلک شگاف نعرے)

اچھا اب نتیجہ لو، پردہ ہٹا...... پتا تو چلے کہ مَیں نے اپنا چہرہ کیسا بنایا.......... پالنے والے یہ کیا چکر ہے؟ مَیں ڈھونڈ رہا تھا رسولؐ کا چہرہ، تو نے دکھا دیا اپنا چہرہ.......... فرمایا غضنفر! مَیں تو تیری تائید کر رہا ہوں...... ابھی تو نے سامعین کو بتایا نہیں کہ مَیں نے اپنے محبوب کی شفاعت کو آگے رکھا اور اپنی رحمت کو پیچھے رکھا۔ پھر مَیں نے علیؑ کو ''وَجهُ اللّٰه'' بنا کے کہا میرے حبیبؐ کے پیچھے چل تا کہ دنیا سمجھے یہ آگے آگے.......... مَیں پیچھے پیچھے..........

(پرجوش نعرے...... علیؑ حق...... علیؑ حق)

اور دیکھو محبت کا تقاضا بھی یہی ہے.......... اِس سے زیادہ مجھ سے شانِ

رسالت بیان ہی نہیں ہوسکتی .... کئی بار مَیں عالمِ مشیّت میں مشیّت سے اُلجھا تھا ...... محبت کے دعوے میرے نبیؐ سے کرتا ہے اور اپنا بدن علیؑ کو کہتا ہے .... کہا اسی لئے تو اُسے اپنا بدن بنایا کہ خود بے بدن ہوں ....

مَیں توحید کے پردے میں بیٹھ کر لاکھ اُس کی رکھوالی کروں کس کو پتا چلے گا؟ علیؑ کو اپنا بدن بنا کے اس کی ڈھال بنا دیتا ہوں تاکہ زمانے کو پتا چلے یہ اکیلا نہیں مَیں ہوں اس کے ساتھ ساتھ ......

آج چوتھی مجلس ہے .... مَیں پہلی مجلس سے کوشش کر رہا ہوں کہ علیؑ بادشاہ نے حقیقتِ محمدیہؐ کے بارے میں جو کہا وہ اپنے سامعین کو بتاؤں لیکن گزشتہ تین مجالس میں تو پتا ہی نہیں چلا یعنی زمین کی تیاری میں ہی مَیں گزر گیا .... بتا اب بھی نہیں رہا ہوں لیکن محروم بھی نہیں کر رہا ہوں .... علیؑ کے بارے میں کل بتاؤں گا کہ اس نے کیا کہا .... آج علیؑ کے گھرانے کی ایک اور ہستی کے بارے میں بتاتا ہوں کہ علیؑ کی شام والی بیٹی نے محمدؐ کے بارے میں کیا کہا ہے .... بشرطیکہ سب آمادہ ہوں ...... یہ نہ سمجھ لینا کہ ایک خاتون کا نام لے دیا ہے ...... یہ وہ ہے جس نے امامت سے اعتراف کروایا ہے ...... سید سجادؑ نے کہا تھا عَالِمَةٌ غَيْرُ مُعَلَّمَةٍ ....

پھوپھی! اَلْحَمْدُ لِلّٰه ...... آپ عالمہ غیر معلّمہ ہیں۔

وہ بی بیؑ کیا کہتی ہے رسولؐ کے بارے میں ...... ہر نماز کے بعد یہ مخدومہ، یہ مخدرہ، یہ طاہرہ و مطہرہ جو دعا مانگا کرتی تھی اس کے دو جملے تمہیں سنانا چاہ رہا ہوں اگر آمادگی ہے تو .... لیکن پہلے یہ بتادوں تاکہ کچھ آپ کو اندازہ ہوجائے اِس بی بیؑ کے معیارِ علم کا .... اور آ ؤ ...... غضنفر کا چیلنج ہے کائنات کے سارے عالم اکٹھے کرو، ایسا ایک لفظ بنا کے

دِکھائیں .... ہاتھ کنگن کو آرسی کیا .... ڈنکے کی چوٹ پہ کہہ رہا ہوں ...... ایسا ایک جملہ بنا کے دکھائیں .... یہ وہی بنا سکتے ہیں جو معلمِ فطرت ہوں، وہ ایسے جملے بول سکتے ہیں .... بی بیؑ اللہ سے کہہ رہی ہے

اَنْتَ الَّذِىْ سَجَدَلَکَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَضَوْءُ النَّهَارِ وَ شُعَاءُ الشَّمْسِ وَ حَفِيْفُ الشَّجَرِ وَ دَوِیُّ الْمَاءِ

تُو ہی تو ہے جسے رات کی سیاہی سجدے کرتی ہے، بشر کا علم جتنا زیادہ کیوں نہ ہوجائے بشریت کہاں جانتی ہے کہ رات کی سیاہی بھی ساجد ہے؟

سَجَدَلَکَ سَوَادُ اللَّيْلِ

تجھے رات کی سیاہی سجدہ کرتی ہے

وَضَوْءُ النَّهَارِ

تجھے دن کی روشنی سجدہ کرتی ہے

وَشُعَاءُ الشَّمْسِ

تجھے سورج کی کرنیں سجدہ کرتی ہیں

وَحَفِيْفُ الشَّجَرِ وَ دَوِیُّ الْمَاءِ

تجھے درختوں کی سرسراہٹ اور پانی کی گُلگلاہٹ سجدہ کرتی ہے ......

اگر آج بیٹی کی بات سمجھ بھی لیتے ہو، سنبھال بھی لیتے ہو تو پھر کل خطیبِ منبرِ سلونی کی سُن لینا .... ورنہ رسولؐ کے فضائل کا باب بند تو نہیں ہوگیا۔ ہماری سانسیں ختم ہوسکتی ہیں ان کے فضائل کا کارواں نہیں رُک سکتا .... آگے جتنے جملے ہیں وہ سارے کے سارے بی بیؑ نے اپنے نانا کے بارے میں کہے ہیں لیکن کس انداز میں فرماتی ہیں کہ

بِرُوْحِ الْمُقَدَّسَةِ الْكَرِيْمَةِ وَ فِی اسم الْحَاضِرِ وَالنَّاظِرِ النَّافِذِ وَ تَاجِ الْوَقَارِ

خَاتَمِ النُّبُوَّةِ وَتَوْثِيْقِ الْاَحَدِ ودار الْحَيْوَانِ وَقُصُوْرِ الْجمالِ

مَیں نے پہلے کہہ دیا کہ سارے جملے............ چلواور کہیں نہیں تو وخاتم النبوۃ پہ آ کے تو فیصلہ ہوگیا ہوگا ناں کہ یہ ساری صفتیں ختم نبوت کی بی بیؑ بول رہی ہیں، فرماتی ہیں

بِحُرْمَةِ اسْمِكَ الَّذِیْ فِیْ الْاٰدمِیِیْنَ مَعْنَاهُ

پالنے والے! مَیں تجھے تیرے اس اسم کی حُرمت کا واسطہ دیتی ہوں، اولادِ آدمؑ میں تُو نے جس اسم کے معنی کو بھیجا ہے۔

اولادِ آدمؑ میں جس کا معنی............ رومال لفظ ہے...... یہ معنی ہے، منبر لفظ ہے یہ معنی ہے...... غضنفر لفظ ہے یہ معنی ہے...... سپیکر لفظ ہے یہ معنی ہے...... اللہ لفظ ہے محمدؐ معنی ہے............(نعرے)

سر اُٹھانا...... بولوں جملہ سُن لیا اللہ لفظ ہے میرا نبیؐ معنی ہے............ کلیجہ تو سنبھال! حقیقتِ محمدیہؐ سنے گا ابھی تو وہ سطح نہیں آئی جہاں غضنفر کھڑا ہے............ جہاں محمدؐ کھڑا ہے اللہ جانے وہ کیا ہے............؟!

سر اُٹھا...... تو نے وہ رسولؐ دیکھا ہے جس کے لئے تو نے کہا کالی کملی والا، کالی کملی والا، کالی کملی والا............ تُو نے کالی چادر دیکھی............؟ علیؑ کی بیٹی کہہ رہی ہے

المرتدی بالكبرياء والنور والعظمة

وہ محمدؐ جو کالی کملی نہیں کبریائی کی چادر اوڑھے ہوئے ہے...... (پرجوش نعرے)

جس نے رداء لی ہوئی ہے کبریائی کی، نور کی، عظمت کی............

اور جس کی چادر نور ہو، محمدؐ کا نمک کھا کے نمک حرام نہ بن، جس کی چادر نور ہو وہ خود تم جیسا ہے............؟! (نعرے)

حدیث ہے امام جعفر صادق علیہ السلام کی کہ

کسی بندے کے ذہن میں اگر کوئی خیال آئے کہ خدا ایسا بنا سکتا ہے، خدا ایسی شئے بنا سکتا ہے؟ اُس نے پہلے بنا دی ہے............

اب مثال کے طور پر اللہ نے دیکھا کوئی سوچ سکتا ہے کہ تیرے بندوں میں کوئی ایسا ہے جو موت بانٹے، اس نے عزرائیلؑ بنا دیا...... کوئی ایسا ہے جو رزق بانٹے اس نے میکائیلؑ بنا دیا...... کوئی ایسا ہے جو حیات بانٹے اس نے جبرئیلؑ بنا دیا......

اسی طرح اللہ نے دیکھا کہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ تیرے بندوں میں کوئی تیرا ظاہر ہے اس نے علیؑ بنا دیا............ پھر اس نے دیکھا کوئی سوچ سکتا ہے کوئی تیرا باطن ہے اس نے محمدؐ بنا دیا............(نعرے)

پھر میری مجبوری...... مَیں نے لاکھ بچنا چاہا علیؑ سے...... لیکن علیؑ وہ جبرِ مشیّت ہے جہاں جاؤں سامنے ملتا ہے............

ستّر (۷۰) قبیلے تھے جنگ خندق میں، اور ایک ایک میں سینکڑوں لڑنے والے تھے...... بھگدڑ مچی...... سارے بھاگے............

مقدادؓ روایت کرتا ہے

مَا مِنْ جَرِيْحٍ اِلَّا وَقَالَ جَرَحَنِیْ عَلِیٌّ وَ مِنْ قَتِيْلٍ اِلَّا وَقَالَ قَتَلَنِیْ عَلِیٌّ،

وَمَا مِنْ مُنْهَزِمٍ اِلَّا وَقَالَ هَزَمَنِیْ عَلِیٌّ،

کہتا ہے میں نے جس بھاگتے ہوئے سے پوچھا او کہاں جا رہا ہے ......؟

کہا ہٹ ہٹ میرے پیچھے علی ہے ....

جو مر رہا تھا، علی نے مجھے قتل کیا، جو زخمی تھا کہہ رہا تھا، علی نے مجھے زخم لگایا ....

مڑ کے دیکھا کَانَ وَاقِفاً عَلٰی شَفِیْرِ الْخَنْدَقِ

علیؑ خندق کے کنارے پہ کھڑے ہیں ....

لِاَنَّہٗ کَانَ مِنْ کَرِیْمِ الْاَخْلَاقِ لَا یُعَاقِبُ مُنْھَزِحیاً

میں نے کہا مولا! یہاں کیوں کھڑے ہیں؟ فرمایا میری عادت ہی نہیں بھاگتے کے پیچھے جانا ...... (نعرے)

کوئی سوچ سکتا تھا تیرا ظاہر علیؑ کو بنایا ......

کوئی سوچ سکتا تھا تیرا باطن محمدؐ کو بنایا ....

سوچتا میں یہ تھا کہ علیؑ ہے تو تیسرے نمبر پہ .... دوسرے نمبر پہ تیرا نبیؐ ہے، پہلے پہ جلی ہے ....

دو بڑے ہیں علیؑ سے .... دو اس سے پہلے ہیں، علیؑ کا مولا بھی ...... علیؑ کا اللہ بھی .... ہے علیؑ دونوں سے چھوٹا لیکن دونوں کہتے ہیں جنت وہی جائے گا جس کے دل میں یہ چھوٹا ہوگا ...... (نعرہ ولایت ...... عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ)

یہ کیوں ؟ چھوٹا دل میں ہوگا تو جنت ملے گی ......؟

پالنے والے! میرے نبیؐ کی محبت کی قیمت جنت کو رکھا ہوتا ....!

چلیں اپنی محبت رکھی ہوتی؟ تو دونوں کا اللہ ہے ....

آواز قدرت آئی ...... میں غیب ہی غیب ہوں ...... مجھے دیکھا کس نے ہے ......؟

(اب ذہن میں رہے، اس کا باطن ہے محمدؐ)

اسی لئے ضرورت سے زیادہ ظاہر ہے

جنہیں علم نے چاٹا تک نہیں، ان کے سمجھ میں ہی نہیں آتی یہ بات [illegible] ناظر کیسے ہے؟ علی حاضر ناظر کیسے ہے؟ ہمیں نظر کیوں نہیں آتا؟ [illegible] ضروری ہے جو چیز انتہائی قرب پہ ہو وہ نظر نہیں آتی [illegible] آیا ہے؟

نبیؐ و علیؑ تیری شہہ رگ سے قریب ہیں، نظر کیسے آئیں ......؟

میں علیؑ کے پاس پہنچا ...... یا علیؑ! نہ اللہ کی محبت، نہ نبیؐ کی، تیری کیوں؟ فرمایا جس نے اس سے پیار کیا اس نے غائب سے پیار کیا ظاہر سے نہیں، جس نے نبیؐ سے کیا ظاہر سے کیا غائب سے نہیں ...... اور یا علیؑ! تم ....

اَنَا ظَاھِرُ رَبِّیْ وَ بَاطِنُ الرَّسُوْلِیْ

میں اُس کا ظاہر ہوں، رسولؐ کا باطن ہوں۔ (نعرے)

اَلْمُرْتَدِیْ بِالْکِبْرِیَاءِ وَالنُّوْرِ وَالْعَظْمَةِ

کبریائی کی چادر، نور کی چادر، عظمت کی چادر ......

آگے علیؑ کی بیٹی فرماتی ہیں

وَ بِالْاِسْمِ الَّذِیْ تقدمَ بِہِ الْحَیَاۃَ العائمة الازلیة الّتی لَا مَوْتَ مَعَھَا

تیرے اُس اسم کا واسطہ دے رہی ہوں، دائمی حیات کو دوام جس کے سبب ہے۔

وہ اسم جس کے ساتھ موت نہیں ہے ...... جس کے ساتھ فنا نہیں ...... یعنی اپنے نانا کیلئے فرما رہی ہیں بی بیؑ ...... یہ ہیں حیات دائمی کا مصدر ......

اِسی لئے اللہ سورۃ الانفال میں کہہ رہا ہے

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۝

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کا رسولؐ جب بلائے چلے جانا، جواب دینا (کیوں) تا کہ محمدؐ تمہیں حیات عطا کرے۔

زندوں سے کہہ رہا ہے تمہیں زندگی عطا کرے..........

مَیں بھاگا بھاگا رسولؐ کے پاس پہنچا...... یارسول اللہ! مجھے تو آپ نے بلایا ہی نہیں...... مَیں پہلے آ گیا...... مَیں زندہ تو ہوں، وہ حیات کونسی ہے جو آپ مجھے دیں گے؟

قَالَ هِيَ وِلَايَةُ عَلِيِّ ابْنِ اَبِي طَالِبٍ

فرمایا علیؑ کی ولایت..........

(درود پڑھ لومل کے بآوازِ بلند..........)

لاکھ دریا علم کے بہا دیئے جائیں جب تک چار آنسو نہ بہیں شام والی بی بیؑ راضی نہیں ہوتی......

نہ وہ ہمارا علم سننے آتی ہے...... نہ اُسے ہماری خطابتوں سے کچھ لینا دینا......

وہ صرف رونے آتی ہے..........

جس کے دل میں ہے قبرِ سلطانِ کربلا کی.......... اور جس کو یہ اِدراک ہے کہ آج کا رونا اُسی کو نصیب ہے جو آج یہاں ہے..........

بہت بڑی نعمت ہے یہ غم...... اتنی بڑی نعمت نہ لفظوں میں بتائی جا سکتی ہے، نہ تصور میں سما سکتی ہے..........

آخر کچھ تو تھا کہ لہو رونے والا بھی ہاتھ ملتا چلا گیا کہ بابا تیرے رونے کا حق ادا نہ

ہو سکا.......... (اللہ اکبر)

علماء سے پوچھنا، تحقیق کرنا.......... جب مقتل میں آئے ناں.......... یہ تو پڑھنے والے بتا دیتے ہیں کہ بیبیاں ایسے ہی اُتری ہیں اونٹوں سے جیسے عباسؑ گھوڑے سے اُترے تھے...... عباسؑ کب اُترے تھے گھوڑے سے...... جب شانے نہیں رہے تھے اِسی لئے ہتھیلیوں کے بل نہیں اُترے..........

اُترے کیسے تھے؟ چہرے کے بل.......... زینبؑ بھی جب اُتریں تو ہاتھ پسِ گردن بندھے ہوئے تھے..........

بیبیاں تو اُتر گئیں.......... تیرے خون رونے والے امام کو شامیوں حرامیوں نے ایک لنگڑے اونٹ پر رسیوں سے باندھ دیا تھا.......... سجادؑ نہیں اُتر سکے..........

امام سجادؑ کہتے ہیں اگر میری پھوپھی نہ ہوتی تو مَیں مقتل میں گر گیا ہوتا...... چونکہ مَیں نے اپنی بے بسی دیکھی..........

ہر بی بیؑ نے ابھی وداع شروع ہی کیا تھا کہ شمر حرامی نے نقارے پر چوٹ ماردی.......... چلو چلو.......... ساری بیبیاں حسینؑ کو چھوڑ کے چل دیں.......... لیکن.......... ایک بی بیؑ جس نے ابھی ابھی قسم کھائی تھی...... جب تک زندہ ہوں ٹھنڈا پانی نہیں پینا.......... جب تک زندہ ہوں چھت کے نیچے نہیں بیٹھنا.......... اصغرؑ کی ماں نے.......... حسینؑ کا لاشہ نہیں چھوڑا.......... شمر نے قافلہ چلانا چاہا..........

سجادؑ نے رو کر کہا.......... ملعون! ابھی میری اماں بابا کے لاشے پہ ہے.......... میری اماں آجائے پھر قافلہ چلے گا..........

یہ حرام زادہ ہاتھ میں کوئی چیز لے کر ربابؑ کی طرف دوڑا.......... زینبؑ نے

روکے کہا......رباب! جلدی آ............

اب تصور کر سکتے ہو تو کرو......بی بیؑ کے ہاتھ بندھے ہوئے تھے......اسی عالم میں زانوؤں کے بل اُٹھنا چاہا......ابھی اُٹھ ہی رہی تھی کہ اللہ جانے شمر نے کیا ظلم کیا............دوبارہ بی بیؑ کا منہ حسینؑ کے قدموں پہ لگا............کندھے سے خون کا فوارہ نکلا............آسمان کی طرف دیکھ کر کہا......تیرا لاکھ احسان کہ دوسری دفعہ حسینؑ کے پاؤں چومنے کا موقعہ مل گیا..................

وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ

مجلس5

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورہ الم نشرح کا آغاز پیش نظر ہے میرے......

مگر اس سے پہلے جونقوی صاحب نے ترجمے میں آپ کو سنایا مَیں وہ حدیث معصومؑ کی زبانی عربی میں سنا دیتا ہوں......

اور یہ صرف معانی الاخبار میں ہی نہیں بلکہ شیخ صدوقؒ نے کتاب التوحید میں بھی اُسے لکھا ہے۔

فرمایا اَلْاَلِفُ آلَاءُ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ بِوِلَايَتِنَا، وَاللَّامُ لُزُوْمُهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ بِوِلَايَتِنَا، و الهاء هوانٌ لِّمَنْ خَلَفَ آلَ مُحَمَّدٍؐ.

الف سے آلاء ہے یعنی وہ نعمتیں جو اللہ نے مخلوق کو ہماری ولایت کی صورت میں عطا کی ہیں اور لام سے یہ مراد ہے کہ اس نے مخلوق پر (انسانوں پر نہیں) پوری مخلوق پر ہماری ولایت واجب نہیں......لازم کر دی............

کیونکہ واجب ساقط بھی ہو جاتا ہے......لازم ساقط نہیں ہوتا......

واجب ساقط بھی ہوتا ہے، قصر بھی ہوتا ہے لیکن لازم نہ قصر ہوتا ہے اور نہ ساقط ہوتا ہے......اور ھا سے مراد ہے کہ جو بھی آلِ محمدؐ کی مخالفت کرے اللہ اسے رُسوا کر دیتا ہے۔

سُوْرَۃُ الْاِنْشِرَاح بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَھِیَ ثَمَانِیْ اٰیَاتٍ
اَلَمْ نَشْرَحْ لَکَ صَدْرَکَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۙ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ۙ وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ؕ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ؕ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ وَاِلٰی رَبِّکَ فَارْغَبْ ۙ

کیا ہم نے آپ کا سینہ کھول نہیں دیا؟

شرح صدر اور ہوتا ہے، شقِ صدر اور ہوتا ہے ....

یہ نہیں فرمایا کہ کیا ہم نے آپؐ کا سینہ شق نہیں کیا ...... یہ نہیں ...... کیا ہم نے آپؐ کا سینہ کھول نہیں دیا؟

اچھا دیکھیں ...... جو میرا نوکر ہے وہ میری اجازت کے بغیر پانی نہیں پیتا ...... اُس کی یہ مجال ہے کہ وہ مجھے گریبان سے پکڑے ...... زمین پہ پٹخے ...... پھر لٹا دے ...... میرے سینے پر چڑھ جائے ...... اور میرا سینہ پھاڑ دے ...... (اللہ جانے تم یہاں ہو بھی یا نہیں؟!)

مَیں بات کہہ کر گزر گیا ....

جو جبرئیل میرے نبیؐ کی بیٹی کی نوکرانیوں سے جھڑکیاں کھاتا ہے ...... وہ نبیؐ کو لٹا کر سینہ پھاڑ رہا ہے ....؟! (نعرے)

جو بغیر اجازت اندر نہیں آتا ...... جو آیت پہنچانے سے پہلے کہتا ہے یاسید، یاطٰہٰ، یاعاقب، یاحاشر، یامالک! کئی کئی لقب گنتا ہے پھر آیت پہنچاتا ہے ...... وہ لٹائے گا رسولؐ کو ....؟!

شرحِ صدر اور شقِ صدر میں فرق پہچان! اگر شرح سینہ پھاڑنا ہے ...... مَیں

آیت پڑھتا ہوں، اس کا جواب دے ...... سورہ الزمر میں اللہ ارشاد فرما رہا ہے:

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّہٖ ؕ

فرمایا جس شخص کا سینہ اللہ اسلام کیلئے کھول دے اور وہ اپنے ربّ کی طرف سے نور پر ہو گیا وہ اُس شخص جیسا ہو سکتا ہے جو ایسا نہیں ہے۔

اب بتاؤ ...... اللہ اسلام سینے پھاڑ کر داخل کرتا ہے ....؟ یا اپنی چھاتی پھاڑو، یا رسولؐ کے متعلق یہ نہ کہو ....

اللہ تیرا سینہ پھاڑے بغیر تجھے اسلام دے سکتا ہے ...... اُس کا سینہ شق کئے بغیر نبوت نہیں دے سکتا .... (نعرے)

اسی طرح سورہ الانعام میں فرما رہا ہے:

فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ ۚ

اللہ جس شخص کی ہدایت کا ارادہ کرلے، اُس کا سینہ اسلام کیلئے کھول دیتا ہے۔

جی ...... پھاڑا نہیں، کھولا .... اور آگے سورہ کا مزاج بتا رہا ہے کہ بات احترام کی طرف جاری ہے ....

وَوَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ ۙ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ ۙ

ہم نے آپ کی پشت سے وہ بوجھ نہیں ہٹا لیا جو آپ کی کمر کو جھکائے دے رہا تھا

وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ ؕ

کیا ہم نے آپ کے ذکر کو رفعت عطا نہیں کی۔

پہلے توہین کی بات کرے پھر رفعت کی، یہ بات عقل میں آنے والی ہے ......؟!

اصل بات یہ تھی کہ رسولؐ سوچا کرتے تھے اُمت کے بارے میں، کیسے بخشی جائے گی؟ اللہ نے فرمایا گھبراتا کیوں ہے جب کائنات تیرے صدقے میں بنائی ہے مطمئن رہ، بخش دی............

بخشنے کے بعد یہ کہہ رہا ہے:

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿۱﴾

جو غم تیرے سینے کو تنگی پہ مائل کر رہا تھا کیا ہم نے تیرا سینہ کھول نہیں دیا اور میرے رسولؐ! گھبراتا کیوں ہے؟

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۵﴾

ہر مشکل کے سات یُسر موجود ہے۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ اس کے حروف تیرہ (۱۳) ہیں۔

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ اس کے حروف بارہ (۱۲) ہیں۔

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴿۵﴾ کے حروف چودہ (۱۴) ہیں۔

اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا اس کے حروف تیرہ (۱۳) ہیں۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ کیا ہم نے تیرا سینہ کھول نہیں دیا، اس کے تیرہ (۱۳) حروف ہیں یعنی تیرے سینے کو فراغ کرنے والے تیرہ ہیں۔

تو اُمت کے غم میں ہے کہ بخشی جائے گی..........مَیں نے تیرہ تیرہ (۱۳،۱۳) سفارشی رکھے ہوئے ہیں..............(نعرے)

علیؑ سے لے کر قائمؑ تک تیرہ (۱۳) تیرا سینہ کھولنے والے..........

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ کے حروف بارہ (۱۲)......

اے میرے حبیبؐ! غضنفر جیسا دو ٹکے کا بندہ تیرا ذکر کرے نہ کرے تیرا ذکر کرنے کیلئے بارہ امامؑ جو موجود ہیں..........(بلند ترین نعرے)

بشر تیرا ذکر کرے نہ کرے، اللہ کی بارہ زبانیں تیرا ذکر کرتی ہیں..........

کیا راز ہے؟ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

ہر مشکل کے ساتھ یُسر ہے......آگے اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا پہلی آیت کے حروف چودہ (۱۴)، دوسری کے تیرہ (۱۳)......یہی ہوتا ہے لطف قرآن سمجھنے اور پڑھنے کا، یعنی کچھ مشکلیں ایسی ہیں جن کے مشکل کشا تیرہ (۱۳) کچھ ایسی ہیں جن کے چودہ (۱۴) (نعرے)

فرق کیا ہے مَیں پھر پڑھتا ہوں دونوں آیتیں......

فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا
اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

سارے حرف ایک جیسے ہیں۔ ایک حرف ''ف'' زیادہ ہے یعنی چودہ میں کوئی ''ف'' والا شامل ہے..........(نعرے)

''ف'' کا حرف خلق ہی فاطمہؑ کے لئے ہوا..........

اللہ فرماتا ہے میرے حبیبؐ! گھبراتا کیوں ہے تیری اُمت کی مشکل کشائی کے لئے مَیں نے کیا کیا سامان کئے..........؟!

ایک اور سوال بھی تھا......اُسے بھی سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں......

اِقْرَاْ......پڑھانے آیا جبریلؑ، رسول کو......

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ......

جس کے بارے میں ہے

یَجْلِسُ قَعْدَةَ الْعَبْدِ

جیسے عبد بیٹھتا ہے......ایسے بیٹھا کرتا تھا رسولؐ کے سامنے......

اِقْرَاْ...... پڑھ...... پڑھانے آیا......

مَیں آیت پڑھتا ہوں، فیصلہ کیجئے............!

سورہ بنی اسرائیل میں ہے......

اللہ فرماتا ہے ہر بندے کو ہم نامہ اعمال دیں گے قیامت کے دن اور پھر کہیں گے:

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا

پڑھ اپنا نامۂ اعمال............(نعرۂ حیدری)

تو اُس دن سکول کھولے جائیں گے...... پڑھایا جائے گا؟ نہیں......اِقْرَاْ اِس لئے نہیں کہا جاتا کہ کوئی اَن پڑھ ہے............

اللہ نے تو آیت بھیج کے بتایا کہ مَیں نے تیرے نوکر کو پیامبر وحی بنا کر اِس لئے بھیجا کہ اُس کو عزت ملے ورنہ یہ کیا جانے حقیقتِ قرآن............؟!

اِقْرَاْ......تُو خود پڑھ...... بالکل ایسے ہی ہے جیسے تین دن کے بچے کو کعبے کی چھت کے نیچے رسولؐ نے اُٹھایا اور کہا یَاعَلِیُ اِقْرَاْ......اے علی! پڑھ............(نعرے)

ایک سو چودہ (۱۱۴) کتابیں پڑھ دیں......نازل ہونے سے پہلے قرآن پڑھ دیا......جو وزیر ہے محمدؐ کا اسے اِقْرَاْ......کہو تو وہ ایک سو چودہ (۱۱۴) کتابیں پڑھے......اور رسولؐ سے کہو تو وہ کہے مَیں پڑھا ہوا نہیں ہوں............!!

الزام ہے ہم پہ کہ ہم علیؑ کو نبیؐ سے بڑھاتے ہیں............اب تو دیکھ کہ ہم کہاں کھڑے ہیں......تو کہاں کھڑا ہے؟

میرا رسولؐ خود حقیقتِ قرآن ہے اور وہ علیؑ سے سُن ہی اس لئے رہا ہے کہ وہاں تو اکٹھے پڑھا کرتے تھے......مدتیں ہو گئیں تیرا لہجہ نہیں سُنا...... پڑھ............(نعرے)

علیؑ بادشاہ فرماتے ہیں کہ ہم آدمؑ کی صُلب سے عبدالمطلب تک، مَیں اور میرا سردار اکٹھے رہے...... پھر ہم الگ ہو گئے ...... مَیں صُلبِ ابوطالبؑ میں چلا گیا، وہ صُلبِ عبداللہ میں......میرا چچا عبداللہ اور میرا بابا ابوطالبؑ یہ کعبے کی دیوار کے سائے میں بیٹھتے تھے......وہ آپس میں باتیں کرتے تھے......

یَتَحَدَّثَانِ وَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ مِنْ ظُهُوْرِ آبَاءِ نَا

مَیں اور نبیؐ اپنے اپنے باپ کی صلب میں رہ کر باتیں کرتے تھے............

یاعلیؑ! بتا دیجئے......سارے خبردار ہیں تیرے...... باتیں کیا کرتے تھے

فرمایا......

اَنَا اَقْرَاُ الْقُرآنَ حِيْناً وَهُوَ يَسْمَعُ وَهُوَ يَقْرَاُ الْقُرآنَ حِيْناً وَّ اَنَا اَسْمَعُ.

کبھی مَیں قرآن پڑھتا وہ سُنتے، کبھی وہ قرآن پڑھتے مَیں سُنتا.................(نعرے)

وہ صلبوں میں ایک دوسرے کو سنا رہے ہیں......تُو کہتا ہے کہ وہ پڑھا ہوا نہیں ہے...........!

ایک اور بات......جی، جبریلؑ قرآن کو لاتا ہے تو رسولؐ کو پتا چلتا ہے ورنہ پتا نہیں چلتا......لاحول ولا قوة......

جبریلؑ کی تخلیق کے مشوروں سے پہلے میرا رسولؐ جانتا

ہے قرآن کیا ہے............

علمائے زمانہ کو غضنفر چیلنج کرنے لگا ہے......کیا، عقلِ رسولؐ کی دوسری تجلی کا نام

ہے قرآن..........(نعرے)

دوسری تجلی..........!

اسی لئے قرآن صامت کہلاتا ہے اور جو پہلی تجلی ہے وہ قرآن ناطق کہلاتا ہے

..........(دادو تحسین)

رسولؐ گھر میں ہیں، جبریلؑ آیا......اجازت مانگی، آجا......اندر گیا......رسولؐ

مصروف تھے......جبریل ادب سے سر جھکا کے کھڑا ہو گیا......کر کیا رہے تھے رسولؐ

..........؟

عمامہ باندھ رہے تھے......جبریلؑ کی نگاہیں میرے رسولؐ کے کعبہ رخسار کا

طواف کرنے لگیں......نقش بر دیوار ہو گیا..........اور زیر لب بڑبڑا رہا ہے......مَا اَحْسَنَ

الْعَمَامَۃُ......مَا اَحْسَنَ الْعَمَامَۃُ......کیا خوبصورت دستار باندھی جا رہی ہے..........!!

اسی واقعہ کو خدائے سخن میر انیسؒ نے بھی قلمبند کیا ہے:

بلاتشبیہ پیچ پھیرتے ہوئے رسولؐ نے کہا جبریل! جی سردار..........

وحی کہاں سے لیتے ہو......؟

عمامہ کھڑے باندھتے تھے شاہ سرفراز

جبریل سے فرمایا کہ اے مونس و دم ساز

جس پردہ قدرت سے تمہیں آتی ہے آواز

دیکھو تو ہٹا کر اُسے پوشیدہ ہے کیا راز

وہ بولا کہ کیا تاب پر و بال جلیں گے

شہ بولے ہم اِک مُو کے عوض پر تجھے دیں گے

یہ شب معراج نہیں ہے......وہ بھی تُو خود رُک گیا تھا......مَیں نے تو کہا تھا آ......

آ، اے میرے دوست! میرے رسولؐ کے اختیار سُن......جسے ہم سلطانِ مملکت

احدیت کہتے ہیں۔

جس پردۂ قدرت سے تمہیں آتی ہے آواز

دیکھو تو ہٹا کر اسے پوشیدہ ہے کیا راز

کیونکہ اللہ تو بدن رکھتا نہیں، تمہیں کیسے آواز آتی ہے؟ (نعرے)

منظر رکھنا ہے تصور کدے میں سجا کے......بلاتشبیہ رسولؐ عمامہ باندھ رہے ہیں

......ایک ہاتھ اِس پلو میں......ایک ہاتھ دوسرے پلو میں جو چھوڑا ہوا تھا..........

وہ بولا کہ کیا تاب پر و بال جلیں گے

جب اجازت مل گئی......جبریلؑ نے فوراً سوچا......بات تو ٹھیک ہے، اس کے

بچے کے گہوارے فرشتوں کو پردے دیتے ہیں..........

بچے خود نہیں اس کے گہوارے سے فرشتہ چھو جائے تو غیرتِ کردگار کی بجلی سے

جلے ہوئے پر پھر اُگ آتے ہیں..........!جب کہاناں......ایک بال کے بدلے پر

جبریل نے سنتے ہی نبیؐ سے یہ پیا پے

جنبش میں پلک کی کئے اطباق فلک طے

دیکھا تو وہاں جا کے نظر آئی عجب شئے

دیکھا تو یہ دیکھا جو وہاں تھا وہی یاں ہے

پردے میں خدا تو نہیں محبوبِ خدا ہے
عمامہ اُسی طرح کھڑا باندھ رہا ہے

ہاتھ بھی وہیں ہیں..........!!

دیکھا ......واپس آیا ......زمین پر بھی وہی منظر ....پاؤں پہ گر پڑا

......کہا مَیں درمیان میں کیوں ہوں؟

وہاں تو خود ہو..........

کہیں قُبہ ءتوحید میں دیکھتا ہوں تو تیرا چھوٹا بھائی نظر آتا ہے......کہیں پردۂ غیب میں تُو نظر آتا ہے..........

مَیں کیوں ہوں درمیان میں..........؟

کہا، وہ تو جبریل تجھے شرف دینا تھا اپنا نوکر بنا کر......ورنہ ہمیں حاجت نہیں..........

خطبہ غدیریہ میں امیر کائناتؑ (جب ظاہری حکومت تھی ناں علیؑ بادشاہ کی تو اٹھارہ (۱۸) ذوالحجہ جمعہ کے دن آ گئی......تو اُس دن جو دو خطبے خیبر شکن نے ملا کر پڑھے، اُسی خطبہ کا نام ہے خطبۂ غدیریہ......اور اُسے شیخ الطائفہ ابوجعفر طوسی رضوان اللہ علیہ نے مصباح المتہجد میں لکھا ہے)

پہلے توحید پر جو بولا، وہ علیؑ ہی بول سکتا تھا..........خدا کی قسم! جب یہ گھرانہ توحید پر بولتا ہے..........کہیں یہ محسوس ہی نہیں ہوتا کہ انہوں نے اللہ سُنا ہوا ہے ......لگتا یہی ہے کہیں ناں کہیں دیکھا ہوا ہے..........(دادوتحسین)

جب نبوت کی باری آئی......رسولؐ کی رسالت کی گواہی دے کے لسان اللہ نے فرمایا

استخلصه فی القدم علی سائر الامم علی علم منه انفرد عن التشا کل والتماثل من ابناء الجنس انتخبه آمراً و نا هیاً عنه اقامه فی سائر عالمه في الاداء مقامه اِذ لاتدرکه الابصار ولا تحویه خواطر الافکار و لاتمثله ....الظنون فی غوامض الاسرار لا اله الا اللّٰه الملک الجبار .

قِدم میں جب کوئی قدیم سے قدیم شئے بھی نہیں تھی، اُس قِدم میں چونکہ اللہ جانتا تھا کہ کون کیا ہوگا، تو اللہ نے قِدم میں محمدؐ کو اپنے لئے چُن لیا

چونکہ اللہ کو نگاہیں دیکھ نہیں سکتیں
فکریں اسے گھیر نہیں سکتیں
اسرار میں گمان اس کی تصویر بُن نہیں سکتے..........

چونکہ نہج البلاغہ میں علیؑ بادشاہ کا فرمان ہے

اِنَّ اللّٰهَ اِحْتَجَبَ عَنِ الْقَوْلِ كَمَا احْتَجَبَ عَنِ الْاَبْصَارِ .

اللہ جیسے نظروں سے چھپا ہوا ہے، ایسے عقلوں سے بھی چھپا ہوا ہے۔

تو یا علیؑ! اُسے پہچانتا کون ہے؟

فرمایا......جن سے عقل نکلی......

چونکہ اُسے کوئی دیکھ نہیں سکتا تھا......اُس نے مخلوق بھی بنانی تھی......اُسے نگاہیں دیکھ نہیں سکتی......فکریں سوچ نہیں سکتیں......گمان اُسے بُن نہیں سکتے......

پھر کیا کیا اُس نے؟

اُس نے کہا میرے حبیبؐ! مجھے تو کوئی دیکھ نہیں سکتا مخلوق مَیں بناؤں گا اُن کی حاجتیں ہوں گی...... تُو میری جگہ بیٹھ سکتا ہے...... (نعرے)

اللہ نے بٹھایا اُسے اپنے مقام پر.......... تُو بیٹھ جا میرے مقام پر...... میری مملکتِ احدیت ہے...... تُو اس کا سلطان بن جا...... رسولؐ نے کہا...... تُو نے نوازا مَیں نے سر جھکا کے مانا...... تُو نے خود کہا ہے کہ تُو سلطان ہے.......... بادشاہوں کے وزیر ہوتے ہیں، مَیں یہ کام اپنے وزیر سے کراؤں گا.......... (نعرے)

کیونکہ شہرِ نبوت کی رسم یہی ہے...... شہرِ رسالت کی رِیت یہی ہے..........

سلیمانؑ بن داوٗدؑ نے ملکہ بلقیس کا تخت خود نہیں منگوایا، وزیر سے کہا...... اُس کی جگہ پر بیٹھا ہے تیرا رسولؐ.......... اور کارکن بن کے کارِ کائنات چلا رہا ہے اُس کا وزیر علیؑ..........

اور یہی میدانِ قیامت میں ہوگا..........

عرش پہ بیٹھا ہوگا تیرا رسولؐ...... اور میدان میں اُس کا وزیر کھڑا ہو کے...... جہنم سے کہہ رہا ہوگا:

هٰذَا لِیْ وَهٰذَا لَکِ...... هٰذَا لِیْ وَهٰذَا لَکِ......

هٰذَا لِیْ وَهٰذَا لَکِ......

یہ تیرے لئے ہے، یہ میرے لئے ہے......

اب تو یقین آ گیا ہوگا کہ ہمیں رسالت آتی ہے...... اور خدا کی قسم! ہر ایک سے بڑھ کر آتی ہے کیونکہ ہر ایک نے رسالت مولوی سے پوچھی...... ہم نے مولاؑ سے پوچھی.......... (نعرے)

آپ کی محبت کو دیکھتے ہوئے ایک تحفہ دیتا ہوں.......... جملہ وہی ہے......

کہ رسولؐ کے اپنے ہم جنسوں میں بھی، نہ اُس کی کوئی مثل ہے، نہ اُس کا کوئی ہمشکل ہے..........

رسولؐ کے اپنے ہم جنسوں میں...... تیرے میرے میں نہیں......

کہنے والا اگر کوئی عالم ہوتا...... مَیں بات ٹال دیتا، عالم غیر معصوم ہوتا ہے، وہ بھول سکتا ہے...... کہنے والا علیؑ ہے..........

نہ اُس کی کوئی مثل.......... یہ تو آسان ہے......

چکر میں ڈالا ہے لفظ ہم شکل نے...... کہ اُس کا کوئی ہم شکل نہیں.......... اور مَیں سنتا ہوں...... علی اکبرؑ ہم شکل رسولؐ..........

آؤ...... اب کھولوں راز..........

رسولؐ نے دنیا چھوڑ دی......

حسینؑ روز نانا کے مزار پہ جاتا...... نانا! واپس آ.......... مَیں نہیں رہ سکتا...... مَیں نہیں رہ سکتا..........

بتیس (۳۲) برس گزرے، آوازِ قدرت آئی...... اے حقیقتِ محمدیہؐ! ایک دفعہ حسینؑ کے لئے پھر جا...... سنبھالو! اپنے آپ کو...... مجھے فقرہ کہنے دو..........

رسولؐ کہہ گئے تھے، ہم جاہل تھے، ہم سمجھ نہ سکے وہ تو کہہ گئے......

اَلْحُسَیْنُ مِنِّیْ وَ اَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ. (بلند ترین نعرے)

تمہارے تصور سے بھی پہلے مجلس تمام کرنے لگا ہوں مَیں...... بس یہ سوچ لینا اگلے سال وہی روئے گا جو ہوگا......

مَیں نے پہلی مجلس میں ہی مولا حسنؑ کی شہادت کے جملے کہہ دیئے تھے...... لیکن

بچوں نے بتایا کہ آج تابوت ہے.....تو اس کے حوالے سے بس دو فقرے کہنے لگا ہوں زیادہ نہیں............

اور اس یقین کے ساتھ کہ جس نے جنازے سے تیر چُنے وہ پردے میں موجود ہے............(اللہ اکبر) .... (گریہ بلند ہوا)

تصور میں لاؤ.....زہر مل چکا ہے حسنؑ کو............ادھر زہر مِلا .....جگر کے ٹکڑے باہر آنے پہ تیار ہوئے.....حسنؑ نے کہا کوئی میری زینبؑ کو بلائے............اپنے گھر علیؑ کی بیٹی تڑپ کر کھڑی ہوگئی.....فضہ میرے حسنؑ کو کچھ ہوگیا............فضہ میرا دل کہہ رہا ہے............!

دوڑی علیؑ کی بیٹی .....حسنؑ نے پوری طاقت سے دبایا ہوا ہے سینے کو.....کہ زینبؑ کے آنے سے پہلے ٹکڑے باہر نہ گریں..... پڑھنے والے تو یہ بتا دیتے ہیں کہ بی بیؑ نے طشت میں ٹکڑے سنبھالے............یہ ٹھیک ہے.....مَیں تردید نہیں کرتا.....طشت میں سنبھالے ضرور، لیکن بعد میں .....حسنؑ نے دبایا ہوا ہے سینے کو.....جیسے ہی زینبؑ نے دروازے پہ قدم رکھا.....ضبط ٹوٹ گیا.....خون کی پہلی اُلٹی آئی............اب تھال اُٹھانے کا وقت نہیں تھا............زینبؑ نے دوڑ کے ہاتھوں کا پیالہ بنایا............

حسنؑ کا خون چہرے پہ ملا.....بالوں پہ ملا.....کہا، جا کے اماں کو دکھاؤں گی ....تیرے بعد حسنؑ کا یہ حال ہوا............(ماتم حسینؑ)

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ

مجلس 6

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یہ کلیہ ہے، اصول ہے کہ!

حَقِيْقَةُ الشَّيْءِ بِصُوْرَتِهٖ لَا بِمَادَتِهٖ

ہر شئے کی حقیقت اس اس کی صورت سے ہوتی ہے مادے سے نہیں ۔ انسان اِس وجہ سے انسان نہیں کہ اُس کا مادہ خاک ہے۔ انسان اِس وجہ سے انسان ہے کہ اُس کی صورت انسانی ہے ۔ چونکہ انسان کی صورت انسانی ہے اِس لئے اشرف المخلوقات ہے۔ ورنہ تو کروڑوں حشرات الارض پیدا ہی خاک سے ہوتے ہیں ۔ انسان میں تو چوتھائی عنصر خاک ہے ناں......(آگ، پانی، ہوا اور مٹی) کتنے ہی ایسے کیڑے مکوڑے ہیں جو برسات میں مٹی سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ ان کی صورت حشراتی ہے اس لئے وہ کیڑے ہیں۔

(تو پھر فیصلہ کیا ہوا؟)

حَقِيْقَةُ الشَّيْءِ بِصُوْرَتِهٖ لَا بِمَادَتِهٖ

کسی بھی شئے کی حقیقت اس کی صورت بتاتی ہے مادہ نہیں ۔ اور جس کی حقیقت بیان کرنے پر تم مجبور کر رہے ہو نہ اُس کے مادہ کی خبر نہ صورت کا پتا...... (نعرے)

مادہ کا پتا یوں نہیں کہ جب یہ تھا مادہ نہیں تھا، بلکہ عنصر نہیں تھا، جوہر نہیں تھا، عرض نہیں تھی، طبیعت نہیں تھی، طینت نہیں تھی، جبلّت نہیں تھی، تھی بھی نہیں تھی

كَانَ اِذْ لَا كَانَ

وہ تھا جب تھا نہیں تھا...... تو اُس کا مادہ کون بتائے؟

اور رہ گئی بات صورت کی...... تو جو خود کہے۔ تیرا نبیؐ کہہ رہا ہے سوائے علیؑ کے مجھے میری اصلی صورت پہ کسی نے دیکھا ہی نہیں ہے...... (داد و تحسین)

تو جس کی صورت سوائے علیؑ کے کسی نے دیکھی ہی نہیں تو اِس سے ثابت ہوا کہ نبیؐ کو حقیقی صورت میں دیکھنے کیلئے علیؑ ہونا ضروری ہے...... (نعرے)

اِس لئے میں ڈنکے کی چوٹ پر کہہ سکتا ہوں کہ میرے نبیؐ کو حقیقی صورت میں آدمؑ نے بھی نہیں دیکھا۔

میرے پاس دلیل وہ ہے کہ کائنات کا علم مجسم ہو کر میرے سامنے آجائے تو میرے دعوے کی ردّ پیش نہیں کر سکتا۔

آدمؑ نے حقیقی صورت پہ دیکھا ہوتا تو کبھی یہ سوچنے کی جرأت ہی نہ کرتا کہ مَیں اُن جیسا ہوتا......

نہیں دیکھا تو یہ جسارت پیدا ہوئی...... (تاریکی میں دیکھا) جیسا کہ مولانا رومی نے اپنی مثنوی میں لمبا چوڑا واقعہ لکھا ہے جو میں سارا دُہرانا نہیں چاہتا......

فیل اندر خانہ تاریک بود

ایک تاریک مکان میں ایک ہاتھی بندھا ہوا تھا۔ روشنی تھی ہی نہیں۔ لوگ گئے، کسی کا ہاتھ ٹانگ پہ پڑا، باہر نکلا تو لوگوں نے پوچھا ہاتھی کیسا ہوتا ہے؟ اس نے جواب دیا کھمبے جیسا ہوتا ہے۔ کسی کا ہاتھ کان پہ گیا، اس نے کہا پنکھے جیسا ہوتا ہے۔ یعنی جس رُخ پہ ہاتھ گیا وہی اُس نے ہاتھی سمجھا۔

اور ساتھ میں لکھتے ہیں کہ ایک کسان کا بیل گم ہو گیا۔ ڈھونڈتے ڈھونڈتے جنگل

میں نکل آیا۔ رات ہو گئی...... بادل چھا گئے، بارش برسنے لگی۔ ایک رات...... پھر بادل...... ہلکی سی بجلی چمکی تو ایک شیر بارش سے بچنے کے لئے جھاڑی کے نیچے کھڑا تھا۔ کسان نے دُور سے عکس دیکھا اور سمجھا کہ میرا بیل کھڑا ہے۔ آ کے شیر پہ ہاتھ پھیرنے لگا اور کہنے لگا سارا دن تیری تلاش کرتے کرتے تھک گیا۔ خود بھی بھوکا رہا مجھے بھی بھوکا مارا...... اب شیر دل میں کہہ رہا ہے ذرا روشنی ہونے دے پھر میں پوچھوں گا کہ تو کرتا کیا ہے......؟

اس واقعے کے بعد مثنوی میں جو مصرعہ ہے اُسے آپ نے دل پہ لکھ لیا تو جدھر میں جانا چاہتا ہوں وہ سفر آسان ہو جائے گا۔ وہ لکھتے ہیں کہ اگر کسان کو یہ پتا ہوتا کہ یہ شیر ہے تو قریب جانے سے پہلے دو دفعہ کلیجہ ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جاتا۔ فرماتے ہیں

او دنیا کے جاہل

توبہ تاریکی علی را دیدہ ای

تو نے بھی علیؑ کو تاریکی میں دیکھا ہے ...... (نعرے)

تو نہ علیؑ ہونا ممکن کسی کے لئے۔ اور جب علیؑ ہونا ممکن ہی نہیں تو پھر نبیؐ دیکھنا ممکن نہیں۔

اِسی لئے رسولؐ کی حدیث ہے اور تہتر (۷۳) فرقوں کے علماء نے اپنی کتابوں میں لکھی

مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَآ الْحَقَّ

اے میرے صحابیو! جس نے مجھ محمدؐ کو دیکھا اُس نے اللہ کو دیکھا۔

گویا تیرے نبیؐ کی صورت اللہ کی صورت ہے۔ اللہ بدن نہیں رکھتا۔ اور جب اللہ نے دوستو اُسے بنایا تھا نہ عالمِ بدن تھا، نہ عالمِ اجسام تھا، نہ عالمِ انفاس تھا اور نہ عالمِ

ارواح تھا......

شئے تو کوئی تھی نہیں بے بدن نے اپنی صورت پہ بنایا۔اسی وجہ سے چونکہ یہ بدن اس کا ہے، دیکھ بھی وہی سکے گا جو اسی کا بدن ہو......(العظمۃ للہ)

اسی لئے فرماتے ہیں کہ مجھے حقیقی صورت پہ سوائے علی کے کسی نے نہیں دیکھا۔

سورہ الاعراف میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہا ہے میرے رسول سے:

تَرٰىهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ وَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ۝

میرے حبیبؐ! یہ جو تیری محفل میں بیٹھے ہیں اِن کی نظریں تیری طرف ضرور ہیں ، تجھے دیکھ نہیں رہے۔

جو محفل میں بیٹھنے والے دیکھ نہیں رہے۔چودہ صدیوں کے بعد جنہوں نے اپنے آپ کو نہیں دیکھا وہ نبیؐ کو کیسے دیکھیں گے......؟(نعرے)

اَب ایسا ہے کہ مَیں کچھ آدمی روانہ کرتا ہوں آپ کی طرف......آپ نے نہ مجھے دیکھا، نہ سُنا، بس نام سُن رکھا ہے کوئی غفنفر ہے۔میں نے کچھ بندے چُنے اور اپنی دانست میں عالم چُنے، جاؤ فلاں علاقے میں میری پہچان کراؤ۔انہیں اپنا اتنا تعارف کروا دو کہ جب میں جاؤں ....(نعرے) انہیں مجھے پہچاننے میں کوئی دقت نہ ہو۔اِن میں سے کچھ ایسے ہوں گے جو دُور سے دیکھ کر کہہ دیں اسے غفنفر ہونا چاہیے۔کچھ مجھ سے گفتگو کے بعد سمجھ جائیں گے کہ یہ غفنفر ہے کچھ میرا علم سُننے کے بعد......

اب وہ بندے آگئے۔ہم ایک عالم کا تعارف کرانے آئے ہیں جو فلاں فلاں علم جانتا ہے۔

اور کسی نے پوچھ لیا وہ علم معانی کتنا جانتا ہے؟ وہ کہیں وہ علم کیا ہوتا ہے؟ اچھا

آپ کو پتا نہیں علم معانی کا؟ جی نہیں۔تو جو جانتا ہے اُس کے علم معانی کا تعارف کیا کرائے گا تو؟

اچھا جی۔آپ بتائیں وہ علم بدیع کتنا جانتا ہے؟ وہ کہے وہ تو میں خود بھی نہیں جانتا ۔پھر تو تعارف کرانے کیوں نکل پڑا؟

تیسرے سے آپ میں سے کسی نے پوچھا وہ علم کلام کتنا جانتا ہے؟ وہ کہے پوچھ کے آؤں ...... ؟

یعنی کسی کو میری کسی صفت کا پتا نہیں تھا۔کسی کو کسی کا نہیں۔اب طریقے دو ہیں یا تو میں خود آؤں یا ایسا پڑھا کے بھیجوں کہ جو میرے اندر ہے۔وہ میں سارے کا سارا اُس کے اندر مُندمل کر دوں۔پھر وہ آ کر کہے اب میں آیا ہوں۔اتنا ہی علم ہے غفنفر کے سینہ میں جتنا میرے اندر، وہ اتنا با کمال عالم ہے کہ علم صرف اپنے اندر دبا کے نہیں رکھا ہوا، اُس نے تو میرے ساتھ تصدیق کے لئے ایک اور بندہ بھیج دیا ہے۔اُس کے جس علم کے بارے میں سوال کرنا ہو مجھ سے کہنے کی ضرورت ہی نہیں، تم پوچھتے جاؤ یہ میرے ساتھ والا بتاتا جائے گا۔(سمجھ میں آرہی ہے بات یا نہیں......؟)

آدمؑ سے عیسیٰؑ تک اللہ کی حُجتیں ......سب قابلِ احترام ......سارے معصوم ......لیکن اللہ کے تعارف مَیں اُسی طرح ناکام جس طرح وہ میرے بھیجے ہوئے......ظاہر وباطن کے چکر سے باہر نہیں نکل سکے آدمؑ سے عیسیٰؑ تک۔

کسی نے اُسے ظاہر سمجھایا، پوچھا گیا وہ کیسا باطن ہے تو پھر چپ......کسی نے اُسے باطن کہا، ظاہر کیسا ہے پوچھا گیا تو پھر خاموش......

بس وہ نور بالذات ہے بھئی کیسا؟ کسی نے پانی میں غوطہ لگا لگا کے ڈھونڈنا چاہا نہ

مِلا...... کسی نے پہاڑ پر چڑھ کر جھانکنا چاہا نہ مِلا...... عیسیٰ آسمان چہارم پر چڑھ گیا نہ مِلا......
اللہ نے کہا میرے حبیبؐ! اِن کے بس کا روگ ہی نہیں، یہ میرا تعارف کیا کرائیں گے...... بس ایک تُو ہی تو ایسا ہے...... تُو ظاہر ہے میرا، مَیں باطن ہوں تیرا...... تو باطن ہے میرا...... مَیں ظاہر ہوں تیرا...... (داد و تحسین)

یہی مطلب ہے اس حدیث کا

لَنَا مَعَ اللّٰهِ حَالَاتٌ اِذْ نَحْنُ هُوَ وَهُوَ نَحْنُ وَمَعَ كُلُّ ذٰلِكَ نَحْنُ نَحْنُ وَهُوَ هُوَ ......

ہمارے اللہ کے ساتھ کچھ ایسے حالات ہیں جب وہ ہم ہوتا ہے ہم وہ ہوتے ہیں۔

اللہ سے مَیں نے پوچھا تھا تنہائی کے لمحوں میں...... کہ پالنے والے تیرا حبیبؐ طبیعت سے تو بالا ہے لیکن ہم انسان ہیں، ہمارا علم محدود ہے، ہم لفظوں کے سہارے کے بغیر سمجھ ہی نہیں سکتے۔ تو نے خود اپنا آپ لفظوں سے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ تو ہم اگر اسے (تیرے حبیبؐ کو) طبیعت، جبلت کے کسی پیرائے میں ڈھالنا چاہیں تو کیا کریں؟

فرمایا یہ اور اِس کے خاندان کے باقی جو تیرہ (۱۳) محمد ہیں اگر تم انہیں طبیعت میں لانا چاہتے ہی ہو تو یہ کہا کرو

کہ یہ کبریائی کا مزاج ہیں۔

میرا مزاج نہ ہوتے تو قاتل کو شربت پلاتے......؟

میرا مزاج نہ ہوتے تو اپنی زمین کا رزق دشمن کو کھانے دیتے......؟

کبھی تُو میرا باطن مَیں تیرا ظاہر، کبھی مَیں تیرا ظاہر تُو میرا باطن......

تیرے گئے بغیر، تیرے جائے بِنا، کام نہیں ہونے کا (آدمؑ و عیسیٰؑ کے بس کا روگ

نہیں) بس مَیں اُن پہ اتنا راضی ہوں کہ یہ تیرے اشتہار لگا کر آئیں، تیرے نام کے نقارے بجا کر آئیں۔

یہ ہر اُمت کو بتاتے آئیں کہ تو ''آنے'' والا ہے......

چلو انہوں نے تیرے لئے تھوڑی سی زمین ہموار کر دی، اُن کی اتنی ہی محنت قبول ہے۔ اب تُو جا، کیونکہ تیرے پاس وہ سارا ہے جو میرے پاس ہے۔ ایک چیز تیرے پاس ایسی ہے جو میرے پاس نہیں (پریشان ہو گئے) میرے حبیبؐ میں نظر نہیں آتا تو آتا ہے...... (نعرے)

اے میرے حبیبؐ جا، تُو نظر آتا ہے مَیں نظر نہیں آتا...... میری پہچان تُو نے کرانی ہے۔ بس جا کے بندوں کو بتا...... دیکھ مجھے دیکھ......

مَنْ رَآنِیْ فَقَدْ رَآ الْحَقَّ

جس نے مجھے دیکھا اُس نے اللہ کو دیکھا۔

میرا بدن ہٹا لو تو ''وہ'' مَیں ہوں۔ اُس کو بدن دے دو تو وہ ''مَیں'' ہے......... (نعرے)

اور میرے حبیبؐ! تجھے اکیلا نہیں بھیج رہا۔ اپنے بدن کا ایک اور پیکر تیری تائید کیلئے بھیج رہا ہوں۔ تو کہتا جائے گا وہ خالق ہے، وہ رازق ہے، وہ مُحی ہے، وہ ممیت ہے۔ بشر پوچھتے جائیں گے وہ کیسے خلق کرتا ہے؟ وہ کیسے رزق دیتا ہے؟ وہ کیسے زندہ کرتا ہے؟ وہ کیسے موت دیتا ہے؟

علی ٹھوکر مار کے کہتا جائے گا جیسے میں جلا رہا ہوں......... (فلک شگاف نعرے)

انسانیت سوال کرتی جائے گی......

وہ کیسے خلق کرتا ہے؟ یہ جو تیرا مؤید تائید کرنے والا ساتھ جا رہا ہے، یہ کہے گا

جیسے مَیں۔

وہ کیسے رزق بانٹتا ہے؟ یہ اُنگلی گھما کے کہے گا جیسے مَیں۔
لوگ پوچھیں گے کیسے مُردے زندہ کرتا ہے وہ؟
یہ ٹھوکر لگا کے کہے گا جیسے مَیں۔
اور چونکہ مَیں نے اسے اپنا بدن بنایا ہے

وَجْہُ اللّٰہ ...... عَیْنُ اللّٰہ ...... لِسَانُ اللّٰہ ...... اُذُنُ اللّٰہ ...... یَدُاللّٰہ ...... نَفْسُ اللّٰہ

اورتم سارے مزاج ہی میرا ہو۔ اِس سے آگے اُس کی مرضی یہ کام خود کرتا رہے یا بچوں سے کرالے......

کبھی تقدیر سے کھیلنے کو جی چاہے تو تقدیر کے گھوڑے کی باگ نوکروں کو پکڑا دے......

چونکہ میں جو عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کی مسند اقتدار کا مالک ہوں اور یہ میرا بدن ہے، تو میرا مزاج ہے۔ جیسا میں چاہتا ہوں ویسا ہوگا یہ میرا مزاج ہے۔ کبھی جبریل سے کہتا ہوں جا تختہ اُلٹ، کبھی مچھر سے کہتا ہوں جا ناک میں گھُس جا......تو تم لوگ بھی میرا ہی مزاج ہوناں......

چاہو تو میرے نظام تقدیر و تدبیر و تکوین پہ خود حکمرانی کرو، چاہو تو کبھی بلالؓ سے کہہ دو آج رات تیری............

اور دیکھ میرے حبیبؐ! یہ جو جا رہا ہے ناں تائید کرنے والا، یہ تیرا بھی لاڈلا ہے میرا بھی لاڈلا ہے۔ اِس کے ساتھ حساب نہ کبھی میں نے کیا اور نہ کبھی تم کرنا......

دیکھ مَیں نے حساب نہیں رکھا تو اپنا گھر اِسے دے دیا، بلالؓ کے لئے اگر ایک رات ہے سورج پہ حکومت کرنا تو اِس کی مرضی یہ بہلول کو ایک رات دے یا ساری حیات

دے.........(نعرے)

تم جاؤ......تمہارے جائے بغیر کچھ نہیں ہوگا۔
ٹھیک ہے میرے اللہ......گو تو نے مجھے اِس کام کیلئے بنایا نہیں تھا۔
بھئی......دیکھو......میں یہاں آیا ہوں ''حقیقتِ محمدیہ'' بتانے......آپ کہیں شادی ہو رہی ہے نکاح پڑھا دیں......میں پڑھا دوں تو میری مہربانی سمجھو، مَیں یہاں نکاح پڑھانے نہیں آیا، منبر سجانے آیا ہوں۔

میرے مالک تو نے مجھے اس لئے نہیں بنایا کہ مَیں لوگوں میں تبلیغ کرتا پھِروں، تقریریں کرتا پھروں......تو نے مجھے بنایا تھا اپنی کبریائی کی تنہائی سجانے کیلئے ......

تو نے مجھے اپنی وحدت کا خلوت کدہ آباد کرنے کیلئے بنایا تھا، پالنے والے تجھ بے دل کے دل نے چاہا کوئی مجھ سے بولے، تو نے مجھ بے بدن کو تراشا......

تو بے دل تھا، میں بے بدن تھا، بس ہم نے آپس میں تجارت کرلی، میں تیرا دل ہوگیا، تو میرا بدن ہوگیا.........(نعرے)

کیا خوش نصیب بندہ ہے یہ اپنے خالق کا دل بنا۔ کیونکہ بدن سے دل بڑا، عبد سے معبود بڑا...... بندہ دل بنا معبود کا، تجھے کیا مجبوری ہے تو بدن بنا عبد کا ....
(اللہ اکبر)

جاگنا...... پالنے والے، تو تو خالق ہے، تجھے کیا پڑی ہے آخر تو اس کا بھی تو خالق ہے، تو اس کا بھی تو مالک ہے، تو اس کا بھی تو اللہ ہے، اس کا بدن بننے کی کیا ضرورت تھی......؟

کہا میں چھپی ہوئی شئے ہوں۔ مجھے ہر وقت اپنے چھپنے کیلئے کوئی اوٹ چاہیے

۔جب کچھ نہیں ہوتا چادر بنا تا ہوں اس کی بیٹی کو......(اللہ اکبر)

نہیں نہیں نہیں ......فقرے کا لُطف تب آئے گا...... پہلے میں ایک چھوٹی سی یاددہانی بھی کرادوں اور ایک قول معصوم

سورہ رحمٰن میں ارشاد ہوا:

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾

میں ربّ ہوں دو مشرق کا اور میں ربّ ہوں دو مغرب کا۔

اگر بات صرف اتنی ہوتی تو عقل شاید چونکتی بھی ناں......سوچتی بھی ناں......

اور پھر وہ جو غرور کیا:

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾

پھر تم دونوں میری کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے۔

یہاں پر بشریت چونکی۔قرآن کے وارثِ ششم کے پاس پہنچا عبداللہ بن سنان......

مولا! اللہ بڑے فخر سے کہہ رہا ہے میں دو مشرق کا ربّ ہوں اور میں دو مغرب کا ،یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ آفاق کی بات نہیں، اُفق کا ذکر نہیں۔مالک اتنا تو میں نے بھی سوچا کہ یقیناً یہ آفاق کی بات نہیں ہوگی ورنہ اِتراتا کیوں......؟ (داد و تحسین)

اللہ آفاق کیلئے تو کہہ نہیں رہا کہ میری کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے یقیناً یہ آفاق سے اونچی بات ہے،فرمایا ہاں عبداللہ بن سنان ایسا ہی ہے۔

اَلْمَشْرِقَيْنِ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ اَمِيْرُالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَغْرِبَيْنِ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ

فرمایا دو مشرق رسولِ خدا اور خیبر شکن، یہ ہیں دو مشرق اور مغرب ہیں حسنؑ و حسینؑ۔

کیا مطلب؟ مشرق وہ جگہ ہے جہاں سے سورج نکلتا ہے،مغرب وہ جگہ جہاں سورج ڈوبتا ہے۔

تو اللہ کہہ رہا ہے میری توحید کا سورج محمدؐ میں سے ظاہر ہوتا ہے حسنؑ میں ڈوب جاتا ہے،علیؑ سے ظاہر ہوتا ہے حسینؑ میں ڈوب جاتا ہے۔مَیں نے اِن سے سودا یہی کیا ہے کہ تم سارے میرے مشرق و مغرب بن جاؤ۔کسی میں مَیں ڈوبوں گا کسی سے اُبھروں گا،تم مجھے اپنی سرحدِ بدن میں اٹھکیلیاں کرنے دو،میری تقدیر،میری مشیّت کو کھلونا بناؤ،خود کھیلو یا بچے کھیلیں..........(فلک شگاف نعرے)

جب کچھ نہیں تھا تو میری کبریائی کی رِدا وہ صاحبِ رِدا تھی کہ جو زمین پر اُتر کر بھی اتنی باکمال ہے کہ شوہر بھی اس کی رِدا کے نیچے پناہ لیتا ہے......بابا بھی اس کی رِدا کے نیچے.......... (نعرہ حیدری......یا علیؑ......)

کتنی باکمال ہے وہ بی بیؑ ......کہ چلو بچے تو پناہ میں آئیں،شوہر بھی اُسی کی پناہ کے نیچے،بابا بھی اُسی کی پناہ کے نیچے......

مَیں نے بنائی ہے یہ حدیث کساء......مَیں نے کہا تھا تیرے رسول سے کہ بیٹی کے دروازے پہ جا کے کہہ

اِنِّیْ اَجِدُ فِیْ بَدَنِیْ ضُعْفاً

مَیں اپنے بدن میں ضعف پاتا ہوں

اِیْتِنِیْ بِالْکِسَاءِ الْیَمَانِیْ فَغَطِّیْنِیْ

مجھے اپنی چادر اوڑھا دے۔

یارسول اللہ، یا تو کوئی بے گھر ہو جس کا کوئی نہیں۔پھر تو بات سمجھ میں آتی ہے۔

خیر سے آپ نو، نو بیویوں کے شوہر ہیں، ازواج مطہرات کے حجروں میں کیوں نہیں گئے ......؟

فرمایا...... تمہیں تو سمجھانے آیا ہوں کہ بیماری میں، مَیں کس سے شفا مانگتا ہوں ....(دادو تحسین)

اور یہ تجربے کی بات ہے کہ پاکستان سے باہر بیٹھے بیٹھے جب گھر یاد آتا ہے۔ اجنبی ملک، اجنبی لوگ، کس سے حال دل کہیں؟ میرے ساتھ تو اکثر ایسے ہوا ہے کہ اور کچھ نہ ملا تو بریف کیس سے پاسپورٹ نکال کے اپنی ہی تصویر دیکھنے لگ جاتا ہوں۔

یعنی جہاں کوئی ہم مزاج نہ ملے اپنی ہی تصویر بندے کو بہلاتی ہے (سمجھ میں آئی میری بات) کیا ہے تجربہ تو میری تائید کرو۔ شبِ معراج کا راز کھلا کہ نہیں؟ کہ جو افضل وحاکم ہے وہ باہر کیوں تھا؟ جو چھوٹے درجے والا ہے وہ اندر کیوں تھا؟ کیونکہ جو اندر تھا اُس کی اپنی تصویر تھا۔

اور بھری پڑی ہیں کتابیں دیکھ لینا...... تیرے نبیؐ نے کہا
فاطمہؑ میری تصویر ہے۔
یعنی بتولؑ وہ ہستی ہے جو رسولؐ کی حقیقی تصویر کو ظاہر کرتی ہے۔ اسی لئے تو رسولؐ نے فرمایا تھا:

مَا رَآنِیْ عَلٰی صُوْرَةِ الَّتِیْ خُلِقْتُ غَیْرُ عَلِیٍّ.

جس صورت پہ اللہ نے مجھے خلق کیا، اُسے سوائے علیؑ کے کسی نے دیکھا ہی نہیں۔
سیدہؑ تصویر ہے رسولؐ کی اور فرماتے ہیں سوائے علیؑ کے کسی نے نہیں دیکھا۔
اللہ نے رسولؐ کو الگ کر دیا، تصویر کو الگ کر دیا۔

حَقِیْقَةُ الشَّیْءِ بِصُوْرَتِهٖ لَا بِمَادَتِهٖ.

کسی شئے کی حقیقت اس کی صورت ہوتی ہے مادہ نہیں ہوتی۔
نہ کوئی بتولؑ کو دیکھ سکے نہ محمدؐ کو جان سکے...... (نعرے)
اس لئے ایک وہ ہے جو اس تصویر کا حاکم ہے، علیؑ حاکم ہے اُس تصویر کا۔
اللہ (جَاعِل) بنانے والا ہے اُس تصویر کا اس لئے تو فرماتے ہیں مجھ محمدؐ کو کوئی نہیں جانتا سوائے علیؑ کے، ایک تصویر کا خالق، ایک تصویر کا مالک نہ علیؑ بن سکے کوئی، نہ جلی ہو سکے کوئی نہ رسولؐ کی پہچان ہو......

اور جن کو پہچانا نہ جا سکے دوستو! بے اختیار اُن کے آگے جھک جانا چاہے......
خدا کا سجدہ اِسی لیے تو ہے ہم تمہیں پہچان تو نہیں سکتے، تجھے جھک تو سکتے ہیں۔
اِسی لیے تو آدھی نماز بانٹ کے اللہ نے اپنے رسولؐ کو دے دی ہے۔ پوری نماز میں دیکھ لو بسم اللہ سے لے کر تشہد کے آخری فقرے تک، آدھا حصہ دے دیا اپنے حبیبؐ کو، ہر رُکن میں شامل کر دیا۔
جس میں اپنی تسبیح رکھی، اُس پہ درود رکھا۔
سلام میں پہلا سلام اُس پہ رکھا۔
جس کی دہلیز پہ جھکنا فرض تھا، کتنی بڑی گستاخی ہے کہ پھر کہا جائے مَیں اُس جیسا یا وہ مجھ جیسا...... یہ حقیقت سے بغاوت ہے......

(درود پڑھ لو باآواز بلند)

یہ بھی طے ہے کہ بے دل جس کو اپنے دل میں بساتا ہے۔ اُس کے دل میں بھی کروڑوں آنسو چھپے ہیں حسینؑ کی خاطر......

یہ کائنات میں واحد مظلوم ہے حسینؑ......

ہر مظلوم پہ رونا شروع ہوتا ہے اس کے مرنے کے بعد......لیکن بتول کا لاڈلا ایسا مظلوم ہے......

دنیا میں آیا نہیں ،کبھی نانا رویا......کبھی ماں روئی ......بتولؑ وضو کررہی ہیں اچانک نعرہ غم بلند ہوا غش کھا کے بی بی زمین پہ گریں......جناب فضہؑ دوڑی دوڑی محفل سرکار میں گئیں۔سرکار......بیٹی کی خبر لیجئے......

فضہ کیا ہوا......؟

وضو کرتے کرتے ہائے کی اور گر پڑیں......

میرے پاس لفظ نہیں کہ بتاؤں کہ کس تیزی سے رسولؐ پہنچے۔آئے......بلاتشبیہ سرِ پاک اُٹھایا، زانوئے اقدس پہ رکھا، دامن کی ہوا دی......

بی بیؑ نے آنکھ کھولی......

اے بابا کی آنکھ کی ٹھنڈک!......کیا ہوا......؟

بابا کے گلے میں بانہیں ڈال کے کہا ......بابا ......حسنؑ بھی تو دنیا میں آیا تھا......مجھے ایک دن بھی رونا نہیں پڑا۔

لیکن اب جو امانت ہے......جس کا نام حسینؑ رکھا ہوا ہے......بابا......یہ قدم قدم رُلاتا ہے۔

بتولؑ!......کیا ہوا......؟

بابا......آج مَیں نے وضو کرنے کیلئے پانی منگوایا......

مَیں نے ہاتھوں پہ پانی ڈالا ......تو میرے دُرجِ عصمت سے آواز آئی ،اماں

!......مَیں تیرا پیاسا بیٹا ہوں......

بابا......خود فیصلہ کیجئے میرا ماں کا دل ......کس طرح مَیں نے برداشت کیا ہوگا......کرلیا، وضو کرنے لگی، پھر آواز آئی

اماں......مَیں تیرا بے کفن بیٹا ہوں......

بابا......کلیجہ پھٹ گیا......مَیں نے پھر وضو جاری رکھا......

مَیں نے منہ پر پانی ڈالا ،اُس نے ایک ایسا لفظ کہا میرے ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے......

آواز آئی ......اماں ......مَیں تیرا وہ پامال ہونے والا بیٹا ہوں کہ جس کی لاش پہ آ کر بہن کو پوچھنا پڑے گا کہ میرا حسینؑ کہاں ہے...... ؟

میرے حسینؑ کی سجدہ گاہ یہاں تھی ،نظر کیوں نہیں آ رہا............؟

وَسَيَعۡلَمُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَىَّ مُنۡقَلَبٍ يَّنۡقَلِبُوۡنَ

مجلس 7

مجلس 7

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورہ بنی اسرائیل سے ایک شہرہ آفاق آیت پیشِ نظر ہے میرے......

وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾

میرے حبیبؐ! مَیں تجھے راتوں کی عبادت سے روکتا رہا تو کرنا چاہتا تھا عبادت...... مَیں تجھے روکتا رہا

یٰۤاَیُّہَا الۡمُزَّمِّلُ ۙ﴿۱﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۙ﴿۲﴾ نِّصۡفَہٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡہُ قَلِیۡلًا ۙ﴿۳﴾

اے (میرے) چادر لپیٹنے والے (رسولؐ) رات کو (نماز کے واسطے) کھڑے رہو مگر (پوری رات نہیں) تھوڑی رات، آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کر دو۔

آج کہہ رہا ہوں زیادہ کر......

یہ ذہن میں رہے مکّہ میں رسولؐ چاہتا ہے زیادہ عبادت کرنا، جب رسولؐ کے پاس وقت ہی وقت تھا......

یعنی نہ وہاں کوئی غزوہ، نہ کوئی سریہ...... وقت ہے......

اب مدینے میں تبلیغ بھی زیادہ، یہاں جنگیں بھی...... دشمن کا سامنا بھی...... لیکن حکم ہوا عبادت بڑھا......

کیا کر...... وَمِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ

رات میں نماز تہجد پڑھ...... کیوں......؟ نَافِلَۃً لَّکَ

نفل کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے جہاں حق سے زیادہ ہو۔

یہ ہے حق سے زیادہ نَافِلَۃً لَّکَ ...... مگر پڑھ لے......

کائنات سجدے میں پڑی رہے پھر بھی اللہ کی عبادت کا حق ادا نہیں ہوتا۔

میرے نبیؐ سے کہہ رہا ہے حق تو نہیں بنتا مگر کر لے......

حقیقتِ محمدیہؐ وہ حقیقت ہے کہ جس سے اُس کا خالق کہہ رہا ہے کہ میرا حق ادا ہو چکا ہے مگر نافلہ پڑھ لے......

اِس کے صلہ میں، مَیں تجھے مقام محمود دوں گا......

یہ راز بھی ساتھ ساتھ کھول دوں کہ کیوں کہہ رہا ہے...... تہجد پڑھ......؟

علیؑ ہے ہی وہ طلسمِ کبریائی...... لاکھ اُس سے بچنے کی کوشش کرو جبرِ مشیّت اس کے سامنے لا کھڑا کرتی ہے۔

دیکھو ناں!...... بیان حقیقتِ محمدیہؐ ہو رہی ہے لیکن یہ جملے بیان کئے بغیر بات کی ہی نہیں جا سکتی......

علیؑ وہ مقدس بادشاہ ہے...... اِس کے سارے ظاہری، باطنی رشتے ملتے ہی عبادت سے ہیں......

یعنی عبادتوں پر اتنا بڑا تصرف ہے علیؑ کا......

دنیا میں آتا ہے تو اُترتا قبلہ میں ہے......

اب دیکھیں حضور...... حالانکہ ہمیں ایک دوسرے سے کام ہے......

آپ مجھے سننے آئے...... مَیں آپ کو سنانے آیا ہوں......

(ضروری کام ہیں نہ دونوں) مجھے پڑھنے کا ثواب مل رہا ہے آپ کو سننے کا۔

آپ مجھے دیکھ رہے ہیں، دیکھنے کا ثواب تو نہیں مل رہا......

مَیں آپ کو دیکھ رہا ہوں، دیکھنے کا تو ثواب نہیں مل رہا......

علیؑ وہ بادشاہ ہے...... جسے دیکھنا بھی عبادت ہے......

اَلنَّظَرُ اِلٰی عَلِیٍّ عِبَادَةٌ.

ثواب نہیں...... عبادت......

ایک بندہ نماز پڑھ رہا ہے، کیا کر رہا ہے...... عبادت

روزہ رکھے ہوئے ہے...... عبادت

کعبے کا طواف کر رہا ہے...... عبادت

قرآن پڑھ رہا ہے...... عبادت

پالنے والے...... نماز تیری، تجھے جھک رہا ہے، قرآن تیرا، تیرا کلام پڑھ رہا ہے۔

کعبہ تیرا، تیرے گھر کا طواف کر رہا ہے

تُو معبودِ برحق...... علیؑ تیرا بندہ......

فرمایا...... ہمارے روزِ ازل سے آپس میں معاہدے ہیں ...... کہ مَیں تجھے اپنا بدن بنا کے بھیجتا ہوں، جس کی تجھ پہ نظر پڑے گی وہ تجھے اللہ سمجھ کر جھکنا چاہے گا...... تو مجھے جھک جانا............ (نعرے)

پالنے والے!...... صلہ...... صلہ یہ کہ عبادت کے ہر سلسلہ پہ تیرا قبضہ...... تیرا چھوٹا بچہ بھی اگر کائنات کے کسی نمازی کی پشت پہ سوار ہو جائے گا، سر اُٹھانے نہیں دوں گا...... (نعرے)

اِس تمہید کے بغیر آپ اس جملے کا لطف ہی نہیں لے سکتے جو مَیں کہنے لگا ہوں......

شجرہ دیکھ لو علیؑ کا، اکاون رکعت نماز پڑھنا مومن کی نشانی ہے، ابوطالبؑ سے لے

کر آدمؑ تک علیؑ کی ظاہری اکاون پُشتیں ہیں......

اِن اکاون رکعتوں میں سترہ (۱۷) واجب ہیں۔ تو ان اکاون پشتوں میں سترہ (۱۷) نبیؑ ہیں......

تہجد کی نماز کی رکعتیں اُتنی ہیں جتنے علیؑ کے معصوم بیٹے ہیں...... گیارہ رکعت تہجد، علیؑ کے گیارہ امام بیٹے......

اور دیکھو...... جیسی ترتیب ہے نماز تہجد میں...... آٹھ رکعت تو اکٹھی، چوتھے امامؑ سے لیکر آخری تک یہ آٹھ یوں (اکٹھے)

اس میں دو رکعت نمازِ شفع (جوڑا - جفت)

ایک نماز وتر، وتر کی نمائندگی کرتا ہے تیرا بارھواں امامؑ......

جیسے یہ حقیقت پردے میں ہے کہ ایک رکعت کیسے ہوگئی......؟

ویسے وتر والا بھی پردے میں ہے۔

شفع، شفع کی نمائندگی کرتے ہیں حسنؑ و حسینؑ......

چونکہ حسنؑ و حسینؑ برابر ہیں، کائنات کی پہلی اور آخری نماز ہے شفع، جس میں قنوت نہیں کیونکہ قنوت والی رکعت افضل ہے اور یہ دونوں برابر ہیں

اِس لئے حکم ہوا پڑھ...... اِسے پڑھ...... اور اِس کے بدلے مقام محمود پہ جا......

یہ بھی تسلیم کیا کہ حق سے زیادہ ہے۔ یہی تو وہ طلسم ہے حقیقتِ محمدیہ میں کہ بے دل کے دل کو سیر کر دیتا ہے۔

جو پوری اولادِ آدمؑ کے سجدوں سے سیر نہیں ہوتا، جو لاتعداد فرشتوں کے سجدوں سے سیر نہیں ہوتا......

وہ میرے نبیؐ کی دو رکعت سے سیر ہو جاتا ہے......

اِس کی وجہ یہ ہے کہ میرے لئے آپ نے کوئی کام کیا، وہ یقیناً آپ نے خلوص سے کیا ہوگا، ہوسکتا ہے مجھے پسند نہ آئے، میری چاہت کچھ اور ہو......

اب مَیں آپ کو بتا بھی نہیں رہا کہ مَیں چاہتا کیسا ہوں......؟

آپ میں سے ہر شخص نے کیا...... بار بار کیا...... لیکن مجھے پسند نہیں آیا۔

آخر تھک ہار کر مَیں نے اپنی پسند کی چیز خود بنالی......اور وہ بنی ایک لمحے میں ......مگر مَیں مطمئن......میری خواہش سے بنا......

آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سب کے سب کرتے رہے اپنی خواہش سے......اور تیرا نبیؐ فرما رہا ہے:

نَحۡنُ مَشِیۡئَۃُ اللّٰہِ

ہم اس کی مشیت ہیں۔

اللہ جانے کیا ہے حقیقتِ محمدیہؐ......؟ خالق سے قدم بقدم کہلواتا ہے بس......

اب مَیں مثال دیتا ہوں......میری جیب میں سو(۱۰۰) روپے ہیں اور امجد کے پاس ہزار(۱۰۰۰) ہے۔خان صاحب کے پاس پانچ ہزار(۵۰۰۰) ہے......ڈاکٹر سلمان کے پاس پانچ لاکھ ہے......اب ایک بندہ جو ہم سب کا پیارا ہے......مَیں اُسے سو(۱۰۰) تک ہی خرچ کرا سکتا ہوں ناں......جتنا میرے پاس ہے......یہ ٹھیک ہے دل چاہے گا کہ کروڑ ہوتا تو کر دیتا لیکن ہے جو سو(۱۰۰)......

لیکن اگر ڈاکٹر سلمان جس کے پاس پانچ لاکھ ہے، کہے گا تھوڑا خرچ کر......جہاں سلمان نے بھی کہا اب اتنا ہاتھ کھلا نہ رکھ......

آدمؑ سے لے کر عیسیٰؑ تک سلیمان بن داؤد جیسے آئے ......روئے زمین پہ حکومت دے کر کہا:

مَا عِنۡدَكُمۡ يَنۡفَدُ وَ مَا عِنۡدَ اللّٰهِ بَاقٍ ۞

خرچ کہاں تک کرے گا جو تیرے پاس ہے ختم ہو جائے گا، اللہ کے پاس ختم ہونے والا نہیں۔

جب میرا نبیؐ دنیا میں آیا...... پڑھ سورہ بنی اسرائیل، کہنا پڑا اللہ کو......

لَا تَبۡسُطۡهَا كُلَّ الۡبَسۡطِ

میرے حبیبؐ! اتنا کھلا ہاتھ نہ رکھ۔

چونکہ وجودِ کبریائی جب بدن میں ڈھلتا ہے تو محمدؐ بنتا ہے۔

(ایک سوالی کو آپ کتنا دیں گے) دس روپے......کیا آپ کی جائیداد دس روپے ہوتی ہے؟ اس کا لکھواں، کروڑواں حصہ نہیں بنتا......

اور جانتے ہو میرے نبی کی پہلی خیرات کائنات ہے......

اللہ نے کہا تھا:

خَلَقۡتُکَ لِاَجۡلِیۡ وَ خَلَقۡتُ الۡخَلۡقَ لِاَجۡلِکَ

تمہیں اپنے لئے بنایا، کائنات تیرے لئے بنائی۔

تو نے میرے لئے بنائی، مَیں نے تیرے لئے صدقہ کر دی۔

جس کی پہلی خیرات کائنات ہو......

اس لئے تو اُس نے کہا

لَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ

تُو تو ایک سوال کے صلے میں خدائی دینے والا ہے۔

اللہ جانے ...... جس علیؑ کو بندہ خدا کہتا ہے...... وہ کہتا ہے مَیں محمدؐ کا عبد ہوں ...... (نعرے)

آخر کچھ تو دیکھ لیا ہے علیؑ نے یہاں......

ورنہ علیؑ ایسا کہے گا......

جو خدا سے یہ کہتا ہو:

نہ تیرے جہنم کے خوف سے سجدہ ہے

نہ تیری جنت کے لالچ میں سجدہ ہے......

جہنم سے وہ ڈرے جسے جلنے کا اندیشہ ہو...... میرے اپنے غصے کا نام جہنم ہے، مَیں جنت کا لالچ کروں گا......؟!

جس کی محبت رشکِ ارم ہو...... اسی کی محبت کے قرب کو دیکھ کر جنت تڑپتی ہے کہ سلمانؑ آئے...... (نعرے)

جُھکتا اِس لئے ہوں کہ پوری کائنات سوائے تیرے کوئی ہے ہی نہیں جسے علی جھک سکے...... (دادو تحسین)

بس فرق اتنا ہے...... ایک کی نماز پڑھ کے علیؑ اس کا بندہ اور ایک کی نماز کے بغیر علیؑ اس کا بندہ......

آگے کم ظرفی نہ کرنا...... یہ علیؑ کی انکساری ہے کہ مَیں اس کا بھی بندہ ہوں اور اس کا بھی بندہ ہوں......

مَیں نے نبیؐ سے پوچھا یہ کہتا ہے مَیں بندہ ہوں اُس کا...... ہاں وہ کہہ رہا ہے تو نے کہا تو تیری زبان کھینچ لوں گا...... یہ تو نفس نبیؐ ہے، تو نے قرآن نہیں پڑھا......؟ آلِ عمران میں ارشاد ہوا:

فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَآءَنَا وَأَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ﴿٦١﴾

وہ جو کہہ رہا ہے، کہنے دے۔ مَیں کہہ رہا ہوں وہ میرا نفس ہے......

اللہ میاں! تیرا بھی تو وہ عبد ہے......

علیؑ میرا بھی نفس ہے...... (نعرے)

یہ اللہ نے معاہدہ کر رکھا ہے رسولؐ سے...... سورہ والضحیٰ میں ارشاد ہوا:

وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ﴿٥﴾

میرے حبیبؐ! عنقریب تجھے راضی کر دوں گا......

ہم تو آج تک اللہ کو راضی کرنے کے چکر میں ہیں اور وہ اس کو راضی کرنا چاہتا ہے...... (دادو تحسین)

اے حبیبؐ! یہ نافلہ ہے۔ حق سے زیادہ ہے مگر کر، تجھے مقام محمود پر مبعوث کروں گا۔

اب اللہ جانے سارے حمد کے ناطے رسولؐ نے جوڑے کیسے......؟

بے دل کے دل سے جدا ہوا...... نام حامدؐ

آسمانوں پہ رہا...... احمدؐ

زمین پہ آیا......محمدؐ

ایک لطیف سا اشارہ ہے......احمدؐ،محمدؐ......

سارے علماء تسلیم کرتے ہیں تہتر (۷۳) فرقوں کے......

کہ محمدؐ میں ایک میم جو ہے وہ امکان کی ہے اور احمد میں ہے ہی ایک وہ بھی امکان کی ہے......

یعنی یہ لگتا ہے احد تھا۔

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝

کی آبرو کو بچانے کیلئے......

اللہ نے کہا میرے حبیبؐ! امکان کا بوجھ اُٹھا کے تو احمد ہو جا......مجھے احد رہنے دے......(داد و تحسین)

یہ تھوڑی سی مَیں نے امکان کی ملاوٹ کر لی ہے اور یہی تیرے رسولؐ میں بشریت ہے......

اور یہی مطلب ہے اس حدیث کا

اَلْبَاءُ حِجَابُ الرَّبِّ.

فرماتے ہیں ''ب'' اللہ کا حجاب ہے۔اگر یہ ہٹ جائے تو اللہ سامنے آجائے۔

اگر احمد سے ''میم'' ہٹادی جائے تو کبریائی بے حجاب ہو جائے......یہی بشریت ہے...... (نعرے)

یہ بھی سچ ہے کہ حقیقتِ محمدیہؐ کی حقیقی سرحد تک بندہ پرواز کرلے لیکن چار آنسو نہیں آتے......شام والی راضی نہیں ہوتی......

اب اس سلسلے کو آگے بڑھاؤ......شام والی کی رضامندی یہیں تک تھوڑی ہے......اگر علیؑ کی بیٹی راضی نہیں ہوتی تو حسینؑ راضی نہیں ہوتا......

اگر حسینؑ راضی نہیں ہوتا تو جس کا ہاتھ پہلو پہ ہے وہ راضی نہیں ہوتی......

اگر بتولؑ راضی نہیں ہوتی تو رسولؐ راضی نہیں ہوتا......

رسولؐ راضی نہ ہو تو اللہ راضی نہیں ہوتا......

یہی سوچتے ہوئے گھر جانا......کتنا رو سکتے ہیں ہم......چند منٹ......چند لمحے......

حد آٹھ پہر کے بعد......چوبیس گھنٹے کے بعد پھر ہم جمع ہوں گے......

جب ہم سب چلے جائیں گے......

جب یہاں کوئی نہیں رہے گا......عزاخانے کا دروازہ بند ہو جائے گا......

شام والی، زخمی پہلو والی ماں کا ہاتھ پکڑ کے آئے گی......

ساری رات عزا خانے میں پھرتی رہے گی......

اور بتائے گی فلاں مومن یہاں رو رہا تھا......فلاں مومن اِدھر دھاڑیں مار رہا تھا......

ماتم کرنے والا اُدھر رو رہا تھا......

اچانک جگہ دکھاتے دکھاتے بی بی زینبؑ ماں سے سوال کرتی ہے......

یہ جو اونچے بین کر کے رو رہے تھے انہیں تو پتھر کسی نے نہیں مارے......انہیں تو کسی نے خاموش نہیں کرایا......

بی بی رو کے کہتی ہے گناہ کیا تھا تیرے مظلوم بھائی کو ہی تو رو رہے تھے......

بلاتشبیہ چادر اُٹھاتی ہے اور کہتی ہے......اگر تیرے حسینؑ پہ رونا جرم نہیں تو میرا سر زخمی کیوں ہے......؟

مَیں نے تو جب حسینؑ کا نام لیا تو کبھی پتھر، کبھی نیزے، کبھی شعلے اور کبھی کھولتا ہوا پانی ....

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

مجلس 8

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عنقریب تیرا پروردگار تجھے مقامِ محمود پر مبعوث کرے گا۔

جب بے دل سے صادر ہوا تو حامد تھا......

جب آسمانوں پہ تھا تو احمد تھا......

زمین پہ اُترا تو محمدؐ تھا......

اور قیامت میں مقامِ محمود پر کھڑا ہوگا۔

میرے رسولؐ کے سارے رشتے حمد سے ملتے ہیں۔ ہر نام حمد پہ مربوط ہے۔ اِسی حمد کو اللہ اگر تبدیل کر کے دیتا ہے تو میرے نبیؐ کی کوئی نہ کوئی صفت بن جاتی ہے......

حمد کے بیچ میں الف لگا دیں تو الوہیت کا......ہو جاتا ہے۔

حمد میں اپنی الوہیت کا الف لگا دے تو بنتا ہے حامد

امکان کی میم آئے تو محمدؐ......

ظہور کی واو لگائے تو محمودؐ......

إِنَّ اللّٰهَ أَخْفَى اسْمَ مُحَمَّدٍ وَعَلِيٍّ عَنْ أَبْصَارِ النَّاسِ.

اللہ نے دو نام بندوں کی آنکھوں سے اوجھل رکھے محمدؐ اور علیؑ۔

علیؑ شہنشاہ......حسینؑ بادشاہ......(نعرے)

کیوں......اللہ نہیں چاہ رہا کہ محمدؐ اور علیؑ سے پہلے کسی کا نام ہو......نہیں نہیں نہیں

......سر اُٹھانا......

جس اللہ کی غیرت جن کا ہم نام برداشت نہیں کرتی اُن کی مثل کیسے برداشت کرسکتی ہے................(نعرے)

اللہ نے خفی رکھے۔

اب جب نام ''حسینؑ'' رکھا گیا تو مَایَنطِقُ کی زبان ترجمانی کیلئے موجودتھی

۔اللہ کہہ رہاہے یہ حسینؑ ہے......

اللہ کہہ رہاہے یہ حسنؑ ہے......

اللہ کہہ رہاہے یہ علیؑ ہے......

لیکن جب تیرے رسولؐ کا نام رکھا جانے لگا......

سرکارعبدالمطلبؑ کے سامنے لایا گیا، نام رکھ پوتے کا......

نام..............سوچ میں تھے.....اللہ جانے.....ایک لمحے میں کتنے نام دماغ کی سطح پہ آئے......

کوئی بھی نہیں جچا......مَیں نے طرفین کی کتابوں میں پڑھا:

اِنَّ اللّٰہَ اَجریٰ لِسَانَہ مُحَمَّد

اللہ نے زبان پہ الہام کیا محمدؐ۔

چونکہ اجنبی نام تھا......عربوں میں تو رواج ہی یہی تھا کہ درندے، جانوروں کے ناموں پہ نام رکھتے تھے......

نمل......فہد......کلب (کتا، چیتا) تاکہ دشمن ڈرے......

بنی ہاشم میں......کنانہ......مدرکہ......یعنی نیزہ، تیر، تلوار، شیر......

محمدؐ نام ہی وہ تھا......قبیلہ حیران ہوگیا کہ یہ نیا نام کیا ہے......؟!

عبدالمطلب نے کہا یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ

اِنِّیْ شِئْتُ یَحْمَدُہٗ اَھْلُ السَّمَآءِ فِی السَّمَآءِ وَ اَھْلُ الْاَرْضِ فِی الْاَرْضِ

مَیں چاہتا ہوں کہ اس کی حمد آسمان والے آسمانوں پر کریں، زمین والے زمین پر............!!

اور ہاں کہیں دکھاؤ......اس وقت بھی مجبور نہیں تھا میرا رسولؐ......جس کے منہ میں ما ینطق کی زبان ہو

وہ اسی وقت روک سکتا تھا......دادا ! احمد کا حق داروہ (اللہ) ہے مَیں نہیں ہوں......

روزمرہ ہے کہا جاتا ہے یہ کام کروگے؟ بندہ چڑ کے کہتا ہے چار دفعہ کروں گا......اِس کی حمد ہوگی؟

یہی اللہ نے کیا......جاہل سوچنے لگے محمدؐ حمد کیا ہوا......؟

اللہ نے چار دفعہ قرآن میں کہا محمد محمد محمد محمدؐ..............(نعرے)

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ الاحزاب:۴۰

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ آل عمران:۱۴۴

بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۙ محمد:۲

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ الفتح:۲۹

کاش میرے سامنے سارے علماء ہوتے پھر غضنفر یہ جملہ کہتا......کہنے لگا ہوں......کیوں چار دفعہ کہا......

نمازیں کتنی ہیں......؟ پانچ......قرآن میں اُس کے وقت تین بتائے گئے ہیں......

بنی اسرائیل میں ارشاد ہوا:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا ۝

اے میرے حبیبؐ! زوال سے لے کر رات ڈھلے تک پڑھ نماز اور صبح کی (تین وقت یہ بتائے)

اور آگے فرمایا:

وَمِنَ الَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ

حق تو نہیں بنتا تہجد بھی پڑھو۔

چار نام تو میری حمد کر، میں چار دفعہ قرآن میں تیری حمد کروں گا............... (نعرے)

ازل سے تو یہ نام اللہ نے عرش پہ لکھا ہوا ہے خود محمدؐ......

اب محمدؐ کے معنی کیا ہیں؟ جس کی بہت زیادہ حمد کی جائے۔

اللہ سے پوچھو تو سہی اے بے دل، تیری اِس دل والے سے مجبوری کیا ہے......؟

یہ تیری حمد کرنا چاہتا ہے تو اسے کہتا ہے تھوڑی کر، اِس کی بہت زیادہ..........(داد و تحسین)

امکان کی میم نے ہی اِسے احمد بنایا، احدیت کا تو درجہ ہی تیسرا ہے......

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

اب جو بے چارہ توحید کے چکر سے ہی باہر نہ نکلا اُسے ھُویت کے حجاب میں چھپا ہوا محمدؐ کہاں نظر آئے گا..........؟! (نعرے)

تیرے نبیؐ کے نام کے عدد ہیں بانوے (۹۲) اور اللہ کے اسماء حسنٰی ہیں ننانوے (۹۹)......

مَیں نے ان پر تحقیق شروع کی کہ ۹۲ کیوں ہیں ۹۹ ہونے چاہیے تھے میرے نبیؐ کے عدد......تا کہ اسمائے حسنٰی پہ پورا آ جاتا......

تو جواب یہ ملا کہ سات کے عدد پہ نظام قائم......آسمان سات ہیں......زمینیں سات ہیں......نظامِ عالم چلانے والے ستارے سات ہیں......

حتیٰ کہ بہشت جس کی آرزو میں مرے جاتے ہو وہ بھی سات ہیں......

تو جب وہ سات مربوط ہو جاتا ہے میرے نبیؐ سے......

یعنی ہر شئے مَیں نے تیرے لئے بنائی، یعنی یہ سات تیرے لئے، یہ بن گئے ننانوے (۹۹) میرے نام، اور اب مَیں کسی کے مقدر سے کیا لڑوں......۹۹ اس کے نام......ھُوَ کے ۱۱ عدد......جب ۹۹ میں ھُوَ ملے تو ۱۱۰ بنتے ہیں..........(نعرے)

آج یہ راز سمجھ میں آیا کہ محکوم کو بندے اللہ کیوں کہتے تھے......؟ (نعرے)

(یہاں پر بانی مجلس ملک غلام عباس) یہ قطعہ پڑھتے ہیں:

جو کچھ بھی ہے وہ جود و سخا بانٹ رہا ہے\
جس جس کی ہے جو جو بھی غذا بانٹ رہا ہے\
اس ڈھنگ سے کرتے ہیں علیؑ رزق کی تقسیم\
سب لوگ یہ کہتے ہیں خدا بانٹ رہا ہے

لوگ (عباس) کہیں چاہے قیامت تک نہ کہیں......جائیں جہنم میں......لوگوں

کا کیا ہے مَیں نے اللہ کو کہتے دیکھا ہے

بَیْعَةُ الشَّجَر کے نیچے نبیؐ ہاتھ پھیلاتا ہے......صحابہ کرام ہاتھ رکھے چلے جاتے ہیں ہاتھوں پہ......ہاتھوں کا ٹیلہ بن جاتا ہے......

اوپر خیبر شکن آ کے ہاتھ رکھتا ہے......آیت آ جاتی ہے:

يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ ⑩ الفتح

جب وہ کہتا ہے جو سب سے اوپر ہے وہ اللہ کا ہاتھ ہے

تا کہ زمانے کے جاہل سمجھ لیں کہ بندہ سمجھ کے نہیں جو یہ دے، سمجھو مَیں نے دیا ہے......(نعرے)

تمہارے ان ایمانی نعروں کیلئے ایک چھوٹا سا تحفہ......

ایک سائل نے ایک عالم ربانی سے سوال کیا

وجہ کیا ہے علیؑ کے نام سے نسب کا پتہ چلتا ہے؟

فرمایا یہ بتا بندے بڑے ہیں یا علیؑ ؟

کہا کوئی شک نہیں علیؑ ......

اچھا علیؑ، بڑا ہے یا جلی ؟

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ جلی......

اس نے کہا جو ولی، جلی کے حَسب پر دلیل ہو وہ بندے کے نسب پہ دلیل کیوں نہیں ہو سکتا......؟!

(علیؑ حق......علیؑ حق......علیؑ حق......)

جو اپنے خالق کے حَسب پہ دلیل ہو......

اب کیسے دلیل ہے؟ علیؑ گھر سے باہر نکلتا ہے......

بشریت کی نظر پڑتی ہے......بشر کہتا ہے یہ اللہ ہے......

علیؑ ایک سجدہ کر کے بتا دیتا ہے اس کا حسب کیا ہے......

اور اب یہیں سے سمجھا جا سکتا ہے (میرے بزرگو، بھائیو، عزیزو)

خدا کا پتا نہیں کیا ہے؟ نہ ہم نے دیکھا ہے جسے علیؑ سجدہ کرے وہ اللہ ہے......

اسی طرح محمد مصطفیٰؐ کا بھی پتا نہیں......ہم بس یہی کہتے ہیں جس کے پیچھے علیؑ چلے............(داد و تحسین)

یعنی علیؑ وہ برزخ حقیقت ہے......(برزخ)

جو چیز درمیان میں ہو......

اللہ......علیؑ......محمدؐ

اِس سے بھی رشتہ، اُس سے بھی رشتہ......علیؑ برزخِ حقیقت ہے توحید و رسالت کے درمیان ہے۔

اِسی لئے کبھی یہ لگتا ہے کبھی یہ لگتا ہے............(نعرے)

اِس برزخِ حقیقت نے ہمیں بتایا کہ کبریاء کیا ہے ؟

مصطفیٰؐ کیا ہے؟

علیؑ نے ہمیں اللہ کے آگے جھکنا سکھایا، علیؑ نے بتایا مَیں سب کچھ ہو کر بھی اس کے آگے کچھ نہیں ہوں، اور بیوقوفو......! تم تو ویسے ہی کچھ نہیں......

حقیقتِ محمدیہؐ کا احترام کرنا ہمیں علیؑ نے سکھایا۔

سارا کچھ اُس کا پیکر اور پھر اُس کو جھکے اور کہے ایک تو ہی تو ہے جسے

علیؑ جھک سکتا ہے۔

جو یداللہ ہوگا اُس کی رسائی بھی تو اللہ والی

جو عین اللہ ہوگا اُس کی بینائی بھی تو اللہ والی

جو لسان اللہ ہوگا اُس کی گویائی بھی تو اللہ والی

سارا کچھ اُس کا پیکر اور پھر اُس کو جھکے، اور کہے ایک تو ہی تو ہے جسے علیؑ جھک سکتا ہے۔

اب اِسی طرح نبیؐ نے فرمایا:

دَمُکَ دَمِیْ ، وَ لَحمُکَ لَحمِیْ ، وَ قَلبُکَ قَلبِیْ ،
وَ نَفسُکَ نَفسِیْ ، وَ رُوحُکَ رُوحِیْ.

تیری روح میری روح، تیرا نفس میرا نفس، تیرا گوشت میرا گوشت، تیرا خون میرا خون۔

بے دل جس سے رشتہ جوڑے وہ علیؑ سے رشتہ جوڑ رہا ہے......

رسولؐ اُسے اپنے جیسا کہتا ہے...... یہ کہتا ہے مَیں بندہ ہوں تیرا...... دونوں کا عبد ہے علیؑ......

ایک کا عبدِ عبادت......... ایک کا عبدِ اطاعت (نعرے)

مجھے تو اُس دن حقیقتِ محمدیہؐ کو سمجھنے کا نشہ آ گیا......

اللہ اتنا پیار کرتا ہے علیؑ سے......

بچہ تھا اپنا گھر دے ڈالا......اور شبِ معراج جانتے ہو کتنے سال کا تھا علیؑ؟

صرف پندرہ سال عمر تھی میرے خیبر شکن کی جب پہلی معراج ہوئی......فرمایا مَیں تو بدن نہیں رکھتا، آ جا نمائندگی کر لے.......... (نعرے)

تجھے مَیں نے خدائی چلانے کے لئے نہیں بلکہ تجھے اپنا بدن بنایا ہی اس لئے ہے کہ مَیں تیرے ہاتھوں سے اپنے محبوب کی خاطر داری کروں تو جو اپنے ہاتھ سے پیش کرے گا پھر تو اطمینان ہوگا مَیں نے دیا...... (نعرے)

قاب قوسین کا مطلب تو مَیں بتا ہی چکا ہوں جب انسان رکوع میں ہوتا ہے تو کمان بن جاتی ہے۔محراب کا مطلب ہی یہی ہے لڑنے کی جگہ، کیونکہ وہاں بندہ ابلیس سے لڑ رہا ہوتا ہے...... اِسی طرح عبادت کے طریقے بھی ایسے ہیں گویا میدانِ جنگ میں ہے......

قیام تیر ہے، رکوع کمان ہے، سجدہ ڈھال ہے...... یہ شیطان سے لڑائی ہے ......سوچ کے لڑا کر کہیں شیطان غالب تو نہیں آ گیا..........

قوس کمان، قوسین دو کمانیں......

فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ؕ النجم

ڈھونڈ......تلاش کر دو کمانیں کیا تھیں......؟

ادھر رسولؐ آیا......اپنے پروردگار کے احترام میں رسولؐ رکوع کی حالت میں جھکا......علیؑ نے کہا پروردگارا......! تو نے مجھے میزبان بنایا مگر مَیں آنے والے کا بھی تو بندہ ہوں، ایک طرف سے رسالت رکوع میں تھی دوسری طرف ولایت رکوع میں تھی اللہ نے کہا:

قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ؕ النجم (نعرے)

اِسی طرح رسولؐ برابری کی جگہ دیتا ہے شبِ ہجرت..........

یاعلیؑ! تیرے بغیر کون ہے جو میری جگہ لے سکے؟ میرے بستر پہ سو جا......علیؑ

نے کہا تیرا صدقہ بن کر......

اگر تیرے حصے میں آئی ہے تو مجھے آئے......

اور تو دنیا کے صدقوں پہ بدن پالنے والا......صدقہ خوری کر کر کے پلنے والا......تو محمدؐ جیسا کیسے ہوگیا............؟! (نعرے)

اللہ کو ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دینے کی ضرورت کیا تھی؟ اس سے اللہ کا سنورتا کیا ہے......؟

جاڑے کی راتیں......کمبل میں سوئے ہوئے ہیں وہ کہتا ہے اُٹھ، کانپتا، لرزتا جا، یخ پانی سے وضو کر، جھک جا......

نہ تو ہمارے سامنے بیٹھا ہے......تو یہ کروا کیا رہا ہے؟

اللہ فرماتا ہے جو مَیں چاہتا ہوں احمق، اب اگر تو اُسے نہ سوچے تو تیری سمجھ کا فتور ہے ورنہ مَیں نے تو مقصدِ صلاۃ تیرے سامنے ظاہر کر دیا ہے

یہ اب ایسے ہے مَیں مثال دیتا ہوں

اللہ قدم قدم پہ ہمیں سمجھاتا ہے......ہم بے سمجھ ہیں......

حج پہ گئے ہو؟ جب تک تم کعبے سے دُور ہو تو کیا کرتے ہو تلبیہ پڑھتے ہوناں......لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ جتنا دور ہوتے ہو تلبیہ کا شور......جونہی پہنچے تلبیہ بند درود شروع............

مَیں نے اللہ سے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے؟ فرمایا وہ اس کا گھر تھا وہ میرے بغیر کسی کا نام پسند نہیں کرتا۔ مَیں بھی اس کے اور اس کی آلؑ کے بغیر کسی کا ذکر پسند نہیں کرتا......

اِس درس کو بھول نہیں جانا......

اللہ اپنے گھر میں محمدؐ و آلِ محمدؑ کا نام سننا چاہتا ہے......

اور نماز میں بھی تو یہی کچھ تو ہے......چاہے جیسا بھی موسم ہے......اللہ میاں تجھے جو راضی کرنا ہے......

جب نماز ختم ہوئی......سامنے آیا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

منانے نکلے تھے جلی کو......سامنے آ گیا نبیؐ......

چلو جی یہاں تک بھی ہوتی بات تو نبیؐ کو بھی راضی کر لیتے......اللہ میاں اب بس کریں......ارے کہاں جاتا ہے؟

اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ

صالحین راضی ہوں گے تب......

مَیں نے قرآن میں ڈھونڈنا شروع کیا صالحین کون ہیں؟ ہم سلام کرنے والے ہیں......صالحین اور ہیں......

یوسفؑ جیسا نبی کہہ رہا تھا۔ سورہ یوسف میں ارشاد ہوا:

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ۝

پالنے والے مجھے صالحین کے ساتھ ملا دے۔

حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں قرآن کہہ رہا ہے:

لَقَدِ اصْطَفَیْنٰہُ فِی الدُّنْیَا ۚ وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ۝

ابراہیمؑ صالحین میں سے ہوگا مگر قیامت میں......

تو جب دنیا میں یہ عہدہ ابراہیمؑ کے پاس نہیں............

جو یوسفؑ کی تمنا ہے......

جوشجرۃ الانبیاء کا انجام ہے......

وہ ہے صالحین ہونا......

مَیں نے عالم ارواح میں سفر شروع کیا

کربلا کی دھرتی پر میرا امام ششم حضرت جعفر صادقؑ علیؑ کے بیٹے عباسؑ کی قبر کے سرہانے کھڑے تھے......اور کہہ رہے تھے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا الْعَبْدُالصَّالِحُ

سلام ہو آپ پر کہ آپ خدا کے صالح بندے ہیں

علیؑ کے بیٹے عباسؑ کو نماز سے نکال نہیں سکا......علیؑ کو نکالے گا............؟!

(نعرے)

بظاہر عباسؑ امام نہیں، ابراہیمؑ امام ہے۔

جس علیؑ کے غیر امام بیٹے کی برابری ابراہیمؑ جیسا امام نہیں کرتا علیؑ کی برابری کوئی نُطفہ حرام کیسے کرسکتا ہے............؟!(نعرے)

جس علیؑ کے غیر امام بیٹے کی برابری ابراہیمؑ جیسے امام نہیں کرتے وہ علیؑ کیا ہوگا......؟

اگر تصور کا مقدر کروٹیں لے اور سوچ سکو کہ وہ علیؑ کیا ہوگا تو پھر سوچنا جس کا یہ بندہ ہے وہ محمدؐ کیا ہوگا............؟

زیارت امامؑ نے یہاں سے شروع کی:

اے امیرالمومنین کے بیٹے تجھے اللہ کا سلام پہنچے

اللہ کا سلام......فرشتوں کا سلام......ملائکہ مقربین کا سلام......

انبیاء مرسلین کا سلام...... پہلے خدا اور خدائی کا سلام پہنچایا پھر اپنی طرف سے کہا:

اَلسَّلَامُ علَیْکَ اَیُّهَا الْعَبْدُالصَّالِحُ

آخر کائنات میں حسینؑ جو ایک بنایا اس نے، محمد چار، علی چار، حسن دو، حسین ایک............

اور جو اس کی کمر کا زور ہو............ (گریہ بلند ہوا)

شیخ کاظم رضوان اللہ علیہ ایک عالم، شاعر گزرے ہیں، ان کا مرثیہ ہے کسی نے پوچھا تھا آنسوؤں کا سب سے بڑا حقدار کون ہے ؟

توانہوں نے فی البدیہہ مرثیہ کہا:

پوری خدائی میں آنسوؤں کا سب سے زیادہ حقدار وہ ہے جس نے کربلا میں حسینؑ کو رُلایا

زمانہ حسینؑ پر رویا...... حسینؑ عباسؑ پر روئے......

یہ بھی کتابوں کے پڑھے ہوئے جملے ہیں۔

اکبرؑ کی شہادت ہو شام والی (بی بی زینبؑ) چہرے دیکھتی ہے......

عباسؑ کے مصائب شروع ہوں چار سالہ سکینہؑ پھوپھی کی جھولی چھوڑ دیتی ہے......

سکینہؑ ایک ایک کا چہرہ دیکھتی ہے............

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

مجلس 9

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عنقریب تیرا پروردگار تجھے مقامِ محمود پر مبعوث کرے گا۔

مقام یقیناً بہت بڑا ہے۔محمدؐ میں ''و'' کا اضافہ کردو تو محمود بنتا ہے۔اور ''و'' کے عدد چھ ہیں۔یعنی محمدؐ کی شد (ّ) کی جو دو آوازیں ہیں اُس کی قیمت کا حرف واؤ......

اور جس پر مَیں آج گفتگو کرنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے۔

بڑے بڑے علماء کو یہاں مغالطہ ہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ مقامِ محمود، مقامِ شفاعت ہے۔

بلاشبہ مقامِ شفاعت بہت بڑا مقام ہے اور یہ صرف گنہگاروں کی شفاعت کا مقام نہیں......

غضنفر سے آدمؑ تک...... جبریلؑ سے صلصائیل تک...... جن سے بشر تک......

ذرے سے عرش تک...... معلوم سے نامعلوم تک...... ہر شئے میرے رسولؐ کی شفاعت کی محتاج............

غضنفر تو اپنے گناہ بخشوا رہا ہوگا...... معصوم کیوں محتاجِ شفاعت......؟

ہم نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، حج کئے، صدقات دیئے، خیرات، زکوٰۃ......

ایک بندہ بھی گارنٹی دے سکتا ہے کہ مَیں نے جو کیا کامیاب ٹھہرا......

بس جیسے تم ضمانت نہیں دے سکتے جبریلؑ بھی نہیں دے سکتا............(نعرے)

اور جیسے جبریلؑ نہیں دے سکتا ویسے آدمؑ بھی نہیں دے سکتا......

عیسیٰؑ بھی نہیں دے سکتا...... کیوں؟

عیسیٰؑ بھی کہہ رہا ہے:

تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ؕ المائدہ:۱۱۶

جو میرے نفس میں ہے تو جانتا ہے، جو تیرے نفس میں ہے مَیں نہیں جانتا۔

فیصلہ ہوگیا...... جب عیسیٰؑ ایسا، تو پھر کوئی ایسا ویسا کیسے یہ ضمانت دے سکتا ہے کہ مَیں اپنے عمل میں کامیاب......؟

جاؤ...... ذرے سے عرش تک چار دانگ عالم پھیلے ہوئے ہیں......صرف ایک آواز اُبھری جس نے قسم کھا کے کہا:

آدمؑ کامیاب ہے یا نہیں، عیسیٰؑ کامیاب ہے یا نہیں......

فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ !

ربّ کعبہ کی قسم! مَیں علی کامیاب ہوں...............(نعرے)

ایک آواز..........

کیوں؟ کامیابی کا پتہ چل سکتا تھا نفس اللہ سے......

تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِکَ ؕ المائدہ:۱۱۶

جو تیرے نفس میں ہے مَیں نہیں جانتا کی بات کی ابھی مَیں نے......اور علیؑ خود نفس اللہ..........(نعرے)

کیونکہ نتیجہ قیامت سے پہلے ملنے کا نہیں......اور قیامت میں جب یہ نتیجہ سامنے آئے گا:

خَشَعَتِ الۡاَصۡوَاتُ لِلرَّحۡمٰنِ فَلَا تَسۡمَعُ اِلَّا هَمۡسًا ۝
يَوۡمَئِذٍ لَّا تَنۡفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنۡ اَذِنَ لَهُ الرَّحۡمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوۡلًا ۝ طٰہٰ

رحمٰن کی پیشی میں آوازیں پست ہوجائیں گی۔ زبانیں کانپ رہی ہوں گی، لہجے لرز رہے ہوں گے، فرشتوں کی صف ہوگی، روح القدس کھڑا ہوگا، کسی کو بولنے کی طاقت نہ ہوگی، سوائے اُس کے جسے رحمٰن اجازت دے چکا ہے۔

یہ فعل ماضی ہے اَذِنَ جسے اجازت دے چکا۔ میدان قیامت میں دبدبہ کبریائی کے سامنے خاموشی ہوگی۔ کوئی زبان نہیں بولے گی سوائے اللہ کی زبان کے...... (نعرے)

ہر کوئی محتاج، ہر کوئی دیکھ رہا ہے میرے نبیؐ کی طرف...... کوئی گناہ بخشوانے کے لئے، کوئی عمل میں نقص دور کرانے کیلئے، کوئی رُتبہ بڑھانے کیلئے......

اتنی محتاجی ہوگی...... خدائی کی خدائی میرے نبیؐ کی محتاج ہے۔

حوض کوثر ہوگا، رسولؐ کی کرسی ہوگی، اور گرمی بڑی ہوگی......

پسینے کی لگامیں چڑھ جائیں گی، انبیاء دیکھیں گے بڑی دیر ہے، گرمی کھائے جارہی ہے......

چلو ہم تو معصومؑ ہیں...... ہم نے اپنے حصّے کا کام کردیا......

اب اُمتیں جانیں اور اُن کا مقدر جانے............

جنت کے دروازے پہ پہنچیں گے...... دستک کو ہاتھ اُٹھیں گے......

عرش سے آواز آئے گی...... کیا چاہتے ہو؟

پالنے والے گرمی بڑی ہے...... پتا ہے تیرے لطف وکرم سے ہمیں ملنی تو جنت ہے، دروازہ کھُلا......

اپنے حصے کا کام کیا؟ مالک تو جانتا ہے ہم نے کیا......

فرمایا: میرے جاننے کو چھوڑو

گواہ ہے کوئی تبلیغ کا............؟

اِسی کی طرف اشارہ ہے قرآن میں۔ اللہ اپنے محبوب سے لطف کے لمحات میں گفتگو کررہا ہے۔ النساء میں ارشاد ہوا:

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيۡدٍ وَّجِئۡنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيۡدًا ۝

میرے حبیبؐ! وہ کیسا وقت ہوگا جب ہم ہر اُمت کے عملوں کا گواہ ان کے نبیوں کو لائیں گے۔ اور سب پر تمہیں گواہ لائیں گے۔

آوازِ قدرت آئے گی...... ہے کوئی گواہ؟

مالک تو خود گواہ............

فرمایا میری گواہی چھوڑو...... جب تک محمدؐ گواہی نہ دے......

مَیں نے گواہی صرف یہ نہیں لینی کہ تم نے تبلیغ کی...... مَیں نے نیتوں کی گواہی لینی ہے......

جیسی مَیں چاہتا تھا ویسی تبلیغ کی......؟ جب تک محمدؐ گواہی نہ دے قبول نہیں...... جاؤ...... گواہ لاؤ......

ہر بندہ سوچے ضرور...... کیا اللہ نہیں جانتا کہ یہ تبلیغ کر چکے......؟

جانتا ہے ناں...... تو پھر نتیجہ کیا نکلا............؟

Presented by: https://jafrilibrary

جانتا ہے...... محمدؐ کے بغیر مانتا نہیں......

یہی تو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں۔

جیسے جانتا ہے اِن کے بغیر مانتا نہیں...... خود دے سکتا ہے ان کے بغیر دیتا نہیں

..........(فلک شگاف نعرے)

محتاج دیکھنا چاہتا ہے خدائی کو ان کی دہلیز پر...... دنیا میں بھی، محشر میں بھی......

خدائی کی خدائی کس کی محتاج...... رسولؐ کی

ایک بندے کو ہے کام مجھ سے، میرا گھر پوچھے گا ناں......

کس شہر میں رہتا ہے غضنفر...... کس کونے میں ہے گھر ؟

رسائی کا طریقہ کیا ہے ؟

اب چیونٹی سے ہاتھی تک...... جن سے بشر تک...... عیسیٰؑ سے آدمؑ تک......

صلصائیلؑ سے جبرائیلؑ تک...... کائنات کو ضرورت ہے محمدؐ کی ......اور پہنچا

کیسے جائے؟ کہہ گیا میرا نبیؐ

اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

مَیں العلم کا شہر ہوں علیؑ اس کا دروازہ۔

اور فرمایا:

اَنَا دَارُ الْحِكْمَةِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا

مَیں حکمت کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ۔

علم کو تو جانتے ہو، حکمت کیا ہے؟ آل عمران کی آیت نمبر ۸۱ میں ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

حکمت ہے نبوت، حکمت ہے رسالت......

فرمایا مَیں حکمت کا گھر ہوں (حکمت کا شہر نہیں کہا) العلم کا شہر، حکمت کا گھر..........

شہر میں ہر کوئی جا سکتا ہے ......گھر میں سوائے رشتہ دار کے کوئی نہیں جا سکتا..........

علم تو کم ذات سے بھی مل سکتا ہے لیکن نبوت محمدؐ کے رشتہ داروں سے ملے گی..........(نعرے)

جانتا ہوں:...... مانتا نہیں......

میرا محبوب گواہی دے گا کہ انہوں نے تبلیغ کی......ابراہیمؑ، موسیٰ، عیسیٰ نے کی تو قبول ہے ورنہ کھڑے رہو......

یہاں مولوی رسولؐ کا محتاج نہیں ہونا چاہ رہا......وہاں نبوتیں محتاج بن کے کھڑی ہیں......

نوحؑ سے کہیں گے تم شیخ المرسلین ہو......آدم ثانی کہلاتے ہو...... پہلے پہلے رسول ہو......

آدمؑ رسول نہیں کیونکہ رسول کیلئے اُمت چاہیے، اس وقت کچھ نہیں تھا......

عمر میں بھی ہر نبیؑ سے زیادہ ہو......وفد کی سربراہی کرو......وہ دیکھو کوثر کے کنارے بیٹھا ہے محمدؐ......

تم جاؤ......گزارش کرو......گواہی دے...... ہماری تو گرمی سے جان چھڑائے......

(ہم بڑا احسان جِتاتے پھرتے ہیں کہ ہمارے دل میں آلِ محمدؐ کی بڑی محبت ہے ،سردی گرمی میں ذِکر سنتے اور سینہ زنی کرتے ہیں۔ وِلا کا صلہ بھی تو دیکھو)

نوحؑ انبیاء کا گروہ ساتھ لے کے آئے گا...... یارسول اللہ! تبلیغ کی گواہی چاہیے
...... اللہ جانتا ہے لیکن مانتا نہیں...... حضورؐ اُس وقت کہیں گے ہجوم نہیں دیکھ رہا......؟ پہلے
حُبداروں کو کوثر پلاؤں کہ تمہاری گواہی دوں............

اُس دن محبت کی قیمت وصول نہیں ہو جائے گی......؟!

اُنہتر (۶۹) دفعہ خالی ...... لیکن جب سترہویں دفعہ آئیں گے
(رحمتِ کل بھی تو ہے ناں میرا رسولؐ) حمزہؓ و جعفر طیارؓ سے کہیں گے کہ نوحؑ کے ساتھ جاؤ
...... گواہی دے کر آ جاؤ......

اے حمزہ...... اے جعفر...... جاؤ...... گواہی دو......

کیا کوئی وکیل ایسا گواہ لے کے جا سکتا ہے جو موقعہ پر ہی نہ ہو اور گواہی دینے
جائے......

کوئی عقل سے خالی وکیل بھی ایسا نہیں کرے گا کیونکہ اسے پتہ ہے یہ خود اندر
جائے گا میرا بھی لائسنس کینسل کروائے گا۔ کیونکہ گواہی سنی ہوئی نہیں ہوتی بلکہ گواہی
آنکھوں دیکھی ہوتی ہے............

اب محمدؐ...... حمزہ و جعفر سے کہہ رہا ہے جاؤ...... نوح کی گواہی دو......

ماننا پڑے گا نوح تبلیغ کر رہا تھا ...... پتھر کھا رہا تھا ...... جعفر طیار دیکھ
رہا تھا............ (نعرے)

میری تھوڑی مدد کرنا...... حمزہؓ و جعفرؓ کیا نبی ہیں؟ نہیں......

امام ہیں ؟ نہیں......

حجتِ خدا...... ؟ نہیں......

دو حجتوں کے رشتہ دار اور بس...... اور جب رشتوں کا یہ کمال ہے............!

جعفر طیارؓ، نوحؑ کو دیکھ رہا ہے۔ حیدر کرارؑ کس کو دیکھ رہا ہے............
؟ (نعرے)

اب ایسا ہے...... تقریب ہے بہت بڑی، کسی شہنشاہ کی طرف سے...... اور کسی
دوسرے شہنشاہ یا سربراہ کے اعزاز میں ہے...... بادشاہ بھی آ گیا ہے کیک نہیں کٹ رہا
...... جب سب آ گئے اب انتظار کیسا......؟ میزبان کہتا ہے مجھے کسی کا انتظار ہے۔

میدان محشر ہے...... عرش سج گیا ہے...... محمدؐ مصطفیٰ کا تخت لگ چکا ہے، تیرا نبیؐ
تخت پر بلا تشبیہ بیٹھا ہے......

لوائے حمد کا در کھُل چکا ہے...... اُمت گرمی میں تڑپ رہی ہے...... جھنڈا
پھیلایا نہیں جا رہا......

کوثر پہ کرسیاں، پیمانے سج چکے ہیں...... کوثر بانٹا نہیں جا رہا............

یارسول اللہ! اللہ کو تیرا انتظار تھا، دیر کیا ہے ؟ کہا ٹھہر علیؑ کو آنے دے
.... (نعرے)

جب اُس سے صادر ہوا حامد تھا۔ آسمانوں پہ رہا احمد تھا، زمین پہ اُترا محمدؐ تھا
...... قیامت کے دن جہاں کھڑا ہو گا وہ مقام محمود ہو گا............

حمد کے سارے پیکر اس دن جمع ہو جائیں گے۔ جو جھنڈا ملے گا لواء الحمد......

ملاں صدرا علیہ الرحمہ اسفار اربعہ میں لکھ رہے ہیں کہ

لوفرض انی ب بسم اللّٰہ ما عظمة التی کانت له فی اللوح
المحفوظ نزل الی العرش و اضمحله

صرف بسم اللہ کی باء اگر اسی عظمت کے ساتھ اُتر آتی جو لوحِ محفوظ میں ہے تو عرش پگھل جاتا۔

یعنی بسم اللہ کی باء کی عظمت عرش سے برداشت نہیں ہوتی۔ زمان و مکان سے بڑی ہے۔ یہ ایک حرف ہے۔۔۔۔۔ الحمد کے پانچ حرف ہیں۔۔۔۔۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے بعد ہے کیا؟ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کسی کھوہاں کیا ہوا جملہ ہے۔

وہاں اللہ کی زبان نے کہا یہاں علیہ السلام کی زبان تک آیا اور حرف ہیں پانچ (ا،ل،ح،م،د)

اسی سے ہے لواء الحمد، یعنی اگر ہم ایک باء کو ایک کائنات بنائیں (حالانکہ کائنات سے بڑی ہے) تو الحمد کی ہیں پانچ کائناتیں۔۔۔۔۔

یعنی پانچ کائناتوں کا بوجھ ہلکا ہا کیسے لواء الحمد کا بھاری۔۔۔۔۔ تیرا نبیؐ انتظار میں ہے۔۔۔۔۔ علیؑ آئے تو اٹھائے۔۔۔۔۔ جو پانچ کائناتوں کو ہاتھ میں لے سکتا ہے۔۔۔۔۔ (نعرے)

اب دیکھو جو چیز جس کے پاس ہوتی ہے اُس سے مانگنے میں توہین نہیں ہوتی۔ ایک چیز چاہیے وہ میرے پیسے سے میرے بیٹے نے خریدی ہے۔۔۔۔۔ ہے میرے بیٹے کے پاس۔۔۔۔۔ مجھے ضرورت پڑ گئی۔۔۔۔۔ بیٹے سے مانگنا پڑے گی ناں۔۔۔۔۔ اور اس میں میری توہین نہیں ہے اور میرا بیٹا بھی مجھ سے افضل نہیں ہو جائے گا۔

یہی وجہ تھی حسینؑ کے بچپنے کے ناز کیوں اُٹھاتا تھا نبیؐ؟

عید کے دن پسینے کے موتیوں کی طرح ٹوٹ کر گرتی ہوئی لڑیاں، زُلفِ نبوت کی

مہار بچے کے ہاتھ میں۔۔۔۔۔ اِدھر چلو۔۔۔۔۔ اُدھر چلو۔۔۔۔۔ وہاں چلو۔۔۔۔۔ یہاں چلو۔۔۔۔۔ ستر دفعہ لے گیا۔۔۔۔۔ ستر دفعہ لے آیا۔۔۔۔۔

علیؑ عالمِ جلال میں بڑھے کہ بچے کو اُتار دوں۔ رحمتِ کل کو پسینے میں ڈبو دیا ہے حسینؑ نے۔۔۔۔۔ دور سے آتے دیکھ کر رسولؐ نے ہاتھ سے روکا علیؑ کو۔۔۔۔۔ خبردار یا علی باپ بن کر حکم نہ دینا میں بچے کے لاڈ تھوڑی اُٹھا رہا ہوں۔۔۔۔۔ میں تو اُمت کی شفاعت کا بوجھ اُٹھائے ہوئے ہوں۔۔۔۔۔ (نعرے)

حدیث کساء میں پڑھتے ہو گے کہ جب یہ بیٹا آیا تو فرمایا:

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا وَلَدِيْ وَيَا شَافِعَ اُمَّتِيْ

سلام ہو اے فرزند، اے میری اُمت کی شفاعت کرنے والے۔

توحید ہو کہ رسالت۔۔۔۔۔ محسن مانتی ہے حسینؑ کو۔۔۔۔۔

جس نے اس کی بقاء کیلئے شہہ رگ کٹوائی۔۔۔۔۔

پتا چلے گا میدانِ قیامت میں۔۔۔۔۔ اور اس وقت مفہومِ شفاعت بھی سمجھ میں آئے گا۔۔۔۔۔

جب بتولؑ کہے گی پالنے والے کیا میں نے حسینؑ جھولی میں ذبح نہیں کروا لیا۔۔۔۔۔؟!

کیا میں نے حسینؑ جھولی میں نہیں کٹوا لیا۔۔۔۔۔؟!

اگر اُس وقت میں چادر سر سے ہٹا لیتی تو کیا ہوتا۔۔۔۔۔؟

عرش سے آواز آئے گی قیامت آجاتی۔۔۔۔۔

فرمائے گی کل میں چپ رہی۔۔۔۔۔ وہ میرے حسینؑ کے ماتمی کھڑے ہیں سامنے

......آج تجھے چپ رہنا ہوگا............

اور وہاں راز کھلے گا......بتولؑ کہے گی پالنے والے! زمانے میں شہرت تھی کہ شمر نے میرے حسینؑ کو تیرہ ضربوں سے مارا......

میرے حسینؑ کے عزادار پوچھتے تھے وجہ..........؟؟

میرے حسینؑ کے ذاکر بتاتے تھے خنجر کُند تھا..........مَیں تو موقع کی گواہ ہوں

......مَیں نے تو جھولی میں کٹوایا..........

خنجر کُند نہیں تھا......خنجر بہت تیز تھا......پھر تیرہ ضربیں کیوں چلیں......؟

رو کے کہے گی پالنے والے اس کی وجہ ہے......یہ تو دشمن کو مار رہا تھا......مَیں نے تو چکیاں پیس پیس کے پالا تھا......یہ حسینؑ کے گلے پر خنجر رکھتا تھا......مَیں کلائی رکھ دیتی تھی

......یہ خنجر رکھتا تھا مَیں بازو رکھ دیتی تھی ......یہ خنجر مارتا تھا مَیں گلے پہ گلا رکھ دیتی تھی......

تجھے ثبوت چاہیے ......لے مَیں نے چادر ہٹا دی ......میرے گلے پہ خنجر کے نشان دیکھ

......شمر نے فاطمہؑ کے گلے پہ چھری پھیری..........شمر نے بتولؑ کو شہید کیا..........

وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ

مجلس 10

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

جو گزشتہ مجالس میں مَیں نے عرض کیا، اُسے چار ہی لفظوں میں

دُہرا دینا چاہتا ہوں۔

صادرِ حقیقی جب اُس سے صادر ہوا تو حامد تھا، ملکوت میں آیا تو احمد تھا، زمین پہ اُترا تو محمدؐ تھا......

علیؑ کے گیارہ بیٹوں کی نسبت سے اللہ نے اُس پر تہجد کی گیارہ رکعت واجب کر دیں۔ تہجد کی نماز صرف رسولؐ پر واجب......

غضنفر سے لے کر آدمؑ تک تہجد کسی پر واجب نہیں......کیونکہ یہ گیارہ ولایتوں کا شکرانہ ہے اور اس معرفت کو سوائے محمدؐ کے کوئی نہیں جانتا..........(نعرے)

عالمِ ازل میں ہر ذی روح سے اللہ نے پوچھا تھا کیا کرے گا جا کے دنیا میں......؟

مادی طور پر کیا کرے گا یہ بھی بتا......

روحانی طور پر کیا کرے گا یہ بھی بتا..........؟

جب خیبر شکن کی باری آئی اُس نے کہا مَیں تیری محبت کا صدقہ بن جاؤں گا......

ایک رات کیلئے نہیں ......مسجد قبا کے محراب سے لیکر میدان نہروان تک جہاں تیرے حبیبؐ کی حقانیت پہ اُنگلی اُٹھے گی علیؑ اپنے آپ کو موت کے آگے پیش کر دے گا..........

آوازِ قدرت آئی ......تو نے میری محبت کے بارے میں اِس خلوص کا اظہار کیا

......مَیں ھُوَ ہوں، ھُوَ کے عدد گیارہ ہیں۔ مَیں نے اپنی ھُویت کو ولایت کے گیارہ

روپ دے کر تیری پشت میں رکھ دیا..........(نعرے)

تو اب یہ حق بھی رسول ؐ کا بنتا ہے کہ یہ گیارہ رکعت ان پہ واجب ہونی چاہیے۔اوراس کے صلے میں اللہ نے مقامِ محمود عطا کرنے کا وعدہ کیا۔

زمانے کے علماء سمجھتے رہے کہ مقامِ محمود مقامِ شفاعت ہے۔ٹھیک ہے شفاعت بھی میرے رسول ؐ کا منصب ہے لیکن مقامِ محمود سے مراد یہ نہیں......

کسی نے علیؑ کے پانچویں بیٹے سے پوچھا تھا جو بات آپ لوگوں کے علم میں ہے کائنات کے علم میں نہیں......وجہ کیا ہے؟مسکرا کے فرمایا

اَخَذْتُمُ الْعِلْمَ مِنَ الْمَیِّتِ وَاَخَذْنَا مِنَ الْحَیِّ اِلَی الْحَیِّ

تم نے مُردوں سے علم لیا مرگیا اور ہم نے اس حی سے لیا جو لایموت ہے۔

مَیں آج بتانے کی کوشش کرتا ہوں کہ مقامِ محمود سے مراد کیا ہے؟اوراس کے لئے پہلے خود صاحب مقامِ محمود کا فرمان سنانا چاہتا ہوں۔

اغراق نہ سمجھنا......مبالغہ نہ جاننا......منبر ہے اور یہ شاہِ نجف نے قاضی شریح سے کہا تھا یہاں یا حجت بیٹھتی ہے یا شیطان......تیسرا بندہ ہی کوئی نہیں......لہٰذا منبر پہ بیٹھے رہے ہو،سوچ کے بیٹھنا کہ حجت کی روش پہ چلنا ہے یا ابلیس کے راستے پر......

یہ فرمان جو مَیں سنانے لگا ہوں گیارہ صحابہ کو رسولؐ نے الگ حجرے میں بلایا یعنی جتنے ھُوَ کے عدد ہیں (حجت کے ہر قول میں، ہر فعل میں کوئی نہ کوئی مصلحت ہوتی ہے) سلمان جیسے،ابوذر جیسے،عامر ابن طفیل جیسے،مقداد جیسے گیارہ صحابہ کرام الگ کیئے......وہاں لمبی چوڑی بات کی ہے تمہارے رسولؐ نے......اس میں سے ایک ٹکڑا جو میرے مضمون سے مربوط ہے آپ کی نذر......سناؤں......؟

مَیں درمیان سے پڑھنے لگا ہوں......

سلمان......! جی مصدرِ ایمان......

وَاللّٰہُ الْخَالِقُ وَنَحْنُ الْمَخْلُوْقُ

وَاللّٰہُ المکوِّ نُ ونحن المکوَّ نُونَ

واللہ الباریٔ و نحن البریۃُ

موصولین غیر منفصلین

ھلّل نفسه فحللناه و کبر نفسه فکبرناه

وسبح نفسه و سبحناه

وقدس نفسه فقدسناه و حمد نفسه فحمدناه

لم نزل انواراً نتعارف ونتناج مسمین متباینین ازلین موجدین منه بُدئنا والیه نعود لم نزل انواراً من نوره بمشیئته و قدرته لانسئم تسبیحه ولانستکبر عن عبادته الیٰ ان قال وان اللّٰه منجنی اللواء فی القیامة الذی یحمله' اخی علی، واعطانی الحوض والشفاعة تفضلً منه علیؑ و اعطانی مفاتیح الدنیا وکنزها و نعیمها فلم اقبل زهداً فیه فتعوضنی منه بمفاتیح الجنة والنار فجعلت کلما اعطانی ایاه ربی لاخی علی والآئمة من بعد.

شاید کچھ خریدار ہیں ایسے جن کے لئے کہنے لگا ہوں......علماء نے دفتر کے دفتر سیاہ کردیئے اِس بات پر کہ حسینؑ نے ایک رات کی مہلت کیوں مانگی تھی......؟

جس نے جو لکھا موتی پروئے......یہاں تان آ کے توڑتے ہیں اپنے قلم کی کہ

حسینؑ نے اللہ سے جو معاہدہ کیا تھا اُس میں عمریں بھی لکھ کردی تھیں ہر ایک شہید کی

......شہزادہ علی اصغرؑ کی عمر چھ ماہ لکھوائی تھی......ایک دن کم بنتی تھی......اُسے پورا کرنا تھا......

یقیناً یہ بات بھی ہے......لیکن دو اور باتیں ہیں......ان پہ عام طور پر نظر نہیں جاتی

......نیا معاہدہ لکھنا تھا جون کی خاطر......جون حبشی کا نام پہلے شہداء کی فہرست میں نہیں تھا

......حسینؑ کے اپنے فقرے دلیل ہیں......

جب شمع گُل کی، روشن ہوئی......پھر گل کی، پھر روشن ہوئی......دیکھا جون بیٹھا رہا......فرمایا تم ابوذر کے غلام ہو......مَیں لڑوانا نہیں چاہتا......وہ دھاڑیں مار کے رونے لگا......تو کریم ہے اس لئے میرا دل نہیں توڑ رہا......سیدھا کہہ مَیں کالا بھجنگ

......مَیں حبشی......میرا پسینا بدبودار......میرے خون میں بدبو......تو اپنے معطر لہو میں میرا لہو نہیں ملانا چاہتا............

حسینؑ نے کہا اچھا اگر یہ معیار وِلا ہے......ہم نے پہلا معاہدہ کینسل کیا نیا لکھتے ہیں............(نعرے)

جون بظاہر حبشی ہے......غلام نہیں، غلام کا غلام ہے......کہہ سکتا ہے مہلت میری وجہ سے ہے......

اب اللہ جانے کون خریدار ہے جس کی وجہ سے مَیں یہ سارا کچھ کہنے پر مجبور ہو رہا ہوں......؟!

سلمان......جی عطائے رحمٰن......

وہ خالق اور بس ہم مخلوق (مجھے اور تجھے تو رسولؐ نے گنا ہی نہیں)

یارسول اللہؐ یہ سارے عاشق ہیں آپ کے......یہ سارے حقیقتِ محمدیہؐ سننے کیلئے

جمع ہیں......کیا ہمیں سوال کا حق ہے؟

چلو ہم تیرے جانوروں سے بھی پست مان لیا......ہمیں مخلوق کی فہرست سے باہر کیوں کردیا؟ کہا جاہل نہ بن مَیں اُن کی بات کررہا ہوں جنہیں اُس نے بنایا

............(نعرے)

وہ خالق اور بس ہم مخلوق......

جس کو اُس نے بے دست و پائی سے بنایا اور دیکھئے

وَاللّٰہُ المکون وَنَحنُ المکونون

وہ کردینے والا ہے اور ہم ہوجانے والے ہیں......

اُس کا کمال یہ ہے کہ جو نہ تھا......اُسے کردیا، ہمارا کمال یہ ہے کہ ہم ہوگئے......

مَیں کہوں امجد پانی لاؤ......لایا یہ کمال ہے؟

اشارہ کروں یہ کمال ہے؟ یا ارادہ کروں؟ مَیں ارادہ کروں اور شکیل بخاری پانی لائے کمال تو یہ ہے ناں............سورہ ال عمران میں ارشاد ہوا:

اِنَّ مَثَلَ عِیۡسٰی عِنۡدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَہٗ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ﴿﴾

اللہ عیسیٰ سے کہے ہوجا......وہ پھر ہو

اور محمدؐ سے کہے ہوجا......ہوجائے کمال کیا ہے......؟

عیسیٰ سے کہتا ہے ہوجا......محمدؐ کے لئے سوچا ہوتا............ہوگیا۔(نعرے)

ھُوَ المکون وَنَحنُ المکونون

وہ کردینے والا اور ہم ہوجانے والے

ھو الباری و نحن البریہ

وہ ایجاد کرنے والا اور ہم ایجاد ہو جانے والے
لیکن شئے والی ایجاد نہیں...... یہاں شئے کیا، کلمہ نہیں تھا جب ہم تھے...... کُن نہیں تھا...... کُن نہیں کاف نہیں تھا...... کاف کیا کاف کا بازو نہیں تھا...... عالمِ حرف کا شعور تک نہیں تھا......

تھے کیسے......؟

موصولین لا منفصلین
ہم اللہ سے یوں نہیں یوں تھے...... (بلافصل)
ہم اللہ سے بلافصل تھے فصل نہیں تھا......
کیوں کہلاتا ہے علیؑ، عبد اپنے آپ کو......؟
میں محمدؐ کا عبد...... اَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِیْدِ مُحَمَّدٍ
علیؑ کی شان ہے وصی رسول اللہ و خلیفتہ بلافصل یہ نبیؐ سے بلافصل محمدؐ علیؑ سے بافصل......

یہ بات ہو رہی ہے حقیقتِ محمدیہؐ کی...... نبوت کی نہیں ہو رہی......
میرے نبیؐ کی عزت نبوت کی وجہ سے نہیں نبوت تو علیؑ کے بچوں کی سوالی ہے......
السلام علیک یا اهل بیت النبوة و معدن الرسالة
رسالت کی کان...... نمک کی کان سے لوہا تو نہیں نکلتا......
تو یہ رسالت کی کان ہیں...... رسالت ان سے نکلی ہے...... میرے نبیؐ کی پہچان محمدیت ہے...... ختم نبوت کی پہچان محمدؐ ہے......
بڑے بڑوں کو نبوت اور ختم نبوت کے فرق کا پتا نہیں...... یہ بات میں اس وقت

کی کر رہا ہوں جب ایک حقیقت تھی ابھی چودہ حصوں میں بٹی نہیں تھی...... (نعرے)
ایک میں چودہ...... چودہ میں ایک......
اب کہو محمدؐ بلافصل تھا تو سہی...... چودہ بلافصل تھے تو سہی......
ہم واصل تھے، فاصل نہیں تھے......
وصل تھا فصل نہیں تھا......
اُس نے اپنی تحلیل خود بیان کی، ہم نے اُس سے سُن کے بیان کی......
ہمارے اور خدا کے درمیان اور کوئی نہ تھا......
ہم نے اُس سے لا الٰہ الا اللہ سیکھا، کائنات کو سکھایا......
سوائے ہمارے کس کا حوصلہ تھا کہ اس بے نقاب کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دے......
ہم سورج کی آنکھ میں آنکھ نہیں ڈال سکتے جو کبریائی سے بلافصل ہو کر......
اس لئے اللہ نے تجربات کروائے، اپنے نور کے اسی ہزارویں حصے کی جھلک دکھائی...... وہ بھی کروڑوں میل دور سے...... پیروں موسیٰؑ کو خبر نہیں میں ہوں کہاں......؟! اور یہی کچھ میں مسلمانوں کے تہتر (۷۳) فرقوں کو سکھاتا پھرتا ہوں، ہوش کے ناخن لو، انسان بنو، آدمؑ سے لے عیسیٰؑ تک نبی اس سے براہِ راست گفتگو نہیں کر سکتے، اس سے براہِ راست لے کون سکتا ہے......؟
وہ جس کے دور کے نور کو دیکھنے سے طور ریزہ ریزہ ہو جائے اس کے ہاتھ سے سوائے ید اللہ کے کون لے سکتا ہے......؟! (علیؑ حق کے فلک شگاف نعرے)
وہ کہتا ہے میں اس واسطے تسبیح کا حقدار نہیں کہ میں نے زمین و آسمان بنائے، انجم و کواکب بنائے......

آدمؑ بنایا، عیسیٰؑ بنایا...... یہ میرا حق نہیں...... یہ میرا حق ہے کہ مَیں نے محمدؐ بنایا، علیؑ بنایا......

چودہ کو بنا کے اللہ کہتا ہے تسبیح میرا حق ہے......ہم نے دل میں بسا رکھا ہے ہمارا کیا حق بنتا ہے......مولوی کے چکر میں آ کر بیوقوف بن رہے ہو اتنی بڑی قیمتی چیز جنت کے بدلے بیچو گے............؟!

اللہ......ہم نے دیکھا ہے کہ تجھے چودہ سے پیار ہی بہت ہے...... جہاں یہ ہوتے ہیں وہاں تو ہوتا ہے...... کعبے کو بیت اللہ تو کہتا ہی اسی لئے ہے کہ علیؑ ہے اس میں ......عرش کو تو مجید کہتا ہی اِس لئے ہے کہ محمدؐ کی جوتیاں چومتا ہے......

ہم نے بڑے غور سے دیکھا ہے جہاں یہ ہوتے ہیں وہاں تو ہوتا ہے......دنیا میں ہم نے دل میں چودہ کو رکھا......اب تجھے وہیں رہنا ہوگا جہاں یہ رہیں ....جو تیری جنت ہے ہمیں وہاں لے چل.................(نعرے)

وہ ہمارے حوالے سے اپنی تسبیح کرتا رہا......ہم اُس کے حوالے سے اُس کی تسبیح کرتے رہے......

اُس نے اپنی تقدیس بیان کی، ہم نے کی......

وَحَمدَ نَفْسَهُ فَحَمدْنَاهُ

اُس نے اپنی حمد کی، ہم نے اُس کی حمد کی......

اِس وقت مَیں تنگنائے حقیقت میں ہوں...... مجھے اپنی کوئی فکر نہیں...

فرمایا سلمان......، جی مصدرِ ایمان......

لم ننزل انوار نتعارف ونتناج

مسلسل کروڑوں زمانے ہم ایک دوسرے سے تعارف بھی حاصل کرتے رہے اور اُس سے سرگوشیاں بھی کرتے رہے......

یہ اللہ بندے سے تعارف کیوں مانگ رہا ہے......؟علیؑ بادشاہ نے اسی موقع پہ ہی تو کہا تھا......

وجدت لک احب واجعلنی کما تحب

اے اللہ! مَیں نے تجھے ویسے پایا جیسا مَیں چاہتا تھا............(نعرے)

یہی ایک جملہ اگر علمائے عالم سمجھ لیتے تو کائنات میں علیؑ کا ایک منکر بھی نظر نہ آتا......

یہ مخلوق کا جگر ہے کہ خالق سے کہے......

بھائی ......گھبرانے کی ضرورت نہیں، یہ اللہ کی اپنی زبان بول رہی ہے ......(نعرے)

یہ جملہ بتاتا ہے یہ بندہ شئے سے نہیں بنا...... یہ بندہ، بندہ ہو کے بھی بندوں جیسا نہیں ہے۔

اے کاش ایسا نسخہ بھی ہوتا نہ پڑھنے والا تھکتا، نہ سماعتیں دم توڑتیں......!

ابھی تو مَیں محمدؐ و علیؑ کے زمینی فضائل پڑھتا پھرتا ہوں......

اور اللہ کی قسم! مَیں جو تنہائی میں بیٹھ کے نشہ لیتا ہوں ناں............وہ اس بات پہ لیتا ہوں......مولا ! جو مَیں تجھے جانتا ہوں اُسے عوام تو عوام، دعوٰی دارانِ علم برداشت نہیں کرتے...... جب تیرا گیارہواں بیٹا آ کے تیرے فضائل پڑھے گا............(نعرے)

ہم ایک دوسرے سے متعارف ہوتے رہے، ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے رہے......

کان والے سے سرگوشی کرنا کیا کمال ہے......؟

بے گوش کی سرگوشی..................!

آج پتا چل رہا ہے کچھ کچھ کہ اللہ نے قرآن میں کیوں کہا......؟

سورہ مجادلہ میں ارشاد ہوا: آیت: ۱۲

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً

اے ایمان والو! جب بھی میرے نبی محمدؐ سے سرگوشی کرو، پہلے صدقہ دیا کرو۔

(نعرے)

لَمْ نَزَلْ اَنْوَاراً

مسلسل نور تھے ہم......

لم نزل انوار من نورہ

ہم نور تھے مگر نور جیسے نہیں تھے......

من نورہ

ہم اس کے نور میں سے تھے

مَایَنْطِقُ کی زبان کہہ رہی ہے امام الانبیاءؐ فرما رہا ہے، مسجودِ علم کہہ رہا ہے، مصدر عقل کہہ رہا ہے

اللہ بے جسم تھا......اُس نے بے جسمی میں سے ایک نور نکالا، اُسے مجسم کر دیا ...... یہ کیسے......؟

بمشیئته وقدرته

اُس کی خواہش یہی تھی، اُس کی قدرت یہی تھی۔

لانسئم تسبیحه ولانستکبر عن عبادته

ہم جب سے ہوئے آج تک ہم اُس کی تسبیح سے تھکے نہیں......

اور جب تسبیح سے رُکے ہی نہیں تو بچے تیری طرح کیسے پیدا ہوں گے......؟!

(نعرے)

بڑا تیر مارتے ہیں مولوی......چلیں جی محمدؐ مصطفیٰ تو نور ہیں......بیویاں تو بشری ہیں......فطرت پہ ظلم کہاں جائز ہے......بھائی کس نے کہا ظلم ہے......خواب نہیں دیکھے تم نے کبھی......؟

تم خواب دیکھ رہے ہو......تمہارے نزدیک کچھ ہے......فریق ثانی کو کچھ پتا ہی نہیں...........

یہ عالمِ ملکوت کے شہنشاہ ہیں......بشری بیویاں سمجھتی ہیں......کہ غسل واجب ہے ......محمدؐ نے چھوا بھی نہیں ہوتا......(نعرے)

اللہ، رسولؐ سے فرما رہا ہے سورۂ یونس میں:

وَمَا تَكُوْنُ فِیْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَیْكُمْ شُهُوْدًا ۝

اے رسولؐ! چاہے تو قرآن پڑھ رہا ہوتا ہے تو جس حالت میں بھی ہوتا ہے ہم موقع پر موجود ہوتے ہیں۔

جس کا خالق اس کا ہم مجلس رہے ہر وقت......(نعرے)

تہتر (۷۳) فرقوں کی کتابیں بھری پڑی ہیں کہ رسولؐ نے ہمیشہ روزہ وصل رکھا...... شام کو افطار کرتے ہوناں......اِفطار نہ کرو، اگلے روزہ کی نیت کر لو......اسے

کہتے روزہ وصل......

صحاح ستہ تک میں موجود صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ!

انک تواصل فکیف تمنعنا

آپ خود تو روزہ وصل رکھتے ہیں، ہمیں کیوں روکتے ہیں؟

دو جواب دیئے......ایک تو یہ کہ

مَیں تمہاری مثل نہیں ہوں......

لست مثلکم

رسولؐ فرماتا ہے مَیں تمہاری مثل نہیں......غلام رسولؐ کہتا ہے میری مثل......

دوسری بات یہ ہے

ابیت عند ربی ھو یطعمنی و یسقینی

مَیں رات زمین پہ ہوتا ہی کہاں ہوں، مَیں تو عرش الٰہی پر اللہ کے ہاں ہوتا ہوں۔

وہ جو گھر رہتا ہی نہیں، او تیرے بچے مریں......! اُس کے بچے تیری طرح کیسے......؟

قیامت میں سب سے پہلے یہی حقیقتِ محمدیہؐ کا مالک اعلان کرے گا......

آلِ محمدؐ کے یتیموں کو پالنے والے کدھر ہیں؟ آئیں پہلے مَیں اُن کا قرض اُتاروں......

پورا محشر پکارے گا......سرکار، تیرے یتیموں کو کون پال سکتا ہے؟ فرمایا اِس میدان میں ایسے عالم نہیں ہیں جنہوں نے ہمارے بھٹکے ہوئے شیعوں کے عقیدے درست کیئے ہوں......؟

چونکہ ان کا امامؑ ان سے غائب تھا، وہ یتیم تھے......یہ ان یتیموں کی کفالت ہے......

سلمان!......جی مصدرِ ایمان......

ان اللّٰہ اعطانی لواء الحمد یوم القیامة یحملہ اخی علی و اعطانی الحوض و الشفاعة تفضل منه علی و اعطانی مفاتیح الدنیا و کنزھا و نعیمھا فلم اقبل زھدًا منی فتعوضنی منه بمفاتیح الجنة و النار فجعلت کلما اعطانی رب لعلی و الآئمة من بعد

اللہ نے مجھے لوائے حمد دیا، دیا مجھے ہے سلمان، اُٹھائے گا تیرا مولا علیؑ......

اللہ نے مجھے حوض کوثر دیا، مقامِ شفاعت دیا۔ یہ فضل ہے اُس کا مجھ پر، یہ دینے کے بعد، اللہ نے کائنات کے خزانوں کی چابیاں مجھے دیں، دنیا کی تمام نعمتوں کی چابیاں مجھے دیں......مَیں نے منہ پھیر لیا، دیکھا ہی نہیں......مَیں نے کہا مَیں نے صدقہ کر دیا، نہیں لینی......مثال لا، ایسا غنی لا، ایسا بے نیاز لا............جو خدائی خدا سے نہیں لے رہا......کہتا ہے صدقے میں دے دی......

کائنات کے خزانے نعمتیں مَیں نے قبول ہی نہیں کیں......اللہ نے کہا اچھا اے میرے حبیبؐ! دنیا کی نعمتیں اور خزانے نہیں قبول کرتے؟ اللہ نے کہا یہ جنت و جہنم کی چابیاں لے، جسے چاہے گا جنت میں بھیج دینا، جسے چاہے گا جہنم میں بھیج دینا......مَیں نے وہ چابیاں اور جو جو اللہ نے مجھے عطا کیا تھا علیؑ اور اس کے گیارہ بیٹوں کو دے دیں......

توجہ......! مقامِ محمود کیا ہے؟

محمود......حمد کیا ہوا......بس سمجھ لو قیامت ہے، عرش پہ دائیں بائیں دو کرسیاں لگ چکی ہیں......غرورِ علم پاش پاش ہو جائے گا اُس دن......

مولوی سمجھتے رہے ذوالعرش، اللہ عرش والا، اللہ عرش والا شاید وہ رہتا ہے...... آج جب عرش سے پردہ ہٹے گا...... دو کرسیاں نظر آئیں گی...... لوگ حیران...... اللہ تو کرسی پر بیٹھتا نہیں...... اور اگر بیٹھتا بھی، تو وہ ایک ہے، یہ دو کرسیاں...... کون بیٹھے گا......؟!

حجاب الٰہی سے آواز آئے گی

ابن محمد و ابن علی......؟

کہاں ہے میرا حبیب محمدؐ...... کہاں ہے بے دل کے دل کی دھڑکن محمدؐ......؟

کہاں ہے مجھ بے بدن کا بدن علیؑ............؟

دونوں بزرگوار اُٹھے...... بسم اللہ کیجئے، کرسیاں سجائیے......

یاعلیؑ! تو تو ویسے ہی قیامت کی ریہرسل کر چکا ہے......

محشر والو! صفیں بنالو، سیدھی سیدھی...... کھڑے ہو جائیں گے۔

میرے حبیبؐ! مَیں جو کہنے لگا ہوں...... اُسے تو بھی غور سے سن، محشر والو، تم بھی سنو......

میرے حبیبؐ نے میری اس وقت حمد کی جب حمد کا وجود نہ تھا...... اور کائنات کو بھی اس نے اس کے گھرانے نے میری حمد سکھائی...... بے نیاز اتنا ہے جتنا مَیں...... مَیں نے اسے آخرت دی، اس نے علیؑ و اولادِ علیؑ کو دے دی، نہ دنیا رکھی، نہ آخرت اپنے پاس رکھی......

آج ساری خدائی میری نہیں، میرے حبیبؐ کی حمد کرے......

جو زبان قیامت میں حمدِ محمدیؐ نہیں کرے گی، نکال لی جائے گی......

اب وہ منظر کیا ہوگا......؟ مَیں تو ابھی سے جھوم رہا ہوں...... الحمد للہ کہنے والی

زبانیں جب کہیں گی الحمد محمد

ایرے غیرے جب کرلیں گے حمد، آواز آئے گی:

آدمؑ آگے آ...... محمدؐ کی حمد کر

نوحؑ، عیسیٰؑ، موسیٰؑ...... تمہیں پتا تھا اگر یہ نہ بتاتا......

بس............ نتیجہ!

نبی حمد کریں گے، فرشتے کریں گے......

خدائی جب فارغ ہو جائے گی...... بے دل کا دل بھرے گا نہیں......

میرے حبیبؐ! جس معیار کی تو نے حمد کی، تیرا قرض ابھی باقی ہے...... تو نے پہل کی، اب خدائی ابد تک تیری حمد کرے تیرا قرض نہیں اُترتا، قرض اس طرح اُترے گا اگر تیری حمد مَیں کروں...... مَیں زبان رکھتا نہیں...... اے علیؑ! تجھے لسان اللہ آج کے دن کے لئے بنایا ہے............ (نعرے)

کیا ہے مقامِ محمود......؟ اب پتا چلا......

آدمؑ کے ہاں وہ بلاغت کہاں کہ میرے حبیبؐ کی حمد کرے......

نوحؑ کے ہاں وہ فصاحت کہاں کہ میرے محبوبؐ کی حمد کرے......

مَیں نے تجھے لسان اللہ بنایا ہی آج کے لئے ہے۔

اُٹھ! کل تک تو نے میرا ہاتھ بن کے خدائی چلائی...... آج میری زبان بن کے میرے حبیبؐ کی حمد کر......

تو پھر...... اِدھر علیؑ اُٹھے گا......

اور علیؑ خود کہتا ہے:

احمد حمده لم یسمع مثله الاولون والآخرون

مَیں ایسی حمد کروں گا، نہ اولین نے سنی ہوگی اور نہ آخرین نے سنی ہوگی۔

ادھر علیؑ حمد شروع کرے گا......

دوسری آواز قدرت آئے گی:

یا علیؑ! تو نے میری نیابت میں، دنیا میں بھی میرے بھرم رکھے......آج بھی تو نے میرے محبوبؐ کی حمد کا قرض اُتارا......

فرشتو! اب ہر عمل کرنے والے کے عمل کو ٹٹولو، جس میں علیؑ ہے اسے مجھے دے دو، نہیں ہے جہنم میں ڈالو............(نعرے)

تو گیارہ رکعتیں پڑھ......گیارہ کے باپ سے تیری حمد کروائیں گے......

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

مجموعۂ تقاریر

علامہ غضنفر عباس ہاشمی

مرتب

پروفیسر شاہد عباس

دیگر کتب